



60001

مثنوی بمثال

بزم وصال

جست ایک شاعر عجم نے بفضاحت کلام و مضامین لکھ چکے تھے
اور سفیر باوقیر انگلستان مقیم دارالسلطنت ایران کو گورنمنٹ ہند
کو بطور تحفہ کے بھیجا اور ایک بڑے ذی علم انگریز نے اس پر تقریر
لاکھی وراو کی بہت خریف کی اور گورنمنٹ سے حکم ہوا کہ یہ مثنوی
تمام احاطہ زمین شائع کی جائے

ہذا

سب لایا ہے جناب مستطاب عالی القاب کالراں و آبر و شرف
بہادر ایم اسے وائرلر سرسٹیلیم اوردہ

مطبع مثنوی لکھنؤ مقام لکھنؤ چپی
۱۳۸۸



شہنوی ہمال

سے

بزم وصال

میں ایک شاعر عجم نے بغضات کلام و مضامین و کچھ نظم کیا
اور سفیر با تو قیر انگلستان مقیم دار السلطنت ایران و گورنمنٹ
کو بطور تحفہ کے بھیجا اور ایک بڑے ذی علم انگریز نے اس پر تقریب
الکلی اور اس کی بہت تعریف کی اور گورنمنٹ سے حکم ہوا کہ شہنوی
تمام احاطہ نہیں شائع کی جائے

لہذا

مسب الایمانے جناب ستطاب علی القاب لہن امر برنگ
بہادر ایم اے ڈاکٹر شریہ تعلیم اوردہ

مطبع شہنوی نو لکشتور مقام لکشتور چہی

۱۳۴۶

تقریب بزم وصال مع فصاحت

ہوئی چپ کی تیار بزم وصال
 رسی بارک اندر نظم خیال
 عجب تنوی یہ دل آویز ہے
 کہ ہر مصرعہ معشوق کو خیر دہی
 ہر اک شعرا کا ہی تنوی شعار
 ہر اک لفظ اس کا گل و ہمار
 بیان ہی کہ ہی اک بیان طلسم
 نیا یا ہی کیا کاستان طلسم

یہ ہے جان فزاہ استان سخن
 کہ ہے باعث لطف حسن سخن

تجارت اللہ یہ وہ کتاب ہے جسکی جی جان سے صاحب زبان قدر
 کرتے ہیں یعنی اہل ایران قدر کرتے ہیں ہمیں نظر وزیر ملک اعظم
 واقع طهران دار السلطنت ایران نے ازراہ قدر وافی حضور
 گورنر جنرل کے پاس بھجوائی اور حضور ممدوح نے صیفہ تعلیم
 کے تمام سرشتون میں پڑھنے پڑھانے کی بابت ہدایت فرمائی
 اول یہ کتاب مجانب غامدہ ہندوستان میں رکھی گئی اور بنظر
 استفادہ عام اطلاع دی گئی کہ جو شخص چاہے اسکی نقل کر سکتی ہے
 اے سی علی صاحب بہادر سی ایس آئی سکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا
 کی چٹی جو بنام صاحب چیف کشر بہادر ملک اودہ وصول ہوئی
 اس سے اور نیز انتخاب کتاب سے صاف عیان ہے کہ یہ کتاب
 کس قدر قیمتی ہے اور اس کے مصنف عالی دماغ کا کیا پایہ و شان ہے
 اس امر کا لحاظ فرما کر جناب مٹی نو لکشتور صاحب ماکہ مطبع
 اودہ اخبار نے تجویز کی کہ ایسی بے مثل کتاب کا چھپوانا ایک

دریائے فیض کا بہانا ہے لہذا حسب صلاح جناب فیض آباد کرکڑ
 سرشتہ تعلیم صوبہ اودہ کے منشی صاحب عالی ہمت نے اسکی
 اور دلکش تنوی کی طبع کا پیرا اوٹھایا اور نہایت درجہ کی
 تصحیح کے ساتھ عمدہ کاغذ پر خوشخط چھپوایا الحمد للہ کہ وزیر لکھنؤ
 فرات و خیرت کمال آب و تاب و تاب طبع سے مجھے ہو کر نمایاں ہوا
 اور جو م شوق کی گرمی بازار سے خریدار اس کا ایک جہان ہوا
 واضح ہو کہ یہ کتاب نربان فارسی نظم میں لکھی گئی ہے اور اس میں چار
 بیان سو اشعار سے کچھ زیادہ ہیں بزم وصال اسکا نام ہے جو
 اسم بامعنی ہے ہر خندہ مصنف نے تیش بزم یعنی جالس پر اس کو
 تمام کیا ہے اور ۳۶ - بیان ہیں لیکن صاف صاف ذکر صرف
 ۱۰ - بزم کا ہے اور ۲۵ - بیان کے اخیر میں سلسلہ حکایت کا
 منقطع ہو کر مصنف ایک اور حال بیان کرتا ہے - اب ہم
 مختصر طور پر ایک تھوڑا سا ذکر اس کے مختلف بیانوں کا حوالہ
 کرتے ہیں جس سے ناظرین کو اس کتاب کی اجمالی کیفیت حاصل
 ہوگی (یاد اس انتخاب کا کہ یہ باب ہی جو گورنمنٹ ہند میں کیا گیا تھا)

بیان اول

بظہر مائل دول مدد آد لعلت ہی ثقیب علی کرکڑ کتاب کو شروع کیا ہے

بیان دوم

سبب تالیف کتاب بیان کیا ہے جس سے عام مصنفوں کے
 موافق مصنف نے دو باتوں کی آرزو کی ہے -
 اول یہ کہ یہ کتاب بارگاہ رہے -

دوم جن عمدہ باتوں کے مصنف نے اوپر عادات اور قاعدہ
شایان نامہ اور بزرگان کبار کے بیان کیا ہے اوس سے
غرض یہ ہے کہ اسکو پڑھ کر لوگ نصیحت حاصل کریں اور خاص کر
لڑکے نیک آدمیوں کی پیروی کریں اور بری باتوں سے باز رہیں

بیان سوم

اسمین مصنف کو بعض غریزون اور دوستوں کا حال اور
ایک سفر کا تذکرہ ہے۔

بیان چہارم

اسمین بھی ایک سفر کی کیفیت ہے اور نماز گرون کے حملہ کرنے
اور قافلہ سالار کی جو فردی سے اونکو زک دینے کا واقعہ حرم
قلم ہے۔ یہ سفر مصنف کا دوست ہے اور اسکی تعریف شاعرانہ
طور پر بہت خوب کی گئی ہے۔ یہ شخص ہر ایک دن کے تین چھو
کرتا ہے اور ہدایت کرتا ہے کہ ایک حصہ کاروان کو سفر کرنا
ہے اور دوسرا حصہ واسطے رفع ماندگی اور کسل سادہ دور کرنے
کے اور تیسرا حصہ صنایع حقیقی کے صنایع و بدائع کا حال دریافت
کرنے اور مختلف اشیاء موجودات کی تحقیقات کے لیے ہے۔
یہ شخص مصنف کی طرف مخاطب ہو کر درخواست کرتا ہے کہ تم
اس نظم میں جو کچھ کہتے دیکھا ہے بیان کرو پس مصنف خوش ہو کر
ایک سنجیدگی اور عمدگی کے ساتھ اقسام انصاف کا حال بیان کرتا ہے

بیان پنجم

اسمین ایک عمدہ و فہم عمل انصاف کا مرقوم ہے۔

بیان ششم

کاروان ایک چھوٹی سی گائون موسومہ جواگ کو جانا ہے جہاں
رہنمائے کاروان ایک پسندیدہ سبق انصاف کا پتلا کرنا ہے
باشندہ اس گائون کے مسافروں کے پاس بعض افسانہ
نظم میں جمع ہوتے ہیں اور مصنف سے درخواست کی جاتی ہے
کہ صاحبان نیرم کو چند باتوں سے آگاہ کرے کہ وجہ پیدائش
کی کیا ہے اور پیدائندہ کے اوصاف کیا ہیں اور انسان کو حیوان
پر بزرگی کیوں دی گئی اور خداوند تعالیٰ کو انسان کے پیدا کرلی
کی وجہ کیا تھی اول پیدائش دینا سے کل چیزیں موجود تھیں یا تئیں
اور اگر تئیں تو ظاہر تئیں یا نشان تئیں اور آدمی کیوں مختلف
درجوں پر پیدا ہوتے ہیں یعنی بعض شاہ اور بعض فقیر مصنف
یہ جواب دیتا ہے کہ ایسی باتوں کا استفسار نہ تو بہتر ہے کیونکہ
میتوجہ برابر واقعی نہیں حاصل ہو سکتا ہے اور کہتا ہے کہ کل چیزیں
واسطے آدمی کے پیدا ہوئی تھیں جیسے کہ کرہ عروس سما یا جاتا
واسطے عروس کے اور جو چیزیں کہ پیشہ پیدائش نبی کے پیدا کی گئی
نہیں وہ فقط اس کے جلوہ کا عکس تھا بعد ایک جہک جلال
خدا کی تھی اور بعد اسکے سب چیز تار یک معلوم دی اور بزرگی
انسان کی اور حیوان کے بوجہ تعقل کے ہے خدا تعالیٰ کا کوئی
ذاتی فائدہ یا خواہش عرض کی نہیں تھی جسوجہ سے آدمی
بنایا جیسے کہ سمندر اپنی لہروں سے طالب نہیں ہے یا سورج
اپنی روشنی سے جو کہ تابان ہے برابر اور پرکھ ویر کے البتہ

مخلوق کی خواہشیں بے شمار اپنے اپنے درجوں کے موافق ہیں۔

بیان ہفتم

بیان پر ایک نیل بیان کی ہے کہ دو بیٹے ایک شاہ کے شکار کیلئے گئے اور اپنے ہمارا بیان کو بہت پیچھے چھوڑ دیا اور سوار گئے وہاں تک جہاں سے گھوڑے آگے نہ چل سکے اور یہاں پر بہت بھول گئے تب تو گھوڑوں پر سے اتر کر پیادہ پا چلے پڑا جہاں چھوٹے بھائی سے دو فرسنگ آگے تھا اسکو چوڑوں سے پکڑ کر بہت مارا اور اسباب چھین لیا بعد کو یہ ایک گانہ میں پہنچا اور وہاں ایک عورت نے اسکو ٹھکانا یا جسکے اولاد تھی اور اسکی شادی کی اور لڑکے بھی ہوئے چھوٹے بھائی کو بھی چور سے اور اسکو بھی مار کر اسباب چھین لیا بعد چند عادتوں کے اسکو ایک بادشاہ نے مقبض کیا اور وہ شاہ جادو گروں کا شاگرد

بیان ہشتم

کاروان آگے بڑھا اور بقیہ و خان حکیم ہوا جہاں پر تین یوم قیام و آرام کیا اور سرد سرد ہوا کہانی اور بہت سے خواروں اور اسکی بارسایہ دار کا لطف دیکھا نصف نئے پہر پہنچا کہ تم سمجھاؤ کہ خداوند تعالیٰ جو بے نیاز ہے وہ کیسے اپنی بندوں سے اطاعت چاہتا ہے۔ اور پیغمبروں کے پیچھے کیا غرض ہے نصف نے اسکا جواب دیا ہے۔

بیان نهم

راستی اور سچائی کے خزانہ کی جستجو کی نیل۔

بیان دهم

اسمین ایک شکار کا بیان ہے اور گفتگو درمیان مصنف و مفسر واد کے درباب جواز شکار کے۔

بیان یازدهم

یہ ایک کہانی ہے جس میں شکار کیلئے کی برائیاں ہیں اور مباح زخمی کرنا ہے تصور جانور و ن کا۔

بیان دوازدہم

اسمین بیان ہے ایک بزم خوشی کا جو کہ مسافروں نے ترتیب دی تھی۔

بیان سیزدهم

اسمین بیان ہے کہ ایک شہزادہ کس طرح پر حیرت ناگ رہا اور پرواز پیدائش انسان کے اور اسوجہ سے کہ کیونکر انسان چلتا پھرتا ہے اور ہوتا ہے چنانچہ ایک جلسہ کا بیان ہے کہ جس روز ایک بلی واسے گوشتیان پختے دیکھا تو اول اسے جانا کہ تلیان خود ناچتی ہیں بعد معلوم ہوا کہ ایک شخص علیحدہ سے ناچتا ہے اور بزرگ ایک آدمی کے یہ کل حرکتیں کرتی ہیں جسکے ہاتھ میں ڈوریان ہیں اور پس پر وہ کام لے رہا ہے بعد دریافت اس کیفیت کے اسکا وشک رفع ہو گیا اور یہ سمجھا کہ گروہ آدمی کا ہی ایک نوع کی تلیان ہیں جو اسکی دست برد میں ہیں یہ سمجھ کر اس نے دنیا کو ترک کیا اور تحت قریب چوڑ کر قریب ہو گیا۔

بیان چہارم

کاروان مقام کان نیسہ فور پوختا اور وہاں اور فائدہ سخاوت کے گفتگو کرنا۔

بیان پانچواں

امین بیان سخاوت کے نیک نتیجہ کا ہے اور نیز یہ کہ عین اسکا ثمرہ تلف نہیں ہوتا۔

بیان ششواں

امین ایک مختصر بیان اور فائدہ دل تعلیم کے ہے۔

بیان ہفتم

کاروان مقام ہفتان میں پہنچا اور سب قاعدہ مصنف نے کہا گیا کہ ہرمین کچھ نصیحت آمیز گفتگو کریں بعد کچھ نصیحت کے گفتگو ختم کی اور عمدہ تعلیم کا فائدہ بیان کیا۔

بیان ہجڑم

کاروان مقام فری کرہ میں پہنچا اور بیان پر جنگ جدال افسر کاروان اور اس کے بھائی سے ہوئی جو اتفاقاً مل گئے تھے چنانچہ ہر دو جانب کے کچھ آدمی مارے گئے بعد کو درساں ہونے پر اور ان کے ملاپ ہو کر ابھائی جو کہ افسر کاروان ہے وہ مصنف سے پوچھتا ہے کہ بہادری کے کیا معنی ہیں اس پر بیان یہ جا کر سورا اور چوٹے بھائی کو گفتگو سننے کے لیے چوڑا گیا۔

بیان نوںم

امین بیان ہے کہ بہادری کے کیا معنی ہیں پس مصنف اور اس کا

مال بیان کرتا ہے جو درمیان حضرت علی ابن ابی طالب اور ابو سفیان کے جو کہ درمیان مکہ معظمہ مدینہ کے شہر چری میں ہوئی اور وہ مشہور ہے غزائی خندق جہان پر کہ علی ابن ابی طالب نے اپنے ہاتھ سے خلف و کو مارا تھا جو کہ شہل دیو زاد کے تھا اور جنگ آرزو وہ تھا۔

بیان ہشتم

دوسری رات کو خیر گاہ میں ہرم آراستہ ہوئی اور خوشی کی بر وقت دیکھنے ساقی و شراب کے ایک عالم سکوت میں بیٹھا اور مصنف سے وجہ سکوت دریافت کی۔

بیان نهم

امین عجیب غریب ایک دوست کے سفر کا قصہ ہے جو در سفر کے اور دنیا سے بیراہن ہو کر آیا ہے آج دیگر حالات کی

بیان دہم

دوسرے روز مشرہ ذی حجہ کا تہاجر میر قمران مشہور ہے بعد دستور رات معینہ کے ہرم جمع ہوئی اور مصنف سے دریافت کیا کہ تہشی اس دن کی کیوں ہے اور کیوں یا وداشت رکھی گئی کہ حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند کو قربان کرنا چاہا تھا اور سبب بوسہ دینے جو اسود کا پوچھا۔

بیان یازدہم

امین تشیلا بیان ہے ایک بادشاہ کا جس کے ملک کی طرف ایک کاروان جاتا تھا اور بروقت پہنچنے قریب شہر کے

بادشاہ نے ایک قاصد بھیجا کہ وہ کاروان کا استقبال کرے
اور ان کو تباہی کے نزدیک راستہ شہر کا مع دیگر حالات کی۔

بیان ہست و چهارم

کاروان کا دست شہرین و خرمین پہنچا اور وہاں ایک بزم کا
جمع ہوا اور ان دونوں مشہور عاشق و معشوق کا حال دریافت کرنا
اور مصنف کا جواب دینا۔

بیان ہست و پنجم

اسمین بیان ہے کہ ایک نوجوان مرد عاشق ہوا ایک نوجوان
عورت چرخس کو اس نے غفل کرتے ہوئے ایک چشمہ پر دیکھا بیان
اسکی محبت کا نام میں مشہور ہوا اس کے کے مان باپ نے واسطی
رفع بذامی کے ظاہر کیا کہ لڑکی اس چشمہ میں نہاتی ہوئی ہو کر
مرگئی بروقت سننے اس بات کے وہ نوجوان وہیں ڈوب کر مر گیا
جہاں پر کہ اس نے جانا کہ بیان پر ڈوبی ہوگی اس کے بعد اس
لڑکی کا غرق ہونا۔

بیان ہست و ششم

ایک نرزا ظلم کا بیان ہے جو شہر شیراز میں در بیان آخر ہفتہ
ماہ شوال ۱۱۵۷ ہجری کے آیا تھا اور اس سے بہت مکان
گرہڑے تھے تھوڑا دسکے مکان مصنف بھی گرہڑا تھا بعد گو
مصنف شہر افغانی بادشاہ فتح علی شاہ کا شاہراہ چھوڑ کر
۱۱۵۷ میں قضا کی اور ان کی بجائے اون کا سرزندہ
نصیر الدین تخت نشین ہوا جس سے انہوں نے استعداکی تھی

کہ دہل برس کا ٹکس معاف ہو جائے بعد کو اور مختلف
بیان ہے۔

بیان ہست و ہفتم

اسمین تو لکری کا بیان ہے۔

بیان ہست و ہشتم

اسمین ایک قصہ تو لکری کا ذکر ہے۔

بیان ہست و نهم

اسمین مصنف بیان کرتا ہے کہ ایک رات خضر میری ملاقات
کو آئے تھے اور انہوں نے ایک قصہ بیان کیا اور کہا کہ
مقام میں مشہور کیا جائے وہ یہ ہے۔

بیان سی ام

ایک شاہ کے دو بیٹے تھے بروقت قضا کرنے اس شاہ کے
دونوں بین ملک تقسیم کیا گیا۔ الخ۔

بیان سی و یکم

اسمین حال بغاوت ایک سردار کا بیان ہے مع دیگر حالات
مفصل کے۔

بیان سی و دوم

اسمین جلسہ شادی کا بیان ہے۔

بیان سی و سوم

مصنف بیان کرتا ہے کہ میری نہایت آرزو ہندوستان کے
سفر کی تھی کیونکہ اس نے بہت سے صاحبان انگلستان سے

فارس میں ملاقات کی اور ان کو اسے نہایت ذی شعور
پایا تھا اس واسطے کہ اسے اپنی مین مصنف بندرا بوشہر میں
داخل ہوا اور وہاں پر شہزادہ تیمور کا ظلم و ستم کرنا اور
اور مختلف حالات۔

بیان سی و چارم

وینا کے خیزون کی بے ثباتی و بے بنیادی کا بیان ہے مع دیگر
حالات کے۔

بیان سی و پنجم

کر بلا کی لڑائی کا بیان ہے جو عشرہ محرم کو شہزادہ جرجی میں
موتی تھی جبکہ حسین فرزند علی شہید ہوئے تھے۔

بیان سی و ششم

اسمیں بیان ہے حالات حسین کا کہ پیشتر التشریف لے جانے
جنگ کے کس کس طور سے وہ اپنی رشتہ دار عورتوں سے
جدا ہوئے تھے اور خواب میں دیکھنا اپنی مادر بزرگوار کا
اور ارادہ صبر کرنا جنگ کا۔

بیان سی و ہفتم

انقصہ جو لوگ یہ مذاق رکھتے ہیں وہ نہایت تعریف کرتے ہیں
اور یقین ہے کہ اسکو سب صاحب پسند کریں گے کیونکہ یہ کتاب
نہایت درجہ دلچسپ ہے۔

عروج نبی کا و فضلہ خلا زمان



درین مری می نویسد و طبع بنیاد

۲
 بسم الله الرحمن الرحيم
 حمد باری تعالی
 جهان آفرین اسرار آفرین
 همه آفرینش بعبادت است
 جهان آفری و می کند که بار
 چه از مرغ و ماهی چه از دام و در
 خرد که گنج هنر است و کمال
 سدف را ز میسان کند باره
 فلک از انوار کند و چو ماه
 شست کند کس نیاید در شب
 ز هر جان و برگ و پاد و می
 که گسترده و افروخته است
 فروزان خرد گوشت و است
 که از شاخ برگ آورده که بار
 هم او آفرین همه او پرده
 نخستین بعبادت و شکر
 کند قطره را کوهرش بدو
 پین از گلین کند چون ماه
 درست کند کس نیاید در شب
 شرف وادش از مردم می

۳
 بسم الله الرحمن الرحيم
 حمد باری تعالی
 جهان آفرین اسرار آفرین
 همه آفرینش بعبادت است
 جهان آفری و می کند که بار
 چه از مرغ و ماهی چه از دام و در
 خرد که گنج هنر است و کمال
 سدف را ز میسان کند باره
 فلک از انوار کند و چو ماه
 شست کند کس نیاید در شب
 ز هر جان و برگ و پاد و می
 که گسترده و افروخته است
 فروزان خرد گوشت و است
 که از شاخ برگ آورده که بار
 هم او آفرین همه او پرده
 نخستین بعبادت و شکر
 کند قطره را کوهرش بدو
 پین از گلین کند چون ماه
 درست کند کس نیاید در شب
 شرف وادش از مردم می

در این کتاب
 از هر چه
 در دنیا
 و آخرت
 است
 و از هر
 که در
 دنیا
 و آخرت
 است

از او چون ملی دید و در دوشتم	دو چرخ گران در نعلت شستم
نخست آنکه ماند ز من یادگار	نخستینای سنجیت در روزگار
ز اندر نیز دوان پیر و بی و پند	که خلق خدا را بود و ستودند
ز آیین شایان رسم روان	طریق بزرگان و کینه بدان
ز رسم سخن گفتن پاستان	ز هر گونه پروختن و پستان
در این رسم راه از جهان فیتا	بهر گزاین گونه دیگر بسا

پند و اودن بفرزند و کینه و نام نهادن این بیخودی
 شرح پیوند

و گر پند و اندرز ز دست زبدا	را ناما پیچید ز دست زبدا
که بر او از او مردان رود	باین از او گان ببرد
گر آید پیوند از او گان	نه با سنگ گان و نه با گان
که آرد و در سنگ بر سر زند	باز سنگ آید بر سر زند
چون ز بزرگان صفا دیدم	همه مردمی و وفادار دیدم
بشنای ایشان می خواستم	بزرگان بزمی بسیارستم
نه بگودرولی من چون درو	نه را و دعا کار و نه درو
که وی را و بسله هر دو فنا	همه پاک و پاک و بی حیا
از سنان پستی تا پستی و پند	چو پستی و پستی و پند
چو بزم وصال آنچه در طلال	از آن که پیش نام ز بزم وصال
درین بزم بانش چو زرق و تاب	ز رویا نیست و نه تاب
بیش از شمشیر و دو یاد	بیش از شمشیر و دو یاد

بیان بیت بایک ساق و چوبی که در او کوفت آن کس که بیست

یکی یار از او گان و ششم	از او شش و یک و یک و یک
مرا چهر او روز و روز بود	شهر و شهر و روز و روز بود
بزم و بزم و بزم و بزم	خداوند و خداوند و خداوند
کرده همان از خوش فال پیش	از او شش و یک و یک و یک
ز کوچه گران پیش در سنگ بود	تو افق ستان ز فرنگ بود
و ز شنده مهری سپه ش حال	بند از سحانی و مهرش حال
ببالا کی سر و بن و جوان	بفرزند گان و زور گران
بدان جاد و منصب و اصغر گان	تو گفتی سپهری بود برین
یکی پادشاهی ترک باز و پوش	بفرزندش بود گفتی سرش
شهنشاه بر او فرین خواند	و را نامدار مبین خواند
امیر و شیو و رنده زان	و ای سر و سر و سر و سر
خدا جو خوش خوش صفا	چو در هر یک و یک و یک
تو گوئی از تازه دار گان	همه رسم و آیین نوشیدن
عیت از خانه آراسته	بصد آردش از خدا خواسته
فلک بر یکا پیش منیت گشت	ز خانه از او بانوای خوش
گرش طعنه گوی که زشت است	خویش و زخم و چون کوه زشت
بنا صانع زو ان نمی شست	از آن که جانی خدا جیشت
بهر اندر نش بیان من بد کرد	که را می گفتم شست با غمت نو
شب نو در بزم او جانی من	دو بالا از او بود آلامی من
برویم همی مبلر آراستی و	همه آردی مرا خواستی و
من ز جان شده بدش و چون	چو با یکا با شسته بدستان

مکران

بباغش گزافان نقد بود و اندر
 بهاران چو گل کشیده از غمت
 چنان باشد ماه اردیبهشت
 گوی سبزه در شش شد می چنین
 توانی من هست چهلون
 تنگی چو درویش من
 بدو غم ای آسمان زمین
 نه می گزین بوستان غمی
 همه برگ بران کند شافا
 گستان بخورشید ساز شد
 چمن سوخت هوا از خردا
 می برگی گلشن این مر بست
 نه و ان می کرد با پیچ پاس
 زنده غم از همه شپه سار
 بصورت کنون گشت باید یله
 بنید از بلبلان بالا و زیر
 گذاران گذر کن گوی بر سر
 چنین نامزد زنده روزگار
 همه کام بگیرد و در ابر
 بخوشد می من بدو زنده
 بفرمود تا بندگان اختر

مرا پیشتر بودی آرام گاه
 چو بیل کشیده بدو باغیت
 ز گل اشت این پنج شش
 گم خیمه بر سر زدی بارون
 زمین کردی پس چو پیرین
 زرافشانی از دشت آفرین
 فلک سوخته بر آستان حسین
 چو عمر بداندیش شد و می
 چو تیغ سرافشانت در باز
 ره بر تو اندر چمن باز شد
 شود زه چو چمن چو شبنم گیاه
 که بی برگ نتوان بوشه اشت
 که در هست ملک را بقیاس
 با این غمت و تبین باز
 باشت بر گاه سپ گاه
 گوی لبک و بیگونی غم شپه
 که داغ تو دارند بر تن
 رود و تر از او چو دریا
 وزان لب عنانی دروان
 که خوشنود باد از سپه کبود
 هیچ سمن را به ساقند

تنی چند از آزادگان این بزم
 که اول رفیق است انکه طریق
 یلی نامور بود و اما داوود
 جوانی زنده در دشت
 رسی زنده به سپه شپه
 دیرین در نظر و از شپه
 مونس و میاد دل را این
 و اسالما بود و یار بود
 تدویر کی به که گوی طایف
 بزمی تن گوی و آهسته می
 چو شد راست کار سفر بود
 چو پیران جوان بست و این
 چو آتش شسته فروخته
 بود قاسم آتش و ملک فنا
 سپید از دشت بر روی پور
 قمر چون خورشید بودی آهسته
 شب قدر بودی چو شپه
 زبیرش و دهنش و جزایم
 زبیری شده لعش الماس
 ز آغاز این به که نیست
 از آن که ده خامش از کشتی

بهر ای خوشتر چون نه
 چنین گفت آن بر خدای شفیق
 که آتش دل بر آید
 کی سه وین بزم این بهشت
 بدان سال اندک فراوانی
 که جان را به چمن از زنده
 چو آن مردود و شپه
 بن هرمان بود غم خوار بود
 بنو محبت بودن حریت
 پیر از شپه و جان و پیر
 سپهر و دشت بر کا دیر
 گوا و دودن موسی کافور گرن
 بر حسد من آرزو سوخته
 که اندر دشت نیست غیر از خدا
 بالای هست گفتی و گیتی فرو
 بگشتی بهر ماه اگر کاسته
 اگر تافتی در شب قدر
 ز سرش و آیت حدت تمام
 خضر آب حیوان و جبره
 که در راه او این در راه نیست
 که گفتگو نماید بهر راهی

[illegible]

داشت مبدان گوهر نیک
 و در مخزن این است توانان
 هم ز گرد زرد می شایسته
 تا از جبهه تمام دیده است
 سوزی بر آفتاب می تافت
 شد به پیش او جمیع برقی
 میدی از وی از وی همان
 همی نوی بدو آتش فزاید
 تا بازی شیرین از او جوی
 شد که کم فرای کشته می
 بکشتی شد قایق و غم بار
 بسی خلق شاد از آن یاد او
 گیتی ز نام او می آید و هست
 همان عهد و آرزو میکند
 جهان را هنوز بگشاید
 هنوزش تنها با جوید جود
 هنوز ساز و بلبک می گنج
 که بر جاست کما غم و شیرین
 جهان را بحسب جهان بین می
 و زمین در دشت و در ورم پای
 که بنیز و دم را جهان را نیست

زنی خوشتر که فرموده است
 و غمت شود ویدر برشته
 من بکین راه رفتم است
 چو در من انداختید از سال
 پارس از بزرگاری که بزم
 بجای و فدا که با من کنی
 بی ساله دوری میزد اوگر
 بعد از آوری گشته ای کمر
 اقدار سال برین دادستی
 بختن وزه و درستی پایت
 زمانه این منت بر خند
 و در که در زیر این ماه
 بر فرزدان چه جایستی
 بختیم و پدید و دریم زحمت
 زانوشه گیتی بیا رسته است
 ز دل پنج اندیشه بر کند می
 که این پرانک پاک از همت
 بر نیزگی از رنگ بی پرده است
 بهر نکات از پیری ساخته است
 گوای اگر خواهی ای دل بین
 بدو ساقی آن زهره شیرین

زنی خوشدین و فریادش
 در غمت شود و بدین برشته
 من کاین رخ را در وفا است
 چه در حق اندیشه ای سال
 بیا که زین را می که بر من
 بجای و فنا که با من کنی
 بی ساله و بی صفی او که
 بگذر آوری گشته ای نیکو
 اقداری مال برین واداشتی
 بکنی و زهره و رقی بایست
 زمانه ای نیست بر عهد
 و زهره و زهره این سادوست
 بر زهره و ان چه بجای نیست
 بختی چه بد و در ویم زکات
 زهره و زهره بایست است
 ز دل بیخ اندیشه بر کند می
 کد این بر آنکه پاک زهره است
 بر زهره و زهره بی پرده است
 زهره و زهره بایست است
 گواهی اگر خواهی انی ال بن
 بره ساقی آن زهره شیرین

گشت نیستند چو کبیری گرس
 بیاغوی پس بیکان آسیت
 چو گشته ای یاس و زنی
 و گوناه است او ای جزو زمره
 یکی انگه از نامه پاستان
 که بازیر و ستان بخان بود اند
 تو نیز آن دوش مشی خود کنی
 در انگه از خوشتر از ای
 چو رفت از دولت غوی آهستی
 فروغی زردان بر او کند
 کنی برین پس پیش کنی
 بانی بسیار به بایست بود
 اگرستانی که مندر نهی
 هر سان نباشد است یک نفس
 تو ای است کردار و یکوشت
 ولی و یمن او پناور است
 نیمیش از رهنمان نی زچاه
 خستین است سخت ای
 چو کوری که هر طلی کند بهما
 بچه درسته باشد و دستگار
 نهانین محو عالی مرتبه
 اظهار حقیقت است حق بر حق

یکی تا جود و متن شاه بود
 بهو بسته چشم نه اندیش
 بهر سپاهی منم دشتی
 بکاخ اندرش بود یک از فر
 بیابا کردار شده شاه بن
 دو بار و بی او چون و سر و
 دو غماب او گشته شکر فروش
 و در لغش فسان دو بار سیاه
 ز ناوک فکن بهد آهوی بن
 بگیسوش آهوی چمن باغ
 بجز تارستان آن سیمره
 برین کز خواب بختی
 شیش بر شین می آید شام
 می و طرب شمع و او ای زود
 به جام اندن می می جواب
 و ف آمد و ماه محفل بکف
 دل نانی روین بر و زده بر
 بهین یک بود می آن غم
 زهر سوختار می است چهر
 می آورده ساق بر بیستی
 ز میان می آتش تا بنال
 که دو راز تو پر کوشه
 خند اگر دوازده لعلی
 وزن شک چشم کرد و شستی
 شبتان از گشته چمن نمیرد
 بلب جادو انگیز شیرین سخن
 نجم گشته از باد و از می
 شلف است یا تو شخ بر
 که ز گشتا ج شسته آراگاه
 دو آهوی او بود و دو گلن
 که او شک چمن آتاراج
 بگیسوش از سر و ناخود بر
 شد از روی و فال خود هستی
 بغیر خست ایوان زمانه ماه
 بگردون شمار کن با یک سر
 خور آورده به وین ماه و قباب
 نهانی برفش اند بر روی و ف
 رسانده بین جنتی روین بر
 که در دم و در و راندی سخن
 و آینه اش گفتی افتاد و سر
 بر شش می فرو داند شیه کاست
 فرد و خست در ساغر آناک

تنگ گشت است کاش و آفتاب کند	و زمین حلیه آبی بر آتش زند
بت خاک ل در بر شاه بود	که دل در شاه بود و دود کوه بود
چو ساقی می انداختد رخسار	شکر بپاشید آب آینه ساقی
بپیدوی آنکه بسالار نوش	بیا سودوی آنکه ز تیریا خوش
زهی مایه از بهر پاشیده دل	می کوشد چشمه زندگی
چو جان یافت از باد شاه	گرا این نشان بسوی خوش
پری چهره از خوان فرو برد و دست	یکی آن خوان در گلوش نشست
چو چیده کافتند کاش می نمود	شد آن استخوان نمکش در گود
همی بت خواند از نای می	چو بهای گلگون میانی می
چو شمع دید خواند چشم بر اند	ز رنگین کار گمان زنده
بسی جگر زده و تبسودنی	چو یقین سازد راسخ
شسته تیار و زنده شد	بر پهنه سر و پختن شد
ز غلجی دوا دل زین خواست	بت خویش را از پیشش خواست
نش پیا سازش ز نیاز	که پیا را چون شود چار ساز
ز نویدی آن بسوی جنت	نیشینه جان را آمد دوست
که می داند که می نشانش	و در چهره آینه آتش است
بگفت ای جان از بنده می	و زنی گیرنی بر اینه می
بت خویش را از بنده می	و کرک پستم بت بل روان
مراد یوره ز در حلیت گرمی	نیا به کفایت کن با پرسی
هنوز آن عابر بر شاه بود	که این و بنده زت بخشش نمود
کنیز می ره زده گویان رسید	که آن در دنا که در دنا رسید

یکی عطسه بر آن نمود و دست	که آن استخوان نمکش کشت
کنون شاد و زندان را بدست	روان پیشش بنمود و دست
چو این مرده بشنید آن نام	ز پای آمد و رفت پیشش نام
را ندانید کاین نشان است	بپاشد که نازیت یکا نازیت
خطابش کاشی سلاطین	ازین پیش و آن لطف زان
تو را این فرا سسانی است	که پادش کیه اسطغان است
پیشیت ستم دید و داغ است	تو روی ستم دید و داغ است
ز دل چو رود زنده می	ترا این زمان گشته زنده می
پنجه نیت زین نیا ترا	بنود و جان دل نو از ترا
همان شال حق بدست	دل از نقش یکا نازیت
بمسود و پادش آن زخمت	که از آتش و زخمت با زخمت
بفرمود و گریه و درود	چرا از با خدا مر و بیداد کرد
که مرده را نصاب دره شد	تو گریه و درود و در چپ شد
بیا ساقی آن با دوصاف	ز بیداد بگذر با نصاب
مگر آن در که شد و دیوبند	برود و دیوبند و از دیوبند
زباید او و در دنا	از دود او و در دنا

استفسار احوال کرده شد این موافق فرست توین

چو زان به دست می	که چنانچه چند بی ساز و دست
در دود و در دنا	سید روز آشفته چون غمت
بریشان پیش و نصاب	که جان و دلش با نصاب
ز غمت خوش چون چو	بنویس کی غمچین ساقیت

سخن ز آفرینش همه باز نیت
 مرا گفت کاسی مرد وانش شیره
 که الماس انش چه درخت اند
 نخست آفرینده اگر بعبیت
 چو بر پای یقیق بی پایه دشت
 گرش نایب بود از ان بازگویی
 ز جنانور که بر شده است دوش
 کم اندیشه شد کاسی خواندش
 بهمان آفرین اعوض تا چه بود
 بگو تا در این کار که بر چه ایم
 چنان نیستی هست شمر اگر
 چو میسر بر آورده واریم
 یکی چون یاد شد یکی پارش
 بدو قسم ای همان خاک تو
 خندان و بنیاد دل و پوشیده
 چو پرسی درازی که نا گفته به
 مجو پاسخی - ایا از استی
 سخن چنینی پرده رانی چنین
 همه ز بر ناسند از پیش و پس
 نه بر چه را باز بستی نیست
 پراگنده بشنید از بهر بی

زمرہ سوانح

در نسبت بهی از

اگر آنچه گویید و گویند
 به پیوند افتاد گردد و دراز
 بلوچه ترا آنچه در خبر من
 نخست آفرینش بود آدمی
 اگر چه چو پیدایش از هر دو
 من چو به پیشی سرور
 چیزی را عورتی بید من
 شبستان کن چون کنی
 ز پیش منی و ز دست من
 چو پر زنت زان و خوابگاه
 به پیش بود و ز کوهی است
 ز قول بخاین سخن تو
 جز این به چه سود آن چشم
 به دست انسان به پیشگی
 و گماید این زبان خدای
 همه مایه این زبان تو نیست
 چو گوید پیشو پیشی بر پا شود
 چو گوید بر شاخ بالا جود
 بیک جوده اش نیستی کند
 ز مایه اصل بیای است
 و گرنه به اشرف است آدمی

گمانی از دل فرو شو میت
 که زلفت و نامکلفه است باز
 می اندر چه دور اندازی
 بیست باد انش من
 به من از دهان به اوست
 که اول سپاه آینه شاه
 که نمر کا به در میان من
 می و طر پهل تعبه پان
 ز نو شیدان از هم از خور من
 به زنی اند و به راه
 من و به به به به به
 که به و او من سرور من
 ز نقص ز غرض زان به سلم
 از به به به است اگر اندکی
 تو انانی حق بود استی
 جهان آفریننده بی الت است
 چو گوید بخوان مرده گوید شود
 چو گوید به به به به به
 بیک جوده اش نیستی کند
 و گماید این زبان خدای
 به به به به به به به

موسم بہ نہ رہے۔ شمس محمد کوثری ۱۶ ص ۱۷۱ ق ۱۱۱۱

که اندیشه از عقل غیر مذکوره
 و مانند آتش از غوغای سیوفی است
 بهر آتشیه است سوختن و نبرد
 و مانند آتش را به آب بمیست
 و اگر جستی از خود پیش از روی
 چراغی نم زین گونه میماند
 و یواختن بر این باشد و پند
 جهان آفرین را بالی بود
 نه از آفرینش غرض باشد
 مرا بپروا نداده ای مسترین
 نگو گفت و این یادگار است
 چه دارد غرض بخوشی از من
 چون پند تا باین حد است
 همه کار را خدا ساخته است
 بنو نگو کند راست کار است
 و اگر گشتن جوئی ز کار او
 چه در دهنش نه چنین جان
 چه در دهنش نه کل از غیب
 چه در دهنش شمع نه خیر
 چه در دهنش مهر و اخیره
 بهر دل سر کار می و حاجت

ز حیوان فروزان فروزی است
 که اندیشه در طبع انسانی است
 فروزان بهر طبع نادان
 با کن که عقل ترا دشمن است
 که جوید چو از انجمن زبیدی
 که از غیر زمین پشیمان شده
 چه زانکه گفته اندست بهر
 زهرگون غرض پاک خالی
 نه از جو چشم عوض باشد
 که با و با کاش نه از آفرین
 که بر بقعاری مستدر است
 که که در شیب است و گاهی او
 که بلند ز آب و همچون خراب
 ولیکن بجاری نه پروا است
 چه جوید بهر چشمه زهرا
 که تنوان شدن بهر غرض او
 نه آینه به صورتند و شستن
 بغیر از پریشانی من ریب
 بهر سفر پروانه است
 بغیر از نفسان دانسته
 اگر بدشما هست اگر خود گذشت

تنهایی بر این که بگویم هست
 یکی کنی بجز زور و کینه
 پس خجسته تانوشی که اند
 بیا در خلعتی به یز زمان
 همه آنچه را انداخته اند
 همه از کربان برادر به
 چه دیدار همه خوش گفتار
 ز نیزبان آن گوهر و دگر
 و کرد و منی چند شک نرسونا
 همه در پی خود گوهر شدند
 تنی چند را سر مه اندر کشید
 گوهر سبزه را کردی بیست
 بر آن گنج را سیه جایش
 چنان با او یک بزرگوار
 هر انیز زین گنج بری سان
 و گرنه من این را سیه گهم
 ز بدست من خون خویش فزیش
 بقدر ترا بهره جز نجو نیست
 نه او او پس در همان گیر
 همه آهنگان که بجا می گشت
 که هست آن سنگ بشی حال

بمانده سپیدان تاز می زود
 تن هر دو تنه بی زب پیش
 زمین تفتشت بکله نور خورشید
 بغای بی بنا چار ببرد مرگشت
 بختند از تنگی آب شب
 شبانه که چو پیشان بآید
 بی بازگشتن در شور و خفت
 زبانی آن بر دو کمره کشند
 نوشند تار و زبیس را تو
 سپیده چو سپید اشک که بهار
 و در مرگستان بنده و قیامت
 بریدند بس اقامه حاجتگاه
 بماندند به جا بی سپاه پیش
 همین کوه شده که هنوز پیش
 با آتش چینه روز و آن راه
 آشفند خشت از تنگش نیک
 یکی را از درون باور دل بسته
 که ناچار و تشنه است لک راه
 چو بینی بدو داد و پیش
 در آید پس از خشت بپوش
 زو بخت سر سیمه ناتوان

بر آورد آبی که راهی دهی
 که بهستم غریبی جگر خوار که
 برهنه رسیدم از راه دور
 قصار را در آتخانه با کوزه فی
 که بودش همه چیز و فرزند
 بدست می شد می بر پا می
 که چون دل کند خوش جگر
 چو افتادشان دیده بر خور
 به تیار آن شسته پر خفت
 پذیرفت بر یک بغل زبیش
 محبت چنان نهرن بوش
 چو یک چند گزشت ازین روزگار
 بی خوانده را داو ازین ختری
 مرا و را بسی نگر از نذر شد
 ز کمر بر او نبودش بیاد
 دو پاش ازین آن بندان سپید
 فراموشی دیگر شد بدان شهر باز
 شه کشورش دید چو بر آید
 چه صبا بی عیش و طربش بود
 زمان کرد و فرزندش شمار
 و زمان سو سپه موی شده آمدند

شمارت کجا جانم کون نشان
 بختارش چاره سازانم
 به راه پیروزه ام یک تنه
 به دشمنی گر بسیار
 بمن آنچه شده و اوده اندامم
 در این دن بای بی راهم
 به گفت عاشقان این کفر
 گم به تبیل و چشم بند
 و ستاده گفتی شایر کجری
 پند من زیاده و بی راهی
 و اگر نگردد زین شنوی
 تا که تو خیر و نکویدی می
 و ای که بر بهر می من شوی
 و گرنه ز تو شه شود کینه جو
 بنوازی نیز و یک است کشت
 بیا شفت کل مغرور و ز کار
 نه جانشین گیر و زین پاکت و
 اندوه و اندیشه از پیش
 چو آمد بر شاه و گردن دراز
 پر پر خود و دید و نمودش
 دل صمد خود ساخت و لب را

جاده و کایت پندت نشان
 چاییت در این راهم
 نه است چشم نه سپاه نه
 بمن راه تو ماه شتی دراز
 در این ملک کی نباشی پیش
 بپنی پیش پد حیا و من
 که ترک کی واقعه و می کنم
 که آگاه دل به هم می بیند
 کنون تبیل جاده و لی می خیز
 که فی و می باز گیه می شوی
 و فرزان سالار من مگر وی
 سپهر را پدر باز جویدی می
 به پندار مت کام و من شوی
 و ستی کی تو چشم خرم می
 به بند گران زین کتابت کش
 با بهر چه شود می می و ز کار
 و اگر نشود می خشمه را کرد
 و ستاده به پند شده راه
 بخت آنچه گفت شنید با
 بهر و گشت زبانه و خشت
 خرافت فرا و دست زنده را

بگو کین بر بیا شفت نت
 یکی ترک در خیم پر شاه
 شست لبی قلعه و جادون
 بقمار و موت نشن بسیار
 که او دشمن نه نه زنده است
 چنین کرد و قیعه شنت است
 ملک شمش بر دنا خواهد خوا
 نه اندیشه از جرمش اندک است
 ای دانه آتش و آتش و آتش
 بیا ساقی آن با و در جرم پرز
 تا که استینه از سر نه

که نام پاک دل شده تو به نیت
 به گردن جان بدخواه و راه
 ای سحرش از تنه زو و نون
 بدست و موی کشانش پیر
 سزا و ریشایسته بدست
 بر دلم و به دو بهم شکست
 بر ندان سپردن من گناه
 و یا از دست لبش چه بگفت
 به نشانش بلفاف و من
 زبانه و زبانی شکست
 بیای ملک خواهد بهر نیم

مرحبت وصال مقصود وصال در نیم با گوناگون

از آن مرز چون مرزبان
 یکی سحرچین بود چون نو بهار
 به پیش بهر گونه کاند و نو
 شده چشمه اش در گوار ملک
 نه ریش گری کی او پرور بود
 روان گشته از تیغ کوه آباد
 و گفتی که بهر چه از آسمان
 چنان مهر و کز می که کز سخن

بجای که دقتانش و جان بهر
 همه کوه بهار و بهر چشمه سار
 بکر کین نیاز آمدن نیم روز
 که اراترا از چشمه زندگی
 خورنده بیک آب با ر بود
 و زنده چون آخرش یک جو
 ستاره و رسته از کمان
 نانه و گر گر سیم

نیم وصال در نیم با گوناگون

زان کانی که هرگز نیت
 ندارد ز بهر که کل به بود
 ز تو ای این نغز را شایسته است
 نه سوختن بهیچ نیت
 ز نغمه درستان چه برگ و بر
 درستان نیک سوگر ایمان باد
 و دیار پشیمان آرد و دانه
 غنچه دیم در سایه نارون
 و زان پس خوش سازد و دانه
 کزین چشمه سار گلشن چمن
 سر زان درین باغ به بنویم
 کز آن در این بهیچ نیت
 حیات بخواند به سیدشان
 همه به زبان برکشود لب
 که کیمیت اندر و بداد تو باد
 اندان کزین بوم گردون شود
 آنی که بر آسمان برگشت
 بر آسمان روشنش چون نیست
 که دوش زمین دولت و پر
 و زان پس گفت کاشی سپید
 بخواهم دانی که حق نشاید

هدا مان و ان گشت بحر می گشت
 ز سرخ و زرد و سپید کبود
 تو گفت نگار باد و باد و دشت
 ولی زان بهیچ نیت
 همه دشت پر بند رطاس ز
 کاشی نغز نامیم آمد بسیار
 که در آشتی سر بهیم بر دانه
 که از دستگی سنتی آمدون
 چه پخته شد گفت روشن
 زرد و سیاهی است بهیچ نیت
 بخارم سوئی شعل بیرون بزم
 نذرانم جز از کتران بهیچ نیت
 ای کز دانه خود دل میزدان
 که روز مراوت بهیچ نیت
 خاکان بهر کین باد و باد
 همه باگ شکست آوازی
 بیزر اگر جز دعائی تو دشت
 نهانی بهیچ نیت زان گفت
 ولی که گراید فرمان برمی
 بیات صاحب دارمی زانده زنده
 نهانی زان بهیچ نیت

بود که نیازش بخداوندی است
 و اگر ندگی باید از دست این
 چو باید دست او در دگر دوش
 بناچار باستی از بی شمار
 بگنیم فری ازیت لغت از لغت
 خدا بی نیاز از پرستندگی است
 یکی فرزندش است که در ده
 گرفته فقر و بدست نهاده است
 چه گردان کشی او نیاز ازین
 اند که بر روی زبان کی بود
 چنین است که در دوشش بری
 بر روی دوشش است از دست
 لغت است پیش بودی سبب
 تراشک است تا در روی
 به جوان کنی آه و زاری
 به بیخود ستاد و بی شمار
 همان را ز به کیت آواز است
 فرستاده چون یک باویشگی
 اگر صد بار آید اندر شکار
 دست ما در کار کردگار است
 غمت آنکه داند خود و دیگر

در این روزگار
 که در این روزگار

پیشش چو خواهر ما رغبت است
 پسند است کین بی نیل این
 هر چند می این باغ خود کوشش
 چرا مهر بر دوش پایان کار
 بنفرتیت جهانم از دوست مغز
 ولی ندگی لازم بندگی است
 نموده نباید که منت برد
 چه مستاج اولی پستند پیش
 ولی با بی غم می اندر نیاز
 چه پذیرش کنی عفو به من
 چه پیشش بخود نمازش بری
 مرغ آید ت رویی از نیاز
 چو رویی پیشش کنی بی سبب
 بنهال خود از خشک و آری
 بوصل اندرون هوا می شود
 از آن بزرگ بودید می شود
 همان همه دیدید را تا دست
 فرستادگانش در آن خبری
 یعنی کی باشد آن صند
 بیتی درون برسد که آید
 که کیان حد است باین شک

و اگر آنکه بخوی ایشان روند
 سیم آنکه با هم بخارند کین
 ز گفت رشید و داد و ستد
 بدیچ چون باز گشتن جهان
 یکی را در آن جامی تو کند
 و اگر با جستی ز دانش وری
 کمالات ایزد و بر انداز نیست
 ز آن هر چه را به آید
 بران پایه چون آدمی شود
 تبعی کز این پایه چون با گفت
 و اگر سروران تر جبهه دیده اند
 بداند از خویشین هر که است
 بدین نزل ندیدند ستاد و اند
 رسول عربین بنیان سپه
 خبر داد آن را که آگاه نیست
 و اگر هر که گوید فریب شهوند
 چنان که سپارند و را که من
 از آن مهر بریزد که او گنج ده
 کسی که بر آن گنج گوید نزد
 تو نیز از بدان گنج خواهی
 و اگر نه با خود خواهی شست

فرشته صفت با و دان نگردد
 که آید مانند ایشان زمین
 همه پایش از اندام خود
 و اگر اندر سم و در گشتن
 که رسم کشته را از کشته
 که مهر از چه برز و نیل
 نیز دان با پر تو سی ویت
 یکی از هزار می از می است
 نیار و کز آن نیست از شوق
 نبی گوهر و فناک صفت
 همه راه را کی نور دیده اند
 افوتند این را با لا ویت
 و لیکن ز منزل شهوار و ند
 همه به سیم کفایت او باز دید
 که از این باز از شدن نیست
 که ستوان فراتر از نیازمند
 انسان ندنزل نبیند با که من
 از آن گنج را به کورنج ده
 از آن بزرگ مصلحت پسند
 بیایست اندری با شدن
 ز سرست بدوان نیز نیست

در این روزگار
 که در این روزگار

بیان شاه فی اقصای اسلام و اتمین سلطنت ابدی و جاوید

یکی پادشاه را سپیدار بود
 ز رفت زود و بزرگبار بود
 زمین بود و آسمان دل و بخت بار
 همه دشمنان شده از دوشی بدن
 سر به گالان شهر است او
 خود انداخته نیز کبشی همان
 و یکین پشه مینه ساخته
 بهر چه از جهان یافتی دست خراج
 فراوان سپید است فرخ مهر
 که اقتدر جوان را چون کبک
 ز رانده ز قیاط است نه بدست
 بنیروز آرا که با خود و بی
 سپید و زشت از جهان است
 طلسمی بر آن گنج بترسمی
 خفته شد برین طلسم سلطنت
 یکی سر مردار و که میا کند
 از آن سر مرد و چشم هر کس شد
 پس ازین بخت از نیازی بود
 راهی شدن و تو بملک تقبلا و اطلاع دبی و بفرست

نخواستند

بهر ترانه که ذخیره بود و بی است

بخت این پس بدو بدو
 بدو بدو بدو بدو بدو
 بشاه جهان هر یکی را نظر
 شده آن پادشاه کوروشی
 جوان از کجای راسی پیر اکبر
 بخت ندی چون با نگاه پیر
 بخوردی چو کس ناز پر زین
 سر از ارمی پیران در دوش
 زین که در دوشی ندید است خو
 درستی که آید و بقان خود
 چو بکند زین گذشت اگر بد
 پر آگنده و با نیاز آمدند
 از ایشان یکی بود و هم سال
 پس ازین دوشی این پادشاه
 بگویم و از خضر جو یا شویم
 به نیاره اش بر شود بگویم
 پیران اگر داشت بخت کبر
 گر این گنج بودی نه بخت
 و گر هست گفته است خضر است
 نه بس رخ و خمتی بیبارگی

بدید بهر دست نیکو
 برین انگ خورشید پادشاه
 که بخت بدو جاسی گاه پیر
 ولی کار دل بود و باز دروغ
 گوزن از کجای تاب شیراز کجا
 بزد و دست هر یک کجای
 کجا و بزرگی نه بر شود
 که اندر بزرگی شوم گیاب
 آباد مایا و در کشت نو
 از آن چون این میباید خود
 ز سنتی پریشان شدند و تود
 به چایرگی پادشاه سازند
 چنین بخت کایت و مگر بخت مال
 ببا کون است چو پادشاه
 که از بخت گوهر توانا شویم
 که کس بر محالی نراند است گام
 چو اگر دیگران را با بخت
 که از انسان پشه مینه خفت
 با پادشاه خضران کی است
 که با پادشاهان بدن آوارگی

سپید ز اوان زان بوم و	فتادند هر یک یکی دیگر
همگان که گنج گران داشتند	ز نو قصر ایوان برافراشتند
بیزیت گنج گران و ان	نشدند از تخته تخت حاج
همه کرده اند که هر شاه بود	که بنید و جام افسر و گوشتوار
هر آنکس که او گنج گوشت داشت	در آن بوم و بر یار یار داشت
پیشانی و آشفته در آن یار	نمای نشست و سامان کار
تسائی او خسته بود و نه	نیازش بود بر اندوخته
در آورده سر با همه در دوزخ	بنا کردی مردی که گنج فروز
بصد محنت و دور و درج و محبت	شبی روز میکرد و روزی
سرایش که اندر زباز داشت	از آن گنج سرای بر داشت
اگر رنج بر خورده و او داشتی	با دشت گنج بقا داشتی
هر آنکس که از رنج دین داشت	چنان آن که از گنج گوشت داشت
بیا ساقی آن سر و چشم و پیش	که بنیاد است آنکه او داشت
بن ده که روشن گنج جان داشت	شوم که از گنج چنان داشت

تجربه طلب

ز قن شبنم صفت آمدن تو صومعه	دوم روز سر کشید آفتاب
دوم روز سر کشید آفتاب	در آید پرواز بازی بنید
در آید پرواز بازی بنید	بلی بنید است این جانب یک
بلی بنید است این جانب یک	ز باران شبست از رخ بنید
ز باران شبست از رخ بنید	هو اصات شد چون آن بنید
هو اصات شد چون آن بنید	ساره رنج بست زیر نقاب
ساره رنج بست زیر نقاب	وز و بچکان جو اصل بنید
وز و بچکان جو اصل بنید	ز ترسی هو داشت چون یک
ز ترسی هو داشت چون یک	همدست نهفت در لاجورد
همدست نهفت در لاجورد	زمین پاک شد چون آن بنید
زمین پاک شد چون آن بنید	

شده کبک در خنده آه و بلاغ	ز بس زعفران خورده و دیوانه
در خنق تعلق چو نشان	همسکوه از گشته کان بنشین
هو اعط سامی صبا گفروش	شمال معبر قفل فروش
ز سنبل چرا کرده آه و می چین	شده نافه نشان و لاشه چین
جوان سخت آشد هوا می تنگ	طلب کرد در کان تازی هوا
و شاقان کشیدند هر شوق تاب	سک یوز و شایین و شایین و تاب
پیاده فرستاده و دیگر گروه	لیه کردن صید راتا کبوه
خود از دامن کوه راند می بند	و آید از برش تا کوه کند
ز دماج و تپه و چوب و کور	نگذند که بستند نزدیک و دور
اگر زان شود شیر باز و زن	ایمان گوزمان ز چرم گوزمان
چو شایین ز بس خود و چه تیر	بر آورده گشته غنیمت گیر
ز بر سوسک قلند و تیران	ز پهلوی کوران گنج و تیران
ز بیم یک میوه تیر تاب	چو آهوز آهوی خرگوش تاب
بیتیمه کار اینچنان کشته تنگ	که بسته کشا از کلام تنگ
و دهان ز باز و چو یوز شد	بگرمی سومی پوتین و تیر شد
از چه بپرسید بنده می نادر	ز هر صید و گوش و تیر می نادر
نخستین تیریش باید بگوش	که ای نامور مرد با فروز
از تیریش شش و شش و سپند	که سوری شیر می رسا و گزید
گذاشت چنین گشت کامی نادر	ز خود و تیر می ستاین و تیر
ز تیر و تیر پهلوی پروزی	که با تیر و تیر و تیر و تیر
ز دوش و تیر و تیر و تیر	که دوا و با تیر و تیر و تیر

در آید از برش تا کوه کند

ز غم گوش بشنید کامی نامو
 ز بی نامدار چینی بگویند
 بمنزل چو راندند از آنجا آمد
 نشسته و خوان بجا و پیش
 ز بیگانه پرداخت چون این
 مرافت گوهر بر آرزو افت
 مگستل گفتش کامی ز کشته
 ترا دیدم امروزه در خوشاب
 بسابی گند را که سفتی برش
 برش از مکافات خون سفت
 شوبان بی گشته کینه خوا
 بخون ریزی ناتوانان تن
 ترا آنچه بر خود نیاری سپند
 مشو فریب از پهلوی لاف
 توان ز پیشه خیره کرد دست
 بخونش کشی گشت فو بر شیر
 گر ناتوانست در دواوری
 پرا زایشه شد نامو چون شفت
 همه نامرستان بار کن
 همه نامه آسمانی بخوان
 که فرمودمان با بیکریم هر

ازین خواب نگر گوش مرغی
 که گریه از غمخیزه در گوش شنید
 همه لعل گون کرد و از خون
 همه گشته مهان باز و می خیز
 ز سر انداختش بصدی سخن
 هفت بر آرنج بادت گشت
 بخون خور دشت سحر نیمه
 چو دشت بخونی چو شد آب
 اما نماندیشی از کینه
 ز آرزو روز بر آفتاب
 میالائی از خون تن بیا
 که آنچه توانیش داد باز
 نباید سپندیده هستمنه
 مکن پهلواز پهلوی دیگران
 که یک قطره خون کشید از برت
 چه سازی با دانه بر خورش
 تیرس از توانائی دواوری
 تبسمه ام ازین بقیه گفت
 که این شیه ایشان نمکند
 و اگر قول نیغیر از دوان
 هم از غمخیزه بزم از شنید

بدو گفته امی سرور است
 شکا افکنی به ستایت است
 همه چون دوا بپسیده اند
 چنان خواتندی که تیراند
 ساز و زبردست بر زیر دست
 بر سینه گاهی شدند می سوا
 شدند می پناک فلک تیر گیر
 نه تا بروراند پهلوی و بال
 و گزیده آسمان شنیدی
 که از صید اگر بچیت گاهی
 دل آن شرف دریا سگانه
 شکارش همه اش در آفتاب
 بود گوهر علم و دانش از و
 فراهم کن اندیشه از نخست
 بودل آن شست چون فلکی
 چه بر صید صحرای کشد را می تو
 بخوشی هاشی تو بچیز دست
 همه امنی شست و نه حومی
 درین شقت است این کا
 ز گوشش گندی گفت با بیکر
 همان در دشت از دامن بد

بنقری سخن گوئی با شمع
 دل بعد از آن از پای باز
 به پیوده کس از ساز زده
 بر آسوده باشند از بیکر
 نیابند شیران به بچیز دست
 بی وادخواهی نه بر شکار
 که بر کور واد و کلبه بچیز
 نه پشت گوزن سرین حال
 باید به معنی آن بگوید
 نه مقصود کورست ز راهی
 چایین چو کوبه بیکران
 سر است برل کرا نیاهای
 جز آن صید ازین وقت بچیز
 که چون میانه است با یک
 همه صید یعنی برون فانی
 همان هستی تو هست صحرای
 ز دستان کین و به شیر است
 فراهم شده در دلی و دامن
 خستین بر اسپند و شمع
 زانداشته تیر بین باز گیر
 پرواز صید نیالات بد

حلاست این چنین چو در
 همین معنی سید بخت و پر
 بدین صید اگر او قدر آتی
 ز قول پیر شدی چار ساز
 که هر کور درین راه مردیست
 پس است آنچه گشتند از آن
 کعبی بنی خود چو ای مزید
 تو ای نامور مردی از آن
 کسی کو خود از عالم جان چو
 خور و اسکانش شود لامکان
 نه چون که بر روی کین و یکم
 کسی جان با یکی بزور بیان
 کین نیکه جانی ز خود بی لعل
 اگر از کلمه کم شود گوشت
 و اگر از حریت یکی از حوت
 چگونه خدای که جان میدهد
 یقین مان کرد باز جریه می
 جان را بر ای مکان فاسد
 که بدو آسان مایه نیست
 چون بی بی زنده مان
 یک کشورش بود زنده نه

در این
 بزم
 دصال
 که
 در
 این
 بزم
 دصال
 که

ز خورون خشم کین آوردی
 نه پیوده آزدون جانور
 بخور آنچه خوردی گوار ای
 نه بینی عیب چه گفت است باز
 درون کور جانور نیایش کرد
 چه بخورون دیگران کشیم
 که او لقمه که جان بدین
 بنزد بر کن کاروان قیاس
 بدان لقمه منت نه کش خود
 کشد تا کند زنده اش جاودان
 از آن مرغزارش به فتح بیم
 که بر جان پاکی نیارود بیان
 چه بختی و بی جان کند خور
 شبانش بگوید به پست و بلند
 شرآ و تکرار را باز خورست
 ستمیده را در زبان بیند
 که نونی بختی بهشتی
 که در بیستی توان کرد
 و اینست که در این بزم
 که در این بزم دصال
 که در این بزم دصال

همی بخت دل او می کشیم
 بسی میل دل آتی با تکرار
 چو غم باولش کردی بخت
 همان چو زده از بختی تکرار
 لب از شیر نداشتند آه و پر
 نیاموده آهولی از ناله
 زمر زمرده لب از سبز و یک
 تن از چند فریه نکرده کون
 نکرده دیدن همان بالان
 نماند از آن بوم یک با تو
 بی صید می گشت روزی بگو
 دل از دیو مردم بهر خسته
 زیاده اسپند آتشده
 ز پوشش یک کلمه نه دشت
 نقاری دکان کوه جا ساخته
 لبیک اندرون کوه چو شر
 خنیه قد و ناتوان و ترار
 شمش باز پرسید کامی بود
 ز مردم چه آمدی بر تافتی
 مگر دشمنی دار می اندازار
 بگو تا دل از روی بهر دشت

که و لبندی او را نبود
 همه روزه جز این بود
 غم از دل شستی بخون
 که شایون شاهش بکشته بود
 که تیر شمش مجروری در
 که نانش شد می تیر شمش
 که گردش شد از خون و لبیک
 که بر دیش خوالیکه بیون
 که نشد کردی از ناله و کین
 ز بیدار آن شاه بیدار
 یکی پیش آمدش با شکوه
 در آن کوه بادام و در ساخته
 هو را بخمن بر آتش زنی
 بان توده پوشش از ناله
 چو آهوی برگ کیا ساخته
 بکوه اندرین ناله بخت
 هلالی است گفتی بر آن
 چه ساز می این کوه با گرم
 پیچیده با غول شتابتی
 که از بیم او ناله این کوه
 بشه آبی تا جاکه ساریت

در این
 بزم
 دصال
 که

باقی بل خشم دارم پس
مرشدانند همراه خویش
بشیر اندرون است ایشان
مرافق آرد و میزدند
در ان شهر بست آن سده آتیا
فرز هم جو آید حیرت شوند
چه از هم جدا افتد این نفر
در این کوه این هر سردر بند
بر یو بدو روز بردن لب
ز خولان گویم نباشد پ
چه آگاه دل یافتن باشد
که مستان اینجا فرست ختم
دو کشتش بویید و برید
بر گفت کامی پاک آن روز
که برین شب خداوندین
گرامی یکی نور بخش مرا
شود از نگلی همش آ این
چنین گفت از دینیت از
شب آمده آمد بایون اثر
همی چهره آمد چو سر و سخی
از ان بر میان صدف شین

چو شاه این خبر گوهر گوش کرد
بیتقان بنشیند و مانش نمود
ز شادی برافروخت چون بار
بشکرانه آنگاه او چاره یافت
از ان پس که آمد به نجرگاه
صدف دید از دیر رحمت
به چیم پیداندر و شد تافته
بر گیتی باز پرداخت شاه
چو چندی شد با کسی خیر کرد
چنین باز شد یاده شده و پیر
شی رست بدست بر آسمان
همی گفت پاک جهان داور
ازین پیش در مهنه نال بود
کنون رفت مرایه از دستیز
همی گفت و نشانند چهره خون
برو بنشیند نیردان مشد
چنان دید که اندر یکی مرغزار
در آن مرغزاران یکی بارید
یکی انجمن دید پاکان
همه جوانان فستاده بنامک
یکی چاک پیلویش استیغ تیز

همه در دواند فراموش کرد
نخواهند ز دوا و خوش نمود
بسوز قنادش هوای شکار
آز ابر چارگان دنی یافت
بشد تا شبستان پدیدار
یکی کپی نارس اندخت
ولی بی خبر کز کجا یافت
ز شه بارور شد فروزنده ماه
سوم از نهانش فروزنده
نهال امیدش نشد بار
ولی پرورد و ولی پنهان
چیکرم که ماکام خواهی
ز مایه زیان بود و نه سود
که سودی نمیدوتم یک پیش
ز لغت و دوش من لاله کون
بخواه باندون شولای زور
سواره همی اندر شکار
درون رفت از هر سولای
که دوی دگر در دناکان
به تن ناتوان و بدون
یکی بیک از خنجرش زیرین

نیم سال

که خسته بشیرین نه پرزستی
 که از چنگ او نیک او در بود
 دل از کف با جان بازده
 تو گفتی که بر ناپی در ناپی
 کز آن بیاید از این نیکب
 که تا من بد کل شیخی یعنی
 علیک اعتمادی و جلی لیک
 تا عدت از رخ خفاقت
 و ما الصبر فی العشق الا
 عم عشق تو مایه جی منی
 غمت سود در دو تو بودین
 خیال تو شمع شستان من
 در از عمر سویت حاصل تو
 عی کو به پیران جوانی ده
 جگر سوز و آثار روان پرورده
 غمت اگر سینه امیوست
 توئی که بر آرم فغان کین منم
 پریشان کن ز کارم توئی
 در منج تا میت از منیست
 بکینه جان توئی گوهر من
 ز تاراج اندوه جانم خرید

که خسته بشیرین نه پرزستی
 که از چنگ او نیک او در بود
 دل از کف با جان بازده
 تو گفتی که بر ناپی در ناپی
 کز آن بیاید از این نیکب
 که تا من بد کل شیخی یعنی
 علیک اعتمادی و جلی لیک
 تا عدت از رخ خفاقت
 و ما الصبر فی العشق الا
 عم عشق تو مایه جی منی
 غمت سود در دو تو بودین
 خیال تو شمع شستان من
 در از عمر سویت حاصل تو
 عی کو به پیران جوانی ده
 جگر سوز و آثار روان پرورده
 غمت اگر سینه امیوست
 توئی که بر آرم فغان کین منم
 پریشان کن ز کارم توئی
 در منج تا میت از منیست
 بکینه جان توئی گوهر من
 ز تاراج اندوه جانم خرید

که افروزم خاک پای تو ام
 سنگ انداز تو ام کز حسد
 نه چرخ زنجیر زلف تو سر
 بیا ای شکیب من از روی تو
 بیا ای خرام تو آشوب دل
 بیا ای شیخون شفت بجان
 بیا ای برخ ایستی شعله ور
 بیا ای بیا لای نوخته است
 گفتی دل از دست بگذارت
 مکن کین نه رسم وفا دارست
 کسی که غیر از تو کس با دوست
 کرم پای بر سزنی خوش بکن
 گراز تند خوی ز من سر کشی
 چو پر زنت گوینده این لغز
 بنا که من لی من آه فغان
 فکرة اضحی القلب ساکرة الفؤاد
 عندی فی حبیبی کجی کجی
 دعوی الی محال کما فی الحقیق
 فلا حرج فیما کذبی بدلی
 چنان گشته دوری بل کلام
 چو کیم از آن ماه دوری سپید

که افروزم خاک پای تو ام
 سنگ انداز تو ام کز حسد
 نه چرخ زنجیر زلف تو سر
 بیا ای شکیب من از روی تو
 بیا ای خرام تو آشوب دل
 بیا ای شیخون شفت بجان
 بیا ای برخ ایستی شعله ور
 بیا ای بیا لای نوخته است
 گفتی دل از دست بگذارت
 مکن کین نه رسم وفا دارست
 کسی که غیر از تو کس با دوست
 کرم پای بر سزنی خوش بکن
 گراز تند خوی ز من سر کشی
 چو پر زنت گوینده این لغز
 بنا که من لی من آه فغان
 فکرة اضحی القلب ساکرة الفؤاد
 عندی فی حبیبی کجی کجی
 دعوی الی محال کما فی الحقیق
 فلا حرج فیما کذبی بدلی
 چنان گشته دوری بل کلام
 چو کیم از آن ماه دوری سپید

که افروزم خاک پای تو ام
 سنگ انداز تو ام کز حسد
 نه چرخ زنجیر زلف تو سر
 بیا ای شکیب من از روی تو
 بیا ای خرام تو آشوب دل
 بیا ای شیخون شفت بجان
 بیا ای برخ ایستی شعله ور
 بیا ای بیا لای نوخته است
 گفتی دل از دست بگذارت
 مکن کین نه رسم وفا دارست
 کسی که غیر از تو کس با دوست
 کرم پای بر سزنی خوش بکن
 گراز تند خوی ز من سر کشی
 چو پر زنت گوینده این لغز
 بنا که من لی من آه فغان
 فکرة اضحی القلب ساکرة الفؤاد
 عندی فی حبیبی کجی کجی
 دعوی الی محال کما فی الحقیق
 فلا حرج فیما کذبی بدلی
 چنان گشته دوری بل کلام
 چو کیم از آن ماه دوری سپید

بنام اوصال
 بیدار گفتم اور بهینا و کس
 سفیدی بی چشم بدخوش است
 آن که چون برب جویان است
 چه بیدار و چه میسور این احوال است
 کما غالی از او است تا مل ایام
 کجا نیست یاز او تو تو
 بسجالی بر او زنت تو کل
 توئی که بود سوزی ز آتش
 توئی که نه سوزی باور آتش
 زنی تیران تیرانه
 زنی نیک آن نیک اخلاص
 در میان تو و سبب تو کیست
 خدوایان که بی تو خوش
 کتاب آورده نشدی
 که ای پانی با حله زره شیره
 چو آن بزم فرزند و نجات
 ز او زلفت اندر این سخن
 سخنان بافتی همه معنوی
 که بی خویش بودی در شمار
 تو گفتی گفته ای کی پیش نیست
 یکی چون بکیرم هزاران شود

بدین چشم چشمی که بود در لب
 نخستین جهان من آتش خست
 که می بیند او با جدائی خوش است
 و در آن زرق این چنین است
 که بیان تن زنده به شکل بود
 کجا پر قومی انچه بهیم توئی
 بجائی دیگر سوخته بلبل بود
 توئی که در دویست سال با نته
 توئی که بخندش عید با نیت
 و بی طره در آن طره اندوه است
 و بی درد آن درد را خود و او
 تو باغ و تو در جهان تو نو بهار
 خود نهون خند خوش انوش
 مگر خود بر آن جلوه آری نظر
 مگر همچو او زنده شیره می لب
 ز گفت پریش نه ای آرامت
 ز و مدت بی باز راندن
 نگار دیش لیکن صحبت قوی
 کندش سیران بیارای باز
 بگردارش این احتمال است
 ز یک خم چنان جا به لوان

[illegible]

میباید آید است و بدو در
 جوار آفتاب بهر روز نشو
 انداختی و پستی و فراخی
 که بویید و کش و دراز و بخت
 خصمانی خود آتش زده
 بر آرزو و بخت ساز و بخت
 آنگهی غصه می شود از پی
 آنگهی گشت کلاه و تاج
 می بین این گوی می بین
 می بین خانه کرد و در و در
 سه تاسی است و پنج و نه و ده
 شش و هفت و هشت و نه و ده
 شش و هفت و هشت و نه و ده
 گز و آرد و اندوه و دوری
 چو دیدی باو همان بهر بخت
 اگر خود بپند می اگر پند
 ز آب ز خاک ز بخت ز بخت
 بخوبی بختی ای نامجو
 ز بختی است سرایه و بخت
 بهین بین و نامجو ز بخت
 اگر بختی بپند و این بخت

21

بین ما خود از این نوع جبرستی

شگفت است سرایه از نیستی

حکایتی معین و آن ایامی که قتل و دشت فریب و بسکه اچم و

یکی نامور بود در هند را می
چو خوشه شیرابان بر شش دین
خداوند دست دل عز و قدر
بسی سرکشان اسیر انداخته
پادشاهیه هانش در زنجیر
همه در دلش کافرینش برپیت
سروست و پیرا چو پیرایان
نمایند خدایان گفتند از احسان
خزاینه است آئین گفتن
در گفتی آن کین من گفت است
در صورت نیاید که گویند
در جهان بود کس که داند که
یارم یکی گفتش در هزار
گر دیده بر دوزخ زانک بود
بر جا که دناشوری نیت پت
بس در دل اینگونه باز بکند
براه و چل روز خلوت کند
باز آمدند پادشاه و سجد

بهوش بدانش بفر و برایش
چو کیوان بسنی درش بهند
و از عجز او درش گاه و گاه
بسوی دشمن از پا در انداخته
و آن چو گزوی چمن شاخ سرت
لسی کو در این تن خرم گفت
من گوید آنکه چنین ناتوان
چون نت جان گویش است
باید می بست از مردوزان
پوید و توست این از گفت
چو معنی بود چو نش پیداست
بر جای یکی ما بر جای یکی است
هر جا در گوته دار شمار
بر جا که بینی نه بینی جز او
نوازد پدید و مانع کسبت
شاهی و فرماندهی بازماند
از لشیره و روی مطلب
نداند نبود را چو باد و باران

چنانچه که آید بی روز روشن
 بزرگی ز کار آگهان جهان
 سراسستی سوده بر آستان
 بجان برده پس منت مادرگان
 که ناگه خدمت ببدوان فرد
 شد صفت شد نیز دیک شاه
 بخت اگر شاه را و خورم با
 نایم بسی نقشها و لپند
 بساط زن کارم پدیدار زمان
 نعمت گفت و او را بنده می بود
 چو گرفت و دوری از شهر یار
 یکی پرده او خفت در پیش او
 در آن پرده هرگز لعبت نمود
 بجهت لبستان سیاه ناب
 خفت از هیچ و هر دو آشکار
 همی خفت را از بیم خست تاب
 در آمد بمرآه چل خواجه ماش
 نهادند چلوئی کم استوار
 دو صد پیل با خور صد نشان
 دو صد پیل تازی برین تلم
 پیاده پس تیغ بند می گشت

بدر بار او بنده و ان گشته مکین
 که بودش در ان نایع از ان
 که تاشته از زمره رهبان
 که از سادگان گشته ازادگان
 نگردد و کس از خیل مردان مرد
 که روشن کند جان تا بیک شام
 شعبه یکی مرز بازی گرم
 که بنیده زد و کرد و اندیشه
 اگر رانی اراخی باشند
 مگر تا کند از دل اندیشه
 یکی نیمه از پشت بس استوار
 خواند و درون تنه گام
 که شه اول زن گفتی بود
 سر پیمان در آن سیدگر
 یکی مرد در صورت پیشکار
 بشد و پس روی بشتاب
 همه تخت زیرین بستر رخ
 چنان که بود و خورشید
 بسی بختی بارکش هم چنان
 سواره همه ترک هندی غلام
 برآورد و هر سو باریت صف

و اگر چاه و شان بلند بخت پیش
 و زان پس از پیل شاهی سوا
 در آید اندر پیل و بر شد بخت
 و ز پیران ستادندش از پیرت
 می رود در آید شکست آورد باز
 که روی برقص ستیاده با نگر
 یکی شهنش آرت بر روی شاه
 ز او رنگ را می انداختند بر
 در آن خیره شد تا به بند کیمیت
 چو دید انداختن خیمه بخت
 همه لبها گشته آواز زدن
 سر رشته در دست آن جلیه در
 و در داده در خیمه در قرار
 نبود می آمد آن پرده آگاهان
 بر حضورشان خسته بند می بود
 بر آن دست و پا می کشیدند
 یکی نفره در مایه از پا افتاد
 شعله در شراب امان گشته
 که مارانی از آن حالت در پیش
 در دم داد بسیار و خسته
 بخت از کجالی و نام تو نیست

دوا ره کنان و تبر با بروش
 از آن پرده رخ باز کرد و کار
 تو گفتی بود و خوسرو یکی بخت
 ایسان بر این پان چون برت
 کنیزان نوازنده دل نواز
 گرد می گفت بر بخت و گنج و نامی
 که ماند اندر و خیره شاه و سپاه
 دوان تا بدان خیمه از دست
 سر رشته در دست تدبیر کیمیت
 همه رشته در دست تدبیر بخت
 اسیر وی از خیمه ها و سکون
 همه سحره حکم او سحر بس
 با نداشت او رشته خستیدار
 پس پرده تنها هم او بود و پس
 همه در پادشاهان پرست و سپا
 رشته شان در کف بر بود
 که دیار پس سنگها کشاد
 همه در خورشید برو می گشت
 بملکت شد و خوند و نام پیش
 بنزدیک خود ما که خستش
 که همچون توئی خود تبر بخت

در این پرده ناخود چو بخت
 بزرگفت و اماندارم نیاز
 من چند تن آگاه از سر کار
 نشسته بهم بودمان گفتگو
 یکی زان میان بود و سر چوب
 بر آوردن که سر چوب گفت
 که خیمه بخت کا نه شده در تیره
 بسی آتش خیمه بخت
 یکی رفت باید برو یکا و
 بیا موزش انچه دوستی است
 که کیمیا بی کار اندر رخس
 من اندر شدم بهر آگاه بخت
 از آن شعبده جادوی ختم
 که تا باز دانی که هستی می است
 جهان با جان فزون بی سخن
 نباشد ز خرد و یکس شمشیر
 اگر خواهی آموخت این پیشه را
 بر آمدند سر بر بند راه
 چرا هستی خورشید بگذری
 ره کوئی وحدت بهیچ راه
 چو اندر روانا نیوشیده شاه

که از یک عزم فاعلم ساختی
 از آن آدمی شوم بهر نیاز
 تفرج کنان در فلان رخسار
 تسلط ده خویش از یاد هو
 که بودش می که از غریب
 فلان امی در غم گشت بخت
 که از از وحدت کشاید کمر
 دل آلوده آگهی ساخته است
 که روشن کند جان بار کیم
 که هستی به کیم می پیش نیست
 که فاعلم کند جان هم پرورش
 که تا در نام ز کمر اهمیت
 تدبیر کارت بهر ختم
 زداید اگر در وقت سنگی است
 چنانست کان تر و در سخن
 نه پایانه است سر تیش
 ز دل پاک کن نقش از پیشه را
 و لیلی خبر این برای که مخوف
 بیک بودن بستیایی پری
 ولی کم بود در این آکس
 بر او شود مهر خفت و کلاه

ره مرد و ناز جان برگزید	چه حقا کسی گیر اورا ندید
چه شتابید از آن شهر بند	چه آن صید کا ز او گرد ز بند
بنامی در دوش بند بخت	در صحت خنق بر خود بست
نیاسو و کشش نمود ستافت	که گم کرده خویش را با نیت
چو رانی نکه کوشد برای ریت	یقین آن کلمه کرده خویش بخت
تو کم کرده خویشی ای بی لطف	بجو خویش را بگو که یابی همی
بکسرتن چه امروزه و نو آنی	چنین چند با خود مدار کنی
همان به که جوئی و پیدا کنی	و گر نه بگویند بر سوا شوی
روستین از خویش گم گشتن	بگوئی بدین بیان که تو رفتی
مجموعستی را که دادند و ال	بجو بستی سر بر بی مال
بیا ساقی آن آب ترش نهاد	که او خاک آید بر هر باد
بد و تا کنم هستی خویش گم	کنم زنگ ز آب جان بخشم

در بیان گزند آن ندی و ناستن نیا را بر پانیا پانیدگی

بیا ای که اری بکنت و انگ نیت	چو گل تازه ز دل کن خوش بند
چه تو گشت دند خوش کشتاخی	دل دوست ابرو و رخسار سزا
پیشد و از بهر زنده و زن	که کس خورد روزی خوشین
مگر بهر دیگران بهر خویش	مشو شهید بیکانه و ز بهر خویش
چه اندر می از بهر روزی	که روزی گریست و ز می فکر
بد و کن بخت کامرانی کنند	منه کن بخت شادمانی کنند
بد و تادعائی تو گویند خلق	منه تانفاسی تو جویند خلق

صدف را که پنهان کند گوهرش	منه خلق خواهر پدید هوشش
چو گل خورده و خویش پدید کند	بفرق همه گلستان جان بکند
ندیدم کشاده دل تنگ بخت	جهان گرز جیمه و رخت
ترنج از تنگونه شود سیم باژ	همه گوی درین نند و کند
دشت ارشد و در فراغت	بهاران شود و سبز و آهسته
چو در کان فیروز آید سپرد	ز سبزی یکی کان فیروزه بود
یک دشت با طریقی بخت می	که از باغ مینو بودش کی
چو مینو در او بر طرف باغها	ارم راز سبک بلبل اغما
ز بهر سوز و آینه یکی رفت و دو	که از زلفه و گل رسید می تو
یکی هر زخم چه بخت جوان	جهان بید پیری آن می تو
تو گفتی سپهریت با فردا	بقدر بندد بخت و دوا
جهان در نوشته بنام بکام	بفرستگ و دوی چو دستان
درین روز بازم آمد خبر	که این فرشته تا سر می تو
بر او از خداوند رحمت بسی	که آسوده جان بود از دهری
یکی پور بودش بل و شویند	هرام و می نو جوان شیریند
پسر با پدر هر یکی بی تعلیم	یکی بخت بزیای یکی محنت
پندیده ز سید زنی نام دار	همه پیا به بسی با سوار
جهان بخت ز باره آمد بریر	بر در گرفت آن دو ز باره
سر روی هر یک بوی سید باز	بباره بر آمد گوهر سوزان
پندیره شو خلق بر بسته راه	ز ماهی شده گرد و تاباه
زخو پهنده و نسل و سهاشان	ندیدم بحر شکر احسانشان

چو آسود و هر کس بجای نشست
 و هر کس خورش که بر جان می
 همه کارتن چون بسامان رسید
 ز من باز پرسید آن نامجوی
 بد گفتن امی او مرد جوان
 و گر باره پرسید که هر لباس
 بگفتن از ارمی و پیرا بنی
 و گر باره گفت از برانجیت
 بگفتن همان بهتر امی نزار
 بگفتن آیه گوهر بر اندر رود
 بگفتن چه کرد آن که جاوید ماند
 بگفتن از چه مخزن کند فرمای
 بگفتن از چشمن توان شکست
 بزگفتن مردم شود سر بلند
 بگفتن که دولت دهد آبرو
 جوان سخت پرسید که سر و کسیت
 چرا خرج کردن بجای خوش است
 اگر سخت بخشش مرا سودمند
 بد گفتن امی از تو بران بود
 از روی که می چون او ندانک
 که رفع نیاز خود از آن کنیم

چو اندر

چه پوششی چو ز درش بپوشند
 و گرمی بپایند همان که بخش
 نماید بر دشت یکباره گنج
 به خوش گفت و از دنا حق پست
 که گر آنچه دارم بپسین و بس
 دیش گر خوش است بپوشد و زور
 چو ز رمی به بخش با نصاب ده
 یکی است و او ستم سیکنی
 کنن تا روز دزدت امی کب
 یکی را که یک نان خورد و ده منه
 با نصاب بخشش نماید کرام
 ازین دگنر کنگه پاک از بهشت
 نیند دخت از بهر دیکه شیز
 یکی خواهد ز خویش بگرفته
 که او ز دغم خویش نیست
 سکن ندارد و خویش هم
 اگر آیدش نیم نانی خورد
 بتن دشمن است او نه تن دوست
 غم آب نان نیستش یک نفس
 جهان که هم بر خور و سر بر
 بهر دغم خویش و سوا نمی

چه پنهان کنی کش بپوشند
 نبایستی اول عیان کردنش
 و نگشت خود را به بیار و رخ
 چو گفتندش اشیار کن بهر پست
 چو سگین بر آستان ستم
 بنویش اندکی نیز بایستد
 نه از خود ستانی با نصاب ده
 بسکین بیک ستم می کنی
 یکی تخمه بیرون یکی ناشنا
 چه خواران کرده نمانده
 که اسراف بشبه باشد حرام
 به بخشید و به خویش میزبانی
 که این کار نیست که تو نیز
 ز فکر پس دیش بگفته
 از آن در دیش بجای خوش نیست
 غم پس نه از دغم پیش هم
 و گر ناپه از خوان همچون چو
 که آخر زلفا گاه و دخت
 که از تنه چون خویش است و ب
 نه از خود و بدتر جهان
 که از خویش بیرون نه بمانی خوش

چو پنهان کنی کش بپوشند
 نبایستی اول عیان کردنش
 و نگشت خود را به بیار و رخ
 چو گفتندش اشیار کن بهر پست
 چو سگین بر آستان ستم
 بنویش اندکی نیز بایستد
 نه از خود ستانی با نصاب ده
 بسکین بیک ستم می کنی
 یکی تخمه بیرون یکی ناشنا
 چه خواران کرده نمانده
 که اسراف بشبه باشد حرام
 به بخشید و به خویش میزبانی
 که این کار نیست که تو نیز
 ز فکر پس دیش بگفته
 از آن در دیش بجای خوش نیست
 غم پس نه از دغم پیش هم
 و گر ناپه از خوان همچون چو
 که آخر زلفا گاه و دخت
 که از تنه چون خویش است و ب
 نه از خود و بدتر جهان
 که از خویش بیرون نه بمانی خوش

چنین کس چه در فکر زنجیر است	که او خود بسودای منم شست
ولی آنکه در بند جان خود است	نظر خود و سوز زبان خود است
منبا پر آنگذاش هر چه است	بسکینی آخر پشیمان شست
کرم انباشد جزای جاصلی	که مجموع سازد پشیمان شست
ولی چون پشیمان شودان کرم	بروم کرم کرد و بر خود شست
کرم کن که باقی شوی پشیمان	نه از فقر جنگ آوری باند
الا ای که بفرار می جفت	بجست آنچه داری که پشیمان
کرم خوشترین جفت دوست	کرم گشت امید را فریاد
در آنجا که دوی زبانه شست	کرم چیت بی پشیمان شست
کرم چیت درون غم جو	کرم بر تو میدان کند عزت
کرم چیت در میان داندل	کرم چیت سوزی ز ندان
کرم چیت نو باره مروی	کرم چیت سرای غم خونی
جهان از چه دار و ندار کرم	روان از چه دار و ندار کرم
فلک و سگاه که یک است پس	افرو و س که یک است پس
که نبش که تیغ نه نبش بود	بجانی بی دانه نبش بود
که در خاک نمی باسید گشت	هر زنده را ده عیش گشت
کرم و زنا صید و لمانی	کرم کن که در هر دلی جان کنی
کرم پیشه را نیست دشمن کنی	که خشم از کرم دوست گرد کنی
کرم پیشه خصمی ندارد و کس	که او دشمن مال خود نیست پس
به پیشش بر آن ست کافران	نکرد و بخودش بر کس مراد
ز چرخ کرم شافی آید بهر	که طبعی شد و او سرگوان ش

کرم چیت در میان داندل
کرم چیت نو باره مروی
کرم چیت سوزی ز ندان
کرم چیت سرای غم خونی
روان از چه دار و ندار کرم
افرو و س که یک است پس
بجانی بی دانه نبش بود
هر زنده را ده عیش گشت
کرم کن که در هر دلی جان کنی
که خشم از کرم دوست گرد کنی
که او دشمن مال خود نیست پس
نکرد و بخودش بر کس مراد
که طبعی شد و او سرگوان ش

ز پشت کرم قطره آب جفت	که حور اشدر کنان شست
کرم هر چه میخ و شامی کرم	بگویم شامی بجای کرم
شامی ندارم نه امی کرم	ببین پس که گوید خدای کرم
حکایت مروال اروغی و جوهر و دشت و طبع لطیف	و غم نمون و بسوی مینماید آن خرم دل منظر لطیف
بخار و یکی مرد و زنده بود	جوالم و خود و خودی شست
نماد و تن از هر یکین برنج	و سکین چنانچه شست
کشاد دل و دیده رستگاه	برماندگان در که او پناه
بدیدار همان جوی شادمان	شور و می بگر که مدتی همان
ز نسی طعاسی بکامش بلام	نکر خسته خور و می از دمی تمام
ز سرایه و سود و پیش بدی	همه در سکار احسان شمی
یکی تا بر حمت نه غمقی همی	بیا لاین دخت غمقی همی
جهان بنده طبع آزاد می	وز او نام حاتم بکیار می
بکاری و دان شد هندوستان	گرمی بپوش از دستان
یکی زلف دریا بیا به پیش	بترقی ز پنهانی ز شمش
چنانچه زده موج او بر سپهر	وزان صدف ز شمش گوی
و گفتی جدا و موج از آن	جو ابر بر رخشانده بر همان
جایا و است گفتی ناک پیش	ننگی بجان کاشان از برش
ناب و غمان و ده و ده	که او کوهر نشانده اند کزاد
شمار و در و بس و منک	بن جیو کوه و بد و بد و بد
تو گفتی پالتی یک شکر	ز نامت بر آن من بریای ش

کرم چیت در میان داندل
کرم چیت نو باره مروی
کرم چیت سوزی ز ندان
کرم چیت سرای غم خونی
روان از چه دار و ندار کرم
افرو و س که یک است پس
بجانی بی دانه نبش بود
هر زنده را ده عیش گشت
کرم کن که در هر دلی جان کنی
که خشم از کرم دوست گرد کنی
که او دشمن مال خود نیست پس
نکرد و بخودش بر کس مراد
که طبعی شد و او سرگوان ش

نشستند در کشتی چندی و
 یکی پهن شتی که از بادبان
 عسل بر سر از شر یازده
 تو لغتی ستان خفته بیایان
 بهای بی بی زنت بهر دوشی آب
 ز لنگرش گاه درین پای می گیر
 بنده روزمانند در بحر شریف
 یکی تند یازان سابر یازان
 بی منت طوفان زلفت بار
 همی صبح بر آسمان اچلیت
 از شتی که موسی جز شت
 بهر اهل کشتی در افغان شدند
 روان کرد و سیلاب بنین برآید
 چو دریا پر آشوب بر گشته تر
 گذر کرده اشک نشان فرق
 بر آتش و ز آب از نوبان
 در آخر فرو رفت کشتی در آب
 قضا مسافر که مرگد که می
 پس از صدر مد و غوطه پیشمار
 ستادند از ان باده روی خاک
 که گشتند از ان بجز چو نشان را

که آمدند از ان بهین میاگرد
 زود سائبان بر سر آسمان
 چو ابدال بر آب در یازده
 بهر آفرشته پائی آسمان
 بسان یکی باز گونه جباب
 تنوش عصائی کن چو چهر
 و ظلم و زاری بر آتش گشت
 که در باشد از زیره بالا و ان
 که خاک تک بجز بر باد و او
 ز اوج فلک بر ستاره شیت
 و سابر زو آب رین شگفت
 بهر کام سختی دعا خوان شده
 ز طوفان طوفان شده چارچو
 و آن کشتی از کشتی آسید تر
 بهر گشته ز بیم غرق غرق
 بهر گشته بر آب آتش نشان
 که با سکر یزدان نبودیش تاب
 ابا بهر مان ریت از ان مایل
 بز دمی و گشتن بر کنار
 ستاین کتان پیش یزدان پاک
 پرستند باز از دم اثر دما

پایه ز بخت تانیم روز
 بد شتی رسیدند نیز در کشت
 در میان انبوه و دشت فراخ
 ز بس تیر طاولس فرشته
 ز منقار طوطی بهر شاخسار
 شماسه چیده به باد رنگ
 ز بهر سو ترنجی خوش آفرشته
 شده عکس نارنج و در حیرت
 شده بوی بوزگل و غودول
 بزیر درختان امن خسته
 بر آن فرش خوانی بگشود نیز
 و شاقان گل چهره رفته
 بهر گشته از بهر مجلس شد
 یکی آید ستان گرفته بدست
 پذیره بر خواجیه ترند باز
 بهمان چنین گفته سالا با
 فرود آمدی کاخواجیه آید می
 فراهم نشسته اند نشیناک
 یکی لغتی این نیست بزجائی دیو
 یکی لغتی این نزل پر نیب
 یکی لغتی این جا لگاد پرستی

بقن نقه از آفتاب تون
 بر او سایه گسترده از بهر دشت
 بهر تو از بیک بسته شاخ
 و دایره دوش قسین خسته
 شده غمخیزه سنج کل آشکار
 بهر راه بهر گنبد کرده رنگ
 معنی بهر پوش آتش آفرشته
 ز آب آتشی شسته لغت آشکار
 پذیره کن که در آن تابان
 بساطی ملوکانه در خست
 در او کرده آماده هر گونه چیز
 پرستش گرمی استاده پای
 می غنچه ساسی بی عد و سوز
 یک گل نشان بهر دشت
 که بهر لغت از ستان کس
 که باشد پرستاریت کارما
 خزان بهین سوگر آید می
 پریشانی و بهاد و دل بلاق
 که مار است ز میوه دل بر نیو
 بود جانی غولانج و درویش
 کجا دیور این بچی کشتی

یکی گفتی این است خواب نیل
 بدینگونه جمعی بر گشت مگوی
 سواره باز اسب افرو
 وزان این شارت بخوان گفت
 که از رخ خرقاب سختی ۱۰
 بخورند و خفته شب تابند
 جواز و از خواب بپای شد
 نشسته گفتند با هم بسی
 بدست در حقیقت شناس
 سویی خواب و در کای و بکرم
 نه دیوم درین بامیت ندیری
 ستم صفت آن که مهملی تو
 همین پیشکاران که پشت بست
 چو زمی باغ میزند با شیت
 چو بر تو قصه می آید گشت
 فرستاد و مارا خداوند پاک
 چو میخواست مار فرستد فرو
 بگویند شری میزبان خدا
 بسی کرده میمانی مرا ۱۰
 بهر چند خواهی در این جهان
 چشبنبد این شرفان مرد ۱۰

از این

بسی سر خفته جان گفت
 وزان پس بر ریالند خست
 بسا مل بی کشتی آما بود
 بسی لطمه خورده رسوخ کران
 همانا که خفته زیدان فرد
 بکشتی نشسته در انداز
 چو از لطف حق سفر از آمدند
 جوان مرد در نیکویی رفتند
 همه عمر بستی بخدمت بیان
 در آن دم که بشنیده بودند
 چنان در کرم با پیچیده بود
 تویی که دارم دل را بی تو
 بهر شایسته داری بنام آور
 به ساقی آن کیمیای کرم
 که غم نیست سرشیم از دست
 رغبت نشودن خصلت پیران
 جرات از سر پیران پستی
 بگیتی درون آن بودند
 چو خواهی شوی شهر روزگار
 ز شاخی نمر خوردن آسان بود
 نه بینی اگر تربیت بد شک
 که جان را با کرم ساختت
 که خوش آمد و پیرام و سبب
 ز طوفان آن ساحل افتاده بود
 که از آن بجز افتاده بپیران
 ز بهر پای آن جمع کرد
 همه کامیاب و محمد سر فراز
 بمقتصد رفتند و باز آمدند
 که از نیک آن نیکویی بدو
 نشانندی ز رویم بر میمان
 نه هم ندیده بود آنچه را باز
 کنون تا زمستی چو خواهد بود
 نیکی خرامی با سنان کوش
 هر صید دولت بدست آوردی
 که دل را بود ز بهای کرم
 به از جان که بختیم از دست
 که بی تربیت کس نیز در هیچ
 که از پند و اندام پیچیده
 پیچان سر ز را می آموزگار
 که او دست پرورد تو جان بود
 باز که مان شود چو شک

از این

ارد

نیم تربیت سنگ گوهر شود گیاهی که خود بر باریک وگر پدرش یا پدر باغبان باز تربیت نیست فرزندان مباد آن لیسر کوست هارپ نیز زنت اگر نپند صاحبش میان سالک من باویت آرام زان و او از جوان خرم اهل حال جوان باز مریش سپیان خواند رهی همچو زلف تبارش چون هوانیزه زار و زمین شکاف نیاسوه در وی سنگ ازین سواره ببالست را از ان برود اندرون بی درنگ ز شاخ و زمان شدی شانه بگردن فتادی بکیا فتادن همان بود و درون هر مرغ شیر و گناه بنگ ببستی شراری بسان درش یک شیر غران شدی عدد آ ز تن فتنه تاب ز دل فتنه صبر	نیم تربیت سنگ گوهر شود گیاهی که خود بر باریک وگر پدرش یا پدر باغبان باز تربیت نیست فرزندان مباد آن لیسر کوست هارپ نیز زنت اگر نپند صاحبش میان سالک من باویت آرام زان و او از جوان خرم اهل حال جوان باز مریش سپیان خواند رهی همچو زلف تبارش چون هوانیزه زار و زمین شکاف نیاسوه در وی سنگ ازین سواره ببالست را از ان برود اندرون بی درنگ ز شاخ و زمان شدی شانه بگردن فتادی بکیا فتادن همان بود و درون هر مرغ شیر و گناه بنگ ببستی شراری بسان درش یک شیر غران شدی عدد آ ز تن فتنه تاب ز دل فتنه صبر
--	--

نیم تربیت سنگ گوهر شود

سواران از ان چو لاله یکی را نسیان بود تن سنگ همه عمر در خانه خویش با و بگزشته بسی روزگار بسی را و میوه چون آسیا گل گشتی را باز رفتی زلف چو از این رفتی سوختی نایب چنان پدید کاین عالم باقی در آن شبیل از خویش ز قرآن نماند ای کش خفا رفتی چو دانه نشخا چنان پاک منج همکس پایم ز ختی شدان یک خست بر او و افغان کشید شکست ز شهر خود آورده ام سالتی سرافراز را دل بر او بخت چو روغ شدان شیر اندیش مخود فغانا ز اندیشه جهان ایمن شیر اندیشه نیمش مرا استخوان آب کرد بر پیروی از وی بیرون مکه	سواران از ان چو لاله یکی را نسیان بود تن سنگ همه عمر در خانه خویش با و بگزشته بسی روزگار بسی را و میوه چون آسیا گل گشتی را باز رفتی زلف چو از این رفتی سوختی نایب چنان پدید کاین عالم باقی در آن شبیل از خویش ز قرآن نماند ای کش خفا رفتی چو دانه نشخا چنان پاک منج همکس پایم ز ختی شدان یک خست بر او و افغان کشید شکست ز شهر خود آورده ام سالتی سرافراز را دل بر او بخت چو روغ شدان شیر اندیش مخود فغانا ز اندیشه جهان ایمن شیر اندیشه نیمش مرا استخوان آب کرد بر پیروی از وی بیرون مکه
--	--

نیم تربیت سنگ گوهر شود

مرا گفت دانه ده رشتاس
 ز عشق آتشی کن دل شعله
 چو ز آتش کند شمع رخ با نس
 تو نیز از چو من دل را آتش کنی
 چنین دل پر آشوب از آن کس
 چپ و یکی جاده بس فراخ
 دم کرک چون سربازان کوباک
 ز مروت نمی بیند صحرا نشین
 ز یک سوئی چند دیگر سوا
 جوانی فروزان شسته سپ
 گذشته بر او سال کی باره
 بالائی او سر گذشت نبود
 خسته برید از روزگار
 جوان بخت ابد و پوی گز
 بیا در کاب پدر بوسه ده
 با سپند را بد بفرمان باب
 همی راند تا مهر بر شد ماند
 بشتند روی نهادند
 که نخی بر آینه دار غمت
 که این حرف دریا چو آب
 چنین دیدم از او در صحت

که شیر آید از آتش اندر هر
 ازین شیرت ارست جعفر
 ز عشق آتشی شیر از شیر لب
 ازین شیرت باید دل خوش کنی
 نوشتم خود هیچ فرنگ ده
 بدان هاشم از خیانت کلام
 یکی کله از دشت شد آتشکار
 سیه خانه چون موم حرمین
 پیر بر سر پند ز می نامدار
 چو آذر کشمی بر آذر کشپ
 گذشته بروی از سر چاره
 بسیمائی او سرانور نبود
 هم بر تو مهرش از چهره آ
 چو پیش پدر شد بدست
 سر از دریا بر پشت شام
 چنان چون آید بکوه آفتاب
 منزل سید آن کو ارمند
 پیر زنده گفت و سخن
 وزان پس پیوگر انما کیت
 هر آن در که افکند بر آتش
 که بانی بر او خاتم تربیت

در نیم رسال

مباوی از اسیر گیتی زان
 از ان سایه پروردگار با
 روان بر تبار ز نهر روی
 خراز از ان ز ششور کس
 که این هر دو خاک است
 به شکل گوی سنجیدگی
 از ان پیشتر که تو گیر ندید
 چه خواهی شوی در جهان
 ز نادان به خواسته نشین
 در شتی کمن می سپردم کبی
 ازین زو بان بلبش آ
 زودن همتان نیز از می
 و را در شستن کمن یروت
 که افتادگی زیور مرو به
 حدیث ندرگان بخودی
 بیندیش از طعنه خوشی
 باس که به ضمیرت عیب
 که کس بر زبان نیدیند
 و که کمتر است ز خود افزون
 هنر جوی اگر خواهی از حق
 بروی ای بنیاد و در سوخی

بدو گفتم ای در او سو جوان
 همیشه پدر ساجان تو باد
 بزرگیت گر باید و سوری
 بغیر از کمال نشین باش
 مشغله پروردشور دل
 سخن چون ببول سپیدگی
 بگیر از کسان نرمنه پند
 شو با بدان می کوفت یار
 همه با کوه خواه و دانا نشین
 سخن با بزرگان باز مگوی
 بلندیت بایه بهت گرامی
 بدون مبنی تا که از پیوی
 بر تبت هر آن که تو بالا تر
 عز و جوانی ز سر باز نه
 ز دانا سخن بشنود و ز پیر
 میا لامی در طعن مردم
 اشوخی میفرای طبیعت کمن
 زبان باز کش تا نه غمی یاب
 کسی که تو افزون تر است
 قناعت کن از آموختن
 مخند از سبب بایست بروی
 و ای خدایت در حق

و ای خدایت در حق

ملکن دیده بر مژگان پاک مین
 بر بیکانه الفت کن زینهار
 هم آتش خویش بی دودان
 بنادان میانیر اگر بخویدی
 بدانان نشین تا که دانا شوئی
 پرستش گری خواهی از دیگران
 که هر کس از کار او بر شد
 سر عجز نه بر روی بسیار
 پاید بزرگی در آن خانه
 نه دولت آشد نیز پای در
 شعی بود او را دود و شور بود
 یکی زان و دود شور یکبار
 وزیر خودم ناکسی نتخت
 جفا جوئی با مردم حق پست
 ز خویش دل عالمی بخت
 از دود حق چون در گاتین
 ستوده بر شاه و لایانش
 همه چرب گویان بخود کرد
 بی خنده افکنده در ملک شاه
 اگر آن پاک ستور نیکو شست
 آتش شعله کردی از مکر و نین

نیم وصال

نیم وصال

چو شاه از ویم پایا فروزون
 هر جا بنرسندی آزاد بود
 ز بدگوشش پیش شکر دودان
 بجز خفله چسبند از دودان
 هم از بدگوشی پاک ستور
 بی مشورت گفت در کازیت
 چنان بنیم ای خسرو روزگار
 در آموزگاریش مانند نیست
 وزیر خوست تا شاه آزاد
 که شمر را همین یک سپهر بود
 یکی شهویران در اقصای ملک
 بر اینجا فرستاد شهنشاه را
 خود اینجا چو دیوی منوگری
 پرنیز ملک خلقی نبود در ام کرد
 از آنسو ملک او به بارهای
 وزیر آن همه سبیل و دست بود
 ز دود شعله چاره بود شهنشاه
 بر او خواند بانی زیر از شلیب
 بدو گفت کامی قره اندی
 که اکنون بیا موزسم همان
 و در بار میت نمودن ملک

نیم وصال

نیم وصال

بدیم گز گز و شبه چون کند
 بزرگ زود و آدمی زود بود
 که جرمی بر او بست و کشتن آ
 که با خفله گان را خوش بود
 چنان کرد و کافیت برنجید
 بدست وزارت نهاد اوست
 که شهنشاه را باشد آموزگار
 که چون او دیری بنشینست
 فریاد کند خوار شهنشاه را
 هس خوست شناسند
 که چون ساحلی بدید بای ملک
 همان پاک ستور آزاد
 که انگشت همه گیر دانا شری
 با آرام پس پیش پیدام کرد
 و آن بود ویران گزیند با
 ملک او را نیز آگه نمود
 که چون باز جویم و بیم که
 که کس بی شکس نیاید غیب
 مهو جز نموندی و بخردی
 هم امین گوان کار گمان
 همه راه شایان رسم ملک

بگفت از چو یک آرمو تو
 دل خلاق گرامی پدر
 همه یار مرد و زود پیشه باش
 همه کشور زو او آباد کن
 بنا آرمو دهه کار ملک
 سپید دل آرمو دهه از تو کن
 باز روز و رات کسی نیکو
 بپوش خورشید از بلندیش کن
 طهر از خدا جوئی لب نیکو
 بیکبار بقلب دشمن ستاز
 کمینها پیروز و لب پیشان
 به تمنای دوست و رافتن
 گر این زرم خود برادر تویت
 بافت این بر روی او باده
 در آنسوز از آن جان شاه
 نمی اندازد ار ملک پدر
 خبر شد بدستور با پاک ای
 بیاید که این باغ بی خورند
 یک لشکر آرمو دهه بخت
 گردی پیکنده را جمع
 حتی آتش شان کرده بخت

دو منزل برآید پیر به جنگ
 دو لشکر را یکشده در صف
 گذر که هم بر گرفت تنگ
 بخون پدر شهر یار جوان
 بقلب ندران سوئی ستور
 بزود تیغ زهر گویان بر سرش
 بخاک انداخته و آن بکال
 چو دیدند لشکر که خسته چه کرد
 نهادند سر بر مرزبان
 که بختی شایسته بانه ایم
 کینه نیست برادران دوست
 شهنشاه او را با پیه کرد
 همه دست گز ما بکینت نشا
 بر بنشود جملی آن نیک
 در کینه بر روی ایشان ست
 سپهر افروستا دمی شهر یار
 تا خواهد دستور را پیش تواند
 بافت ای به پیر ای ست
 که از تو فرو و این به بنیم
 زمین گزید می به پیر شاه
 که حیاتی پیر زاده او با

و در این میان که در میان
 و در این میان که در میان

تو نیز آیم می بایست کرد	بنده شد شوگر مهر بر خوری
بیا ساقی آن نای جان بیا	می دست پرورد و مقابلی
می دیده در محبتی ریت	می گشته سرایه معرفت
یده تا بتن پرورد و ریت	زد آتش به بنفش پرورد
قبضه کردن صفت و صفت	شیر و منان
و آن تیغ زبان را بر سنگ کتیر	
نه زور باز و نه می و زور	که آرام بختند از و دیگران
فتاد و بی دیگران نقیب	که روزی با رام سازند
نداده به ارتش و بی یار	از و در جوان این زمینان
ز تیغ این جهان کسان است	هم از پشت او پیوستی تیغی
هم از تیغ کردن دندان چار	هم از تیغ کاغذ و دهنش
غذا از چرخه تیغ و تیغ یاران	بیا و از که انگیزد از پهلان
نداده به تیغ آتش فروز	هانی که گیتی فروز و چور و زور
سکندر که سدی از آتش بود	بیا جیج آن ز آتش تیغ بود
مگردن کسان تیغ ایفره است	نزار است و سلام از تیغ بود
ز تیغ است کاس سلام بر تیغ	گو اهرم تیغ بده خندق است
خیزش آنکه اندر ره بدلی	شو و پیر و شاه مردان علی
که تیغ او خازن و رویین	جهادش نبود از تیغ و تیغ
و اگر منتهی نامدار ترک	و اگر که در جایی سالار ترک
که بدوش برادرش که کاس	خداوند بر و بر و غنث یال
می یارستی ترک نازی سوار	میستی در از تیغین بایگ

ز تبه همان سال عمرش لبی	نداد ترک چون از دنا ز لبی
بلند آسمان خسته تیر او	اجل حبه پیمان شمشیر او
ز تطلاب جنگی او تا محبت	به جوشن بر تیر او چه برید
گر آتش بر پیش او در آتش	که آب نشان می آتش
نیاساید از زم و کین تو خلق	که آتش نیاساید از سوختن
همالش بر زم اربوب و زبال	بر او تاز و انسان بر زبال
بزم اندر و نش نبوشن	که بی جوشن کبر کوشد بر سر
نکوشد به دشت اگر رستم است	که این طمع غشیش او را به است
نیاری با بنو لشکرش نیست	که شتی به از روی جوشن
به دشت شران از و بشه	بر و دل ز بیم وی اندیشه
به تنه از و دشت به تنه از و	و خواب بر لبه سنا ز و
از ان لعل جز که زانی مجو	که بنید و خشنده الماس
نپیره بند برادر رسید	بوسید و چون باقی و کشید
همایش از سخت یاری کرد	برایشان تنی چند از و تسوه
گر این پیش از سر کشی نه زد	همه پای بر تخت خرم زدند
چنان بد که پنهان فعل خشنده	بابل سرفراز و یل خشنده
سرافراز این رود تاشان	وزان حیل و مکر پنهان شان
که رو به چو روزش بر آب بر سر	کین سازد از حیل و با شیره
به بنگاه ان سرور احمیت	ز که کان تبه شد لبی که منفذ
و اگر دست غارت کشود نیز	بر سپاه نازی خشت به نیز
شگفت نیک به سال ز می	شدندی ابا کاله و با نیاز

جوان بخت نشان از نبوتی
 چو قدر جهان و زرشانند
 بی گریه چون گداز خوشی
 آشتی بزا چو آگاه شد
 بیگفت بر خود جهان کنونگی
 چو آورد بر شیر ز کور زور
 بر کان جهان شورید
 چون گوشت و خونت یاری کند
 فلک دیده تا حق من بگلیان
 بگفت این زمین بکار دنیا
 بر انداز پس ختم من باشد
 همه از شدت نام و بار و
 سپاه از این دشمن شود زار
 ز کین بس بماند آتش زور
 شد اندر میان شورش و آوار
 چو از کرده خود پشیمان شد
 سپردند رسم و روستی
 چو آمد پیر سوئی نامدار
 سوره وی نشان ایمان بود
 دیگر شیر خوان و شست و غسل
 که بزرگان برادرش کنان

جوانی چو شمشاد نو خاسته
 آتش ز رویش ترکش جهان
 بنام این دوزخ فریاد
 پیاد بشد رفت ز می سفر
 وزان پس متلی رسیدند باز
 چو پر خسته شد خواجه آفت
 که این منم این ابل و پست
 و لایق این پستی منم
 ز گردان کنون آستان شست
 بر بیل از رنگ بوشی بهار
 بختی بر مردم پاک دین
 بر یکساران و سورد و زرم
 سخن باد و بیان و میرانند
 تو آتش جان در کلام ملک
 بگفت این شد و ستبان پیش
 آتش آنکه با بر ولی عهد هم
 بر گوشت می شیر پر خاسته
 پند تو را شکاف می
 بجو و ابر باند و بستو
 رفت تو گیتی پر آواز داشت
 در هست بشوید اندیشیت

پرش از خدا بار خاسته
 ز پر پسته با ترکش جهان
 ز چرخ خوش و خوشه بی
 جوان بخت ریش بپید باز
 نشستند خوان کشیدند باز
 بیا ای که در وقت نیست
 که بگفت این شیر کند در دست
 به تیغ و کعبه بلبل و خنجر
 که در هر سری با ده و ده
 بر عاشق انسانه وصل یا
 از بیات بر در اظلامین
 بر شیر مردان جنگ و زرم
 ولی باد و لیران و میرانند
 که من بجز الان کینه و جنگ
 را که در با شیر مهاجرت
 خنجر می شیر ز جیب هم
 که آتش چو شیه این را خنجر
 سست تو در یافتم و خنجر
 بکین بجز خنجر و خنجر
 ز تیغ تو روی جهان پاک
 با کمال از با پیش شیر

بود که چرا از دست تو دورگار
 بر آن کوش که لطف تو بخیر
 چو از لطف دشمن آن کرم
 مرو خیز و بر دشمن بی گناه
 بخونریزی بی گناهان گز
 بر بخردان ما ستوده بود
 دلیری که پاک ز غرور و همت
 کسی گرفتار تو که بدی
 کش میس از بهر هوا
 تو را و دشمنی بر تو خوش نیست
 اگر مرد کار بی خشم فانی
 دلیر از آن خواند بهشت
 چو خشم نکند مرد و پرخنده
 که نزد یک ایمن کنش شد
 از کشتن بخواند کس اولیه
 ز خود خشم و از دود و دردا
 بسا کس خوش فرو بست خشم
 اگر حمله بر کار بندد دلیر
 تحمل کند سر کشان از بلبل
 مگر خوانده باشی که شیرین
 بر آن شده که با تیغ بر دوش

تر استیغ سوزنده آید
 نیازش نیست به شیشه خویش
 چرا تیغ با یکشید از نیام
 بخود یکن این دوست تبار
 که چون شیر خوانند از زبند
 که انسان بیدان شود شود
 نه چون شیر میشه است شیر مست
 نباید بخونش که بوشی همی
 که بر حند او بار حند
 که چون پیش کس از دشمنی
 نخستین بسا یک که بخود
 که از نفس تو سب آید
 کشد تنی را که نزدیک تر
 چو شد دور روی کین آورد
 دلیر آن بود که بخود کشت
 و از آن پس او صف کارزار
 ندانست از دوست دشمن خشم
 بنفست نیازش به شیشه و نیز
 تحمل کند خشم را از گزند
 چو بر دشمنی حیره شد و ز غما
 حیو و بر روی مهر انور شد

و از آن پس او صف کارزار
 ندانست از دوست دشمن خشم
 بنفست نیازش به شیشه و نیز
 تحمل کند خشم را از گزند
 چو بر دشمنی حیره شد و ز غما
 حیو و بر روی مهر انور شد

بنگیند شمشیر و بر بست شاد
 چرا چون ز نیم در انداختی
 بدو گفت شایسته ما بود
 ز گرد تو آینه ام تیره شد
 اگر را ندی بر تو تیغ پاک
 نشستم که بنشینم کین خشم
 بنفست او بر پایی شیر آه
 و گرنه دارم زان شه سخن
 ای صبر این هم ستم لعل قلبی
 می صیقل صفا و او را که
 می گفته از آن خشم شاد
 بدو را و او را بدین خشم
 ز مردان و نام آردان
 شده است و طعنه و انتقاد
 پدر کشته ای پس کشته
 سیه و ز و آشفته خویش
 ز پروای تانیده خویش
 سرزن عرب جلد و زخم
 که بر من گفت ای پیر
 که شمشیر شایان
 که در بر چون ماه و کاشه

و از آن پس او صف کارزار
 ندانست از دوست دشمن خشم
 بنفست نیازش به شیشه و نیز
 تحمل کند خشم را از گزند
 چو بر دشمنی حیره شد و ز غما
 حیو و بر روی مهر انور شد

در این

از کینه خون یافتن
 با آنکه دست حق نپذیرد گشت
 بروی نه که سازد کینه کنیم
 درین کار توان نمودن
 علی اگر چه پس شد دل کین
 ای از پیش است خود نشسته
 بیهوده و تشنه از چمن
 بر نیسان با گشت و ستاخ
 بدو و دست از دست
 چنانچه خنجرهای خنجر
 است آنچه با منی که در دست
 مکرر و بدست از یافت
 نه بدی کرد و تهر و سله
 ندیدی که شمشیر کوشند
 ندیدی که چو خنجران
 بشود بدست از دست
 بر آسان کرد و سیلین
 تبار و شبیهان چو شبیهان بود
 نیفتاد و همیشه تیر نشان
 نشان نه آهنگ ایوبی است
 بند آفتاب است و زرب

چون گشت و کوه پیش
 که آسان ازین کاتبان گشت
 بگیتی سر از تنک چون کنیم
 بگوئید اگر نام دارید بگ
 نه گوی ز پولاد یا ز آهن
 از زانقدر بیانی نشسته
 نه او از فرشته است و ازیم
 بهمانک از جهان سنج
 به احوال بسیار کرد آن
 چنانچه از پیش نشان گشت
 تباری این شست گشت
 که باز دشمن چه پیدا یافت
 همان به زبالا و سهر و لیل
 ندیدی مگر چو چو شدند
 بهد و شست کوه نشان
 نترس اگر دشمن برین است
 چه میدان پیش چو ایوان
 نماز و چو گردان با زور و زور
 پیچید و شکر و سپهرانش
 که نوکش همه خود چوین
 ولی روز رایتیه و سار و بد

بهد و چو جهان شست گشت
 گمانم که گیتی بیایان برد
 بد و رولند و صفت کار
 ز ما تحفه تیغ تیرش کن
 منوان بهی از بدان تنو
 بدین کار و انانجه بدی
 زمانی لب از گفته خاموش بود
 که بر کس باری از یافت
 که بر کار و چاره باید رست
 نیفتاد و بهد و زوی
 سخن را اندازد و چوین
 با شایه بدین کار آسان اند
 تو گوی بی زشت ایوبی
 با سایش از وی خویش
 بر بر بود با سوار سی کار
 شت کره را به ساخته است
 رمان سیر از چوین شیران
 به بند و چو سیه سی
 که خواهند از ان سوز نهد
 بر او روز خوش گفتی نشسته
 مکن به پیا و غنق گرفت

چو در یامی تیش بود و سرج
 کسی که در دست او جان برد
 کسی را که داشت از روزگار
 به پیو و راهی تیرش کن
 به اختر شوم را به مشور
 ز حسن او چوین و بهد کسی
 چو سالار قوم این سخن گشت
 فرود و در نشسته و انگا گفت
 بگوئید تا چاره کا چه است
 بزور کسی اشی نادان پند
 ای زانینان پیش سال خود
 بخت از وی تیغ به چوین
 که او زنده بیل ملک کن است
 نشان و زارتا بهد کسی
 ز گردان شالسته کارزار
 بسا کوب و بد و زخته است
 شانش زده من زو تر نوران
 مگر کن دیسری زور و زوی
 بدین چاره شد و ایشان
 بر شند و داشتند و زخته شد
 قصه در زمان چند و زک و شافت

ز صحرای شینان گریه خیل
 نه افشته گریه خیل در یازیان
 وز انفسو خبر شد بسا لارین
 پرانده شد سر و سر فراز
 و لیرانچ پانگان باز خواند
 سخن گفت از آن پیش چو پیش
 سگالید پس چایره کارشان
 همه هم زبان باز گفتند
 ز ما پور جریب چو بیست
 همه کینه راست با یک
 زمین بوسه داد از او بیخ
 یکی کند و بایستمان ندو کند
 بدینسان بود رسم آن فریبوم
 همه گرد آن شهر را گریه
 چنان که گوش گفته هر چون
 بگرد اندر شارمان بلبند
 چو لشکر تبر و یک شیر بید
 گرفتند آن شهر را و میان
 قلب اندرون عمرو بن جوق
 خروشان بار باره را بهار
 ز پهلاد و این سالیانی غن

کیست

شتابان سونی شهرت بر سپیل
 نگردوزد و باهشیر شریان
 که شد موج زن باز دیای کین
 که بندد ز دریا رسیل باز
 ز هر دو غنما برایشان براند
 ز عمر و سالار تو هم سیرش
 هم از صلح شان هم بر یکا نشان
 که ای خیل پانگان آتش
 بایستمان آشتی دشت
 تو سردار و انگاه پروای
 بشه گفت کای دوز از رویه
 که در پارس نیسان کند شهرت
 که چون دشمن آورد ملک جرم
 که بر خود دشمن نیاید کشند
 عرب نام آن کرد و خندق کون
 یکی کند که از در شهر بند
 ز گرد سپهر چرخ شد ناپید
 چو این توده خاک آسمان
 ز اطلال پیر ب سید خند
 چو مدعی که بر برق گرد آید
 یکی که رود می استاده برق

تخت سرتون بر پشته دوان
 بر آشفته بر کف و خشان
 خفته تن از زره به نیک
 چون از پیش تیغ آتش نشان
 با المیت پس باره راهلور
 بنزد یارانش شیران مست
 ای گفت من عمر و دین سخن
 بلند آسمان زیر دست منت
 چو سازم سر و ما بر و پزیر
 حال مار بود گنبد لا جورد
 ز سوزان شایان پس از تیر
 شود هم نبردم که سفید
 ننگ است تیغ من اندر غا
 اکنون نوبت کار زاریست
 کسی که رنگ آید و جان بدم
 بدینسان جز خوانی اندر نبرد
 بگردان شهرت همی نوزد
 که آن گیت کوثر کسان آورد
 بهر داز از شیران بشیر
 بسی گفت و زایشان نیا جرم
 در آخر عمر گفت یا مصطفی

پنهان چون بود راه و دور
 پوشیده می نده شد و نشان
 بشست اندر آتش و گشت ننگ
 چراز کوهسار و دامن مان
 یار و یار میا می حصار
 سر نشان یکی تیغ بند می
 که چون شیر و زنده و در جرم
 سر خصم چون خاک نیست
 تو گفتی که موج و دایه
 ز خوش عقیقه کند و زبرد
 اگر شیر دارد از آتش گزیر
 ز من عار باشد از خوش
 که سازد و بدریای خون
 عرب جمله در نیاید است
 من اینک تدا و حق نیاید
 بسی کرد و کس ای شکر نکرد
 چو بیکر که جانهای پاکش
 بر من سر عمر و باز آورد
 و زمین و دیو خالی کند شیره
 که و لعل شد بود و جانها تاباید
 که ای در خشان بر صفا

نه بگویم کسی را زمره وصال
 که دستم از تنگی بود که بخت
 منش دیدم ای پادشاه نام
 بزود نهایش را بر سرور نمی
 یکی کرده اشتر بجای سپهر
 از آن زمره که شیره مردان
 تو مارا بر دایمی آتش خفت
 دم آید چه بستی این شربت
 شنیدای ز تن شیر زان
 یا مدبوسید پانی رسول
 منش هم نه درم چه فرمان رس
 و علقه نقد جانی شویست
 بگو تا بدیای آتش دوم
 نه عمر و اربوبه ساسان ملین
 چرا بود پاینده بر سر کس
 پیمید بسوسید زینار
 بدو گفت کامی شمر زانگاه
 که این شیر نده ابرو نیست
 پادشاهش نه بینی که خاد بر
 بسیار داد که بر جانت آر که
 او که باره عمر زانده را مدبوسش

های بست نام آورده
 چنین ماست بر آن نبوده سوا
 و زین سونیا مدبوس کت نا
 بیا مدبوسش نبی با کرب
 بوسید خاک بصد لایفت
 از پس جوید این شیر زمره را
 بخاک اندرون به سر نامو
 تن نامو گشته در شت بک
 بگفت این و سگند بسیار
 بگفت از دل خنک ار شنت
 که توان شدن بی سلیم نبر
 نشین زمره تو بر منش کرد است
 چنان دهند و سیکر آفتاب
 پیمید ستاره خود بر سرش
 همش به کتخ بر نده بست
 نباشد بخت مود که درگاه
 سپهرت برکت چون تو ترپ
 تن چون سلیم نبردش بست
 که یارب علی ما نکمل را بش
 بوسید نزع رخ تو را ب
 او گفت و انبوت یا پاد
 که منی گفت مدبوسه

که منی گفت مدبوسه
 که منی گفت مدبوسه
 که منی گفت مدبوسه

چایده بشد شیر بر دور کار
چو شایین سو می صید بر کار
سهم شیر دل گفت حیدر بنام
اجل بند تیغ تیز من است
چو چایانه چایم اکنون تیغ
چو گوشتم عدو گیت بهان بود
نه ترسم که این دمر ای و دست
الا ای که میجو استی هم نبرد
ز عمرت امانا و می ماند بدو
بجا باش که اکنون دلیرم
شاید این سخن بدو گفت جان
همان بر تو نگذاشته کس ز قفا
نداری در تیغ از جوانی خویش
و دیگر که بر کونز او تو پست
گفتا علی پور بو طالعسم
بهین گوهر بر عجب رنجان
هم از جان هوا خواهم بفریم
به و گفت اگر پور بو طالعی
مرا با پدست شنائی پس است
بجو دستم شمشیر تیز
گر امی زاده و گوهر گویست

بزم وصال

چایده و دور و شیر بر دور کار
بیدان بر خزان آغاز کرد
که از تیمم آتش کشته شد دم
نزدیکه آنچه که درون گزینست
روان بداندیش ابیدر تیغ
و گر ره بگردون گردان بود
حصارم و چای می پایم با دست
زوی آردن جان خودمانی بود
که در پناه آنکه مستی ز تو
دایره آمدم گر چه ز آرم
تو کی دیدم و دست بر کوان
به مردان میاد وصف کار
بچشمائی بند زکات خویش
که با بنزدان مرا کافیت
که دایم چنین روز طالعسم
پس عمر پیستیم بی گزاف
بجسده راه پیمان ز سپهر
به پیکار عهده از چه روز غمی
نبرد تو کی کار چون کنی است
بپور برادر اگر آرم سیتیز
دلی باش کاید یکدیگر یاری

بزم وصال

که من خود نه بدم عینیت
که امی نامور مرد و رازنا
یکی نه ان تبه بند بر می می ناخو
گوت آرزو دست بر کوه گیت
نخوت بخت بیک لی از خدا
ببینیه پاک دل بگریوی
بانت بدو خنایم و چای
که نگارم آرمین با شاینا
چه باشد که مار از انی هم
نه با دشوی یار و نه با عدو
گفت این شود و مایه سرش
نهادند روی اندرین بزم
میان عوب تن غفرین و هم
مراعات آن عهد و پیمان کنم
به پیکار با من شوی به و بود
گفت ای جوان از تو برفت
بنوار می شوی شسته بر رخت
که روزت بدست من آید
بمندی شمشیر شمشیر
تو گفتی برافروخت کشت
همان که فرودین بهر تیتیز

ز بس آتش سحر و تیغ تیز
چنین تا که از روز بیدار
بنا که بداندیش بد ز کار
سیر بر سر آورد سالار دین
بشد تیغ بدخواه با که دلف
چو شد باقت ایملان که
بیک پاس یکدیگر کشیدند
چو نیز نگ بودانیکه آستی
بر چو پیروی آن بده تو
بر او مکه گردان شده ناسو
بیک ضربت شاه شکر شکن
بر آرد بکعبه نده شیر
نی گفت تکبیر آن چون شفت
که یک ضربت بار و نیم چیدی
رسید از نان شیر پخته
شکسته همه تن از جیم او
چو سالار دین دنی حیدر
دو بد دل که بدین نشان بانی
چو بر میزدند کوشش آن نفر
که با عمر و بر می سیایر می
نه می که بس کینه شان شد

تو گفتی که ز پاشی شد تیغ
نه آن از زنده این بر سر
یکی حمله آورد بر شهر یار
گذشت از سپهر شربت آن
چو سبای احمدی شد شکات
بجستی بیستار بر بست سر
وزان بین گفت کاشی شفت
که از لشکر خود مدد خواستی
که تا بنگر و حالت کارزار
نزد بر سرش و افکار و سر
چهل گام سرد و ماندن تن
در آن دم بر خشم خود شفت
پس آنگاه و کرد با تیغ گفت
باز طاعت آدمی چه بری
بگفت بر سر پاشی نا بکار
بپیش از تیغ مناد زار
بپوشید و چون جانش در کشید
در آن دم که کوشید از روی
شفتیم که گفتند با یکدیگر
که باشد بپیش نشان بی
علی گوی از جان خود بر شد

ی

رسول خدا گفت کوشش شفت
چو شیر خدا با گشت از نبرد
بگو که چه درویش شد کار
نزد و بوسه پایی برادرش را
نه سن کند بودم نه تیغ و سر
در آغاز زدم آن گویند زاد
دل من چو یار آمد بس
چو می بروی حمله می من پناه
ازان ویر شد روزگار نبرد
و خشم قومی یافت پیش خویش
نخستین علی را از یون ساختم
بر درگفتش رسول از وفات
که شیر خدا و نذر میسایان بود
ز شرم آمدن از رویا نیند
ز شه خد جسته و شسته نشان
تو نیز از تنی زور منعت بود
بگوشی که در راه و رسم علی
بیا ساقی آن کوش جان فرو
بگوشی و صفای شود گوشت
اینها ز حال مستان یک کردار
خوشا پیش مستان بر دست

بر آن وقت و بر و شافت
بر و گفت غمیری شیر مرد
تو در کین بسی کنیدی و
که امی ریت از پایی عرش را
نه عرواز من زون ملز کرد
ز بان را بد شام بر کشاد
ازان تیره دل سخت شدیم
بیک کوشش خاص بهر که
که اول بر آوردم ز خویش
ز خویش کار و دگر خویش
بعمر از زمان باز پر حشمت
بفرمود زان پس با یافق
که هر کارش از بر زوان بود
بپوشش بر شیر نردان شدیم
یکی در عه از عفو پیو نشان
همین استمان نه چیت بود
شوی بر شیر مردان علی
مین ریز و خود بینی حاج
دید ما غمی ساقی کو شرم
اینها ز حال مستان یک کردار
ز میانی شیار می افتاد

ره هستی و نیستی کرده طی	بسر پیروان بدو پی
رخ شاه جان دیده در دست	که که جلوه کند واکه پرستی
نزدان جلوه خرم و بزم	نه زین پرده نگین بجز مدام
درین کده باد و ست و خلوت	وزان جلوه بایا روز و شب
نگیرند یاری که گیر دلال	نخواهند عیشتی که آرزو دل
بری کرده جان دل از دست	زینوای نایب ازین رست
که هر دل که شد تیره رنگ بود	پوشد رنگ بونا ندرست
و گر خود در نیستی برزند	بسا دست سرت که برزند
منیتی خوش و بگر که گیت	که سرایه هستی و نیستی است
و گر شب چو سپید سالار شود	نشا و حبش خمر که آنبوس
بجا ماند از شعلی هم خست	خدیو حبش بزم از دور خست
و هم شب زمره بود و نیمه رنگ	چو در خط رخ مهر نشان رنگ
سرافرازیل بر رخ میهمان	بیار است حبش ز من نشان
چند حیرت ترکان بهرام من	بخور زری از غمزه ناک
همه ملقه بر لعل شکیب و	گره بر سر زلفه چین زده
همه داده از زکس و لریا	چراگاه آهوی چین و خفا
و شاقان یکسو داده بپای	برخ و لعل بقدر جانفرا
همه طراکت داده و در لری	عجب نبود از ترک غار لری
همه ست از غمزه خمر پرست	خدر کردن از ترک خاصه
ز پر نیز بهتر نه چشم سپید	ولی جایی او بود بیرون
ز ترکان نوازنده نعره	که ترکی رخ و پارس خروست

سز گفتی از غمزه جانفراش	ز خون سیاوش بشیم بهاش
همه علم و او معلوم او	ز ترکان ل آینه بزم
سرد این غزل را با بنگ بود	که توان ازین پیش و است
چرا غمزه جان بزم گفت	چرا این قصه ابدین گفت
چرا سوز دل بزم زبان نادم	چرا عالمی در زبان نادم
چرا شمع بی روی او بستم	چرا پی هوش رو به تر گفتم
چرا خون منوچهر ساقی نماند	می لعل و بزم باقی نماند
بل تا یکی داغ پنهان نم	چگونه در کاره ندانم
بگویم شود در ازل فاش کو	و گر هم طوفان بود باش کو
اگر من نباشم ز گیتی چه سو	که باید بل شعله پنهان سو
زخم ناله کو عالمی بزم روز	کشم آه کو خلق عالمه سو
سمن نماند به تابندگی	نیم چرا با چنین زندیگی
باین دوا افزون نیمه روش	مردان کنم چاره در روش
سودی چند بانگ و سخن	و بود از کفر عشق کفر سخن
فغان بکشیدم با وانی چنگ	که ای بیدار است بل کنگ
ز زلف تو جبار هر تابیت	ز چشم تو چشمم از خوابیت
کجا خوارم آید بچشم پربت	که از دیده آیم فرشته بزم
مرا پیش ازین تاب بودی نماند	به تن تاب و دل بودی نماند
مگر با تو بگیرد ری گشتند	بیوی تو ام نگری گشتند
ولی جایی افتاد می می جیت	که نبود صبارا بر نجا گیت
نه می و میل تو مایه زندگی	غم عشق تو اسل فرزند

از این شادی روزگار بهیست
 خیال تو شمع شبستان دل
 غمت یار و یار تو و مسالین
 گران بر یوزم از خوشی تو
 غمت بهر من استی بفرقت
 ز دوری تن نیست گفتم در
 بنواجم در آئی که خولم بری
 پرانده لعلی چو از خاک است
 چنان بنمود از جانان شدم
 شد میخیزد از یادان شدم
 زین ملک ساقی شد از شگفت
 بدو اتم ای مهر و بیتاب
 از دست عشق طرب و نیست
 از شورستی زیاده است
 گریه بی آن گردش خیمه است
 تو می آفت قتل و تاراجی
 بهادت بجای می تابانک
 به امید که دیده من به غمش
 به امید که در خوش گوار
 به امید که دیدی چو بار
 به امید که دیدی سالیانی

غمت یار و یار تو یار بهیست
 وصال با یکستان دل
 خیال خست غصه پادشاه من
 و گرنای از فرقت روی تو
 که نزدیک بگذاخت ز دوری
 فراموش کار من دوری تو
 جمال غالی که تا به بر می
 پرانده عالم و گریه گشت
 که چون از لعلش پشیمان شدم
 که افتادم از پانی یقوت نیست
 که بی باده چون اوستی رفت
 ز غلج رخت جامه چون آفتاب
 که این می کم از آب انگو نیست
 مراد بر سر عشق نه خانه است
 است اندر چشم و ساغر و است
 ازین آن لعل صبا فروش
 اگر آب خضرست زیر غشاک
 همان چشم تر که نه مرد و غمش
 گفتی ز ترکان خیمه گدار
 شدی بلبل مست گلزار
 شدی مرغی سر و عنانی

حاجه

نه بینی کسی که شد جلوه گر
 کسی که شد زلف و دام دل
 از و هر دو صد پیران هوس
 ز تن کرد و جهان بپسید او
 ایسوی از جان ندارد دفع
 شکارش بخشند آسیب بند
 غش خوشتر از یک جهان شادی است
 گو ترک کاین گفتا گوش کرد
 بهر سید فرخ برادرش را
 چنین گفت کای آسمان در
 تا ندانم پرنده شعله خام
 بین تا چه بگوید این ساد و در
 ز جاش دل از ناله زار او
 بهر که دارد بگوید گریه و در
 نه آفت این مرد بیدارش
 کجا پانی خاطر بسنگ درش
 تبسم کنان گفت سالارش
 حکایات محبوب بر من حبیب
 گر انایا مدبری و گفت
 که ای پاکدل مرد و دشمن منمیر
 که لبه طرکه بر خنجر

نه سودای سمان پشیمان
 نه دل یافت بیکر و آرزو
 از و هر دو صد پیران هوس
 چنان نیست کردل و تو او
 که آید بغش بر آن دست توخ
 بدان تا که بگذاشتند
 ایسوی بهتر از او است
 ز ساقی و طرب فراموش
 شود آن گرانمایه گوش
 که لبه طرکه بر خنجر
 بدل هیچ خشم تو را فلک
 که از هستی من بر آورد کرد
 بجان شعله ز و سوز گرفتار
 که هستی نه ز و پیشش
 که از این پیش میزد و پیشش
 که بیکه پیش از تنگ درش
 که از او نه کاست از و پیشش
 که از این پیش میزد و پیشش
 که از او نه کاست از و پیشش
 که از این پیش میزد و پیشش
 که از او نه کاست از و پیشش

اگر چه هستی دوست افروغ
 مگر دیدار نیست خوش سخن
 مرا خواهم از خویش اگر کن
 بگوئی همه را ز باغی هفت
 بدو گفتم ای مایه سعادی
 مرا در درون تشی هستی
 چگونه ز راز می پنهان کن
 کس از نام آتش نیاید بیان
 زبان خود را گشتن از این
 سری داری سودا ز کی بود
 مجو اینجه آسایش از جان بود
 بدل رخ من آتش تیر کرد
 دیگر باره گفت آنچه داری
 که منع تواند نشیام پیش کرد
 چه دیدم که این در خواست
 بدو گفتم ای او سودا
 نه این گوهر از صفی تو ان
 ولی با تو در برده انم سخن
 ای درستان ای امت
 آگاهان حقیقت حال
 بیاعت تر که چون ملین باز آمدن
 که بی خود و خوابی چه تنه
 که چون کل ز در می کشیدین
 ز مرغ است اندیشه کوته کنی
 نه بی سر از سبیل بگفت
 گیتی سرور نگو گوهری
 ازین آتش ای شیر بدل کرد
 که این آتش اندر دل مجاز است
 ولی نام این آتش آتش جهان
 و ز این شعله دامن خود بکش
 دل قانع از اندر روزگار
 چو آید بفرسایان بود
 که از منع افزون شو سخن
 بنا چاری بایدت باز گفت
 درون مرا جایی تشویش کرد
 پر اندیشه جانم بی تشویش
 که آسب گیتی با تو می ان
 نه جز راستی با تو گفتن ان
 که آگاهم در از ان سخن
 منفعت در و کیس احوال خویش
 که بی خود و خوابی چه تنه
 که چون کل ز در می کشیدین
 ز مرغ است اندیشه کوته کنی
 نه بی سر از سبیل بگفت
 گیتی سرور نگو گوهری
 ازین آتش ای شیر بدل کرد
 که این آتش اندر دل مجاز است
 ولی نام این آتش آتش جهان
 و ز این شعله دامن خود بکش
 دل قانع از اندر روزگار
 چو آید بفرسایان بود
 که از منع افزون شو سخن
 بنا چاری بایدت باز گفت
 درون مرا جایی تشویش کرد
 پر اندیشه جانم بی تشویش
 که آسب گیتی با تو می ان
 نه جز راستی با تو گفتن ان
 که آگاهم در از ان سخن
 منفعت در و کیس احوال خویش

یکی بود در دستان قدیم
 شگفتی پیش برش یکدگر
 نرونده و نشو و یکدگر
 مرایش نه بن ز کفکار او
 قصار از نرد مالی چپا
 اثر کرد ز بفرش بدل
 سپهر بدل باز دست نهاد
 چو آمد پیش آن فاکیش من
 گلش کشته نتره بر شمع ان
 رمیده نشاط از دل شادوی
 چو گفتم نه آنی که بود می سپرا
 بافتن چپا ز دوت خاشی
 بر آشتی ز آبی دوبار گفت
 ولی با پس بدین در امت
 بدان ای لران مایه یارین
 ولی قانع از این آتش
 که بایست بگوین از شهر ما
 باید ز هر دو دم در جست باز
 بدانت بزنج غلبی که هست
 ز مردم کسی که مشهور تره
 چنین می شد مابهر کشوری
 شب و روز با چرخ می
 ز نیک و بد یکدگر
 سخن سنج و در شندل بدل
 شیم روز روشن و دیار او
 جدایش بر من جان بود تا
 ز دانت عم آتش بدل
 که جانم بدیدار او کرد شاد
 نه آن بود کاول شد پیش
 شده چیره خیریش بر عوان
 شده نو بارش تبارج وی
 نه آن بهر بانی که بودی چپا
 بدل شد بخورت خیرینی
 که توان بر هر کس ایعت
 بن آنچه فیه است شربت
 که چون برگردیم سفر ملین
 همین آدمیت نشان شتم
 چه حیوان آب و خاک بهر ما
 ز احوال گیتی نشان هست باز
 ز بهر صفتی چه بلند و پست
 بزور و زور و ملک مغر و تره
 ولی شاد و آسوده از بهی

بدین خوش که چون دکنم دایه
 بصدرم نشاند و در آنجمن
 که کار آینه است گیتی نمود
 شنیدم که بستند جعبی فقیه
 قرار زمین است از نام نشان
 بماند که از این بر نیک بود
 یکی باشد از اسم غظم خیر
 یکی صاحب کردار و ادب
 بدل لغتم این قوم خود گشتند
 بیاید طلب خون اندر زیات
 چو دیدم همه حیل و شیوه بود
 چو آن کس که می بست آبیات
 یکی گفتش آن شبیه داشت
 چرا نقش صورتش در پیش
 مرا نه صورت زده باز بود
 همه طره و بند و ستار و درش
 بیوای مریدان همه تا بکاوه
 چو آن سوره گویی که از زمین
 که چون سوره سکینه بیان کند
 تنیده همه رشته چون عکس
 همه ندکی بسته از خلق لب

یکی بر شنیدم که مرد در است
 شدیم تا خبر یابیم از حال او
 چو دیدم یکی پیر پیدلق بود
 قد افندی کی ز رت و ریاستی
 فرو رفته و خولیش گردان
 گذشته بسیر از وجود و عدم
 خضر پیش لعلش ز شرمندگی
 یکویش تناعنا نم کشید
 لیم شد خاک در پیش سپید
 بگفتم در پیش تو فتنه جواب
 نشستم بفرموده آرام کرد
 پیر رسید و گفت از کجا آمدی
 بگفتم بی اشتنا آمدم
 که من میستم واقف از رخسار
 بی شسته ام سحره عمر و زین
 تنای دل میتم از هر دری
 بخندید چون از مناسته شنید
 بگفتا بگو تا مناسبت چیت
 ز هر کون شافقی که در عالم است
 جوانی چو بکوه جهان نشین
 در بر چه کس اکتشافش دهد

حقیقت شناس است و کار است
 بر بیم کرامات و افعال او
 که چون خلق بود چون خلق
 بطوفان از موج کلمات
 ز قعرش پدید آمد کمار
 قد مژد از ترنجیدین قدم
 همان گشته چون چشمه زین
 که این توان در مناسبت
 بر مشک چین بود در استین
 جوانی که در دوزخ و صبر باب
 با هتگی او ستم را کرد
 که در چشم من شش آمدی
 ولی تم تو گو که کجا آمدم
 زنده ز آغاز و فاجعه خویش
 بی دیده ام شوه زین
 ندیدم بجز دامن سلیکری
 دل از خنده رخ مناسبت
 بگفتم که دل آتشی است
 ز اسم غلانی که کو اغم است
 چو بر مرده خدایان خورشید
 باز و بدولت فراز است

زور و دجبهه آنچه حال آورده
 بر آشفتن و انانی سنجیده گوی
 نه بر خویش ده و نه بر منی بکن
 باز و هوس مرم اگر نیست
 اگر راه من جلی ای اوجی
 تصرف بکاری مکن زینها
 ز احوال گیتی مشور از جوی
 این پیشتر گفته ام نه میست
 ازین گفته ام آتش بر فروخت
 بدای مستی زان سهم ز قیاد
 بسالی دو خاموش اندم برش
 ز عشقم بدل آتشی بر فروخت
 که عاتق غم دل بدیدار گفت
 آوید و پیش تو باخوشی کشند
 سعادت فقه بودم خیال و خیال
 لعل این بستم لعل و لعل
 ز بار نوشی شدم بر فروخت
 چو دیدم خیال با آنرا دم
 بزم خودم خواند اگر ام کرد
 دل از لعل او ساغری نشو
 پیشتر شدم پرده از رخ کشند

بدیدم بسالی که از آفتاب
 ز نورش مد و مهر تابان شد
 بر آن شد که انضای من نشاند
 ز دم نغمه کردم چو دروی گنا
 همین است و بس مایه خورجی
 همین است وانی که او باقی
 بر آشفتن و انانی سنجیده گوی
 یک نغمه صبر از نزاری مکن
 که هست این بجز ز غار را
 زمینی همان آسمانی مکن
 تو را برک سبزی زبانی رسید
 جز این جلوه معشوق ابله است
 یکی خوشه از خنجر بازوان
 از جوت چو کمانه غنچه است
 لب نانش از قسم درویش بود
 خورشید من درون انضای نغمه
 بدو گفته ام این روی چو آن فدا
 دو سال اندرین نغمه تر بود
 چو موسی خان دشتی تو حبيب
 بگفتا که مد و در جام نه بود
 کجا پرده دین عارض پرده بود

این شعر
 در
 کتاب
 چشم وصال
 در
 باب
 چشم وصال
 در
 باب
 چشم وصال

حجاب هم بود چندان تو
 ز خود هر قدر چشم پستی کنی
 ز تن دل پر و از تاجان سر
 ازین فکر و هوا سبب لقا تو را
 تو را ز اسمم عظم چه ستی
 شکیب کجا نشد از نام آب
 ره روی که اسی منزل فرار
 برودل طلب کن بهین لقا
 چو اگر کم چون زابد بار دی
 اگر یاد اهی بخونی و گوی
 اگر یار اندر میان آیدت
 بکن کجاست هستی خود را خراب
 از اندم که آن کج را خستم
 مرا حالت این است اسی لقا
 میان من و آن کرامی ندیم
 همه قول او در است پند ختم
 ره او که ختم کرد اسی خوش است
 تو گفتی که این دوستان گفت
 شب و روز من شعله اندر است
 تو نیز اسی جهان جوی با فروجا
 مرا حالت این است اسی یار کن

بیاسای آن خشم هستی بیار
 که کج وجودم چه دیران شود
 میان بر من آن کجاست
 میان تو که استیاق در راه عشق
 یکانه آفاق قربان کردن
 دل جهان حیرت فزایی آن
 حلقا یکسانی زمان آفاق
 بیابان کن اید و ست قربان
 که جانی ز تو بخشیدت جان دوست
 ز جانت انگیز غم دور و منی
 نهان آتشی اندر آب منی است
 بدان آتش هر که او گشت است
 که دیو است کشیدگی ز آتش
 نه پندارم ازنی بیابان بری
 که گریه ایوان جوهری جان بری
 از آن آبجیوان بود نام او
 که میوان بود زنده جام او
 گذر ز آب آتش کن از بندگی
 نه ز آتش نه از آب کن بندگی
 بشو تا توان تا توانیت هست
 بیابان جفتان چو بایست
 ازین بند نام چه سود آوری
 که فانی فشان و یاقی بری
 دیگر روز کز این رواق کبود
 عیان گشت خورشید و دود
 زخمی که خط شعاعی کشید
 سر کوسپندان آتش برید
 چو از ماه قربان و هم دور بود
 فلک نیز دوستی بقران کشود
 برسم خلیل آن که او بپند
 بفرمود گشتن بسی گو سفند
 چو روز نبردش در آن پست
 بهر گوشه از گشته صد گشت
 ز خون بالور بس که شد در آن
 بهر جای که رود خون شد در آن
 چو فغان شد از کار خون نشتن
 هم از پای جان شسته بکشتن
 سخن که درون در شد و شربت
 میوزش سر بلندش است
 سر گفت و دانشور راز چو
 که دانشور افشود و باز گوی

بلوچان خلیل آن سزا آمد و
چه سودا بفرازندش نیست
چرا شد و گرگون و خورجینست
که او خود نه بین پرده سزا داد
یکی پایی بکشاده هر سو شود
یکی راه تازو برافسداخ
از دنیا می وی دیگری گشتست
سعاد این کند آن برار و فیه
یکی کد خدا وید و شد سویی دو
نصفادیه آن تا نصفانند این
چه بود سید سنگ نیست بالی
مرا چون نوا آید چنان وید و است
اگر زاب زرم شوم و دور به
چه دانی در این راه با هر یکی
به و گفتم ای سهرورجوشمند
همه کام دل خیز و در سپهر
سخنهای نفیست یا و باد
چه پرسی چه بود آن خیال خلیل
چه آمد به روانه سوخت
بدان ای گرانایه کان نور با
همه هستی از خود بر آواز کرد

100

نیم و نیم

چه عاشق چه غمخوارش همه
چه عقل چه آن خان بان بایش
چه دین چه آن چه جان پرور
چه ناز و چه آن که ز خویش
چه شمع و چه آن خشکیش در داغ
چه زشت و چه نیکو چه هست و بلند
ولی اختلافات این رنگ است
چرازه است بین بسدی
چرازه است بخت و بدست
از دست کاین اختلافات است
ولی که زودان نشانش و بد
که او را کنفته بزیافت و بال
که از کفر کرد و در جسد
گشت رخ نایز و سیاهی دین
که از تیره که تابانند که
زهر سوخته آشکارا شود
چو گشت به شناسه کجا بندش
زهر جابر و سر آن نازنین
شناسای می نی پر از داو
چو بر طرف بنده اند بقیه
چو از چشم معنی ندارد نظر

چه عشق و چه محبت و چه خج و نمازش همه
به عشق و چه آن خانه پر دوازش
چه کفر و چه آن زلف عات کرش
چه خاک و چه آن عجز و سکینش
چه زنده و چه آن باوه اش و امانش
بود و جلوه کا بدست خداست
که این شمع نیست ز کبریاست
ز غنای ذوقش نمی یابست
لیکن همه کان دیگران دیگر است
یکی ز یاد دیگر می لایق است
زیر ز مایش و زایش و به
ایجا بش کمی زنده که بال
که کفرش همه دین شود و به
که کفرش شود بقره و به
آنگه از بادشاهی که زنده می
جو بسیار بیند شناسا شود
گر از خاک باشد چو گل چنیدش
چه از کفر بشناسدش چه دین
نظرش کشیده است و با که
که باوه است یا سرکه یا انگبین
نیار و ز صورت نمودن گذر

گر شش می دبی ناپسند آید
کسی را که گو آید از یادش
و گرنیز باور کند دیده نیست
خلیل خدا نیز همسر پسر
ولیکن بیاوارش انبار آفت
بگفتایم یک دل بکنجد مهر
چو آرد و با خود بقربان کشش
چشمش کی سمره اندر کشید
چو نیکو نظر کرد یک نور بود
بالید چون چشم بار دیگر
نه از هر خبر بلکه آن آفتاب
همی گفت و افکند برنده تیغ
از آن پیش میدیش غیر دوست
کنون دوست را پست چون کنم
چو از دیر روی این در کشاد
که هر کوه بنید نشان مرا
مدین بد که جبریل گفتش بلند
بیاوردم او را ز باغ بهشت
بهشت بهشت کیست نظر کن دست
بهشت بهشت جانی که آنجا است
همان که باد رود دوری رفت

خورده است می رخسار آیدش
ز میانیا بدخن باورشش
شنیده است زان روی کز نیست
بدل فیت چون پیشش اندر بفرست
کش از پاک داور ممتاز یافت
بران شد که بر سر خوب چهر
خدا کرد از سر کار آگوشش
که ابله را عین و مساز دید
که که یار او بود و که پور بود
رخ یار خود دید از سر بشهر
بکلی ز هر ذره بودی تبا
که بادوست گستاخ بودم تیغ
ره ابو و اگر میدیدش پست
که گریه درم دوست را منکرم
بگفتا نشانیش باید نهاد
ببینکی زنده داستان مرا
که بان امی خلیل الله این بنده
که بهر خدا از او آن را شست
بهشتی کسی ان که حق محبت
بهشتی کسی کایدش کینا
که مینو بود و درخ جانگزیست

خلیل آن فدا را اندر کرد
دیگر هر کجا یافت کام و مراد
بهر جا که رو یافتند انبار
که با چون تعلیق در بر داشت
بدان ای گران مایه بی نظیر
چون با یاران باید این باو رفت
ولی تنگ از فیض احمد کنون
که از پس نشانها در این نهاد
نشانهای رویه و آن می اند
نکونید از او آنچه شنیده اند
چه گفتی تعلیق چون ره روم
چو با که خند استم آشنای
دلت گرنه با که خدا شنای
که تعلیق باشد ز ناخج روی
ز گم گشته گم گشته کی راه بست
تو دامن دانا نگرار خست
چه تعلیق دانا نباشد خست
کسانی که دانش بند هستند
بیان شباهی می افتد از محبت و استن او با بنجار روزگار
و خاطر داری نمودن بنا یا غازی شمار
ز هر شهر شد کار وانی شهر
سوی دار ملک شمی و او گمر

جو بروی و پشانی کشود
با گاهی با نشانی منسا و
نشانها نهادند از هر ما
بباد و در آن راه که شوم
کمر این راه رفتن بود ناگزیر
شنگ که با یار آگاه رفت
در این ره توان رفت بی غم
شده جاده روشن بارشاد
که ست از می باد و آن می اند
که بر روی خوش همه دیده اند
بنادیده بر دیده چون مگر دم
چو با یادم رفت تار کستا
بان آشنای شو که با که دست
اگر مست تعلیق همچون خودی
ره از بست از ره آگاه بست
که نادان نباشد که قوت محبت
نخود بچکس فضل و دانش خست
تعلیق به پیشه آموخته هستند

در این راه رفتن بود ناگزیر

منده و بخت رفتاد چیت
 به شمشیر که روانی شکوف
 ز آن شاه را بود ملک تنسیه
 بیک همچو گوی پیکان او
 به شمشیر و بختی چو بادی
 شدی بزیان کار و لی شایان
 همه خشنودی ز شاه آب جاده
 شگفت اینکه ملک آن کاروان
 نه جانش میشد بهمان او
 بدکشت بر کس که آینه بود
 کشیدی از هیچ رخ ارولی
 که در آفتاب شوران خدیو
 بشکیر آن کاروان شتاب
 در آن کاروان بود و ناگهی
 جو افرو بادش و بخرومی
 بهر کس که بودی در آن کاروان
 بهر صعب کاری که افتاد می
 بگفتی من این راه بود و نام
 بسی دیو و دوا که در دهن
 وین ره که از زمین شنوید
 چه بر شما حریفانی کنم

ز روم در روش و ز ایران تین
 بختیست با نند و ریای شرف
 ولی داد و درشت طبعی کیم
 مه و مهر قرضی دو بزوان او
 یکی زاننده مرغ بد آفتاب
 بدکشت چو شمشیر بر ریای زشت
 شرف نشندی به در شاه
 شدی بروم از صندلین کاروان
 نه بکشت همان افروان
 اگر آفتاب باز گشتش بود
 همان بد که در راد یا منزلی
 بسی صعب بهر کام صد عول بود
 چو راند بر بوی آن آفتاب
 سفر کرده و دیده بختی بے
 بهر شش عیان فرقه ایزدی
 بدی همچو مادر پدر و هر بان
 بهر یک جدا که نه دل و ادبی
 بد و نیک او نیک بنجیده ام
 درین راه کاید از دوی خون
 بقول من از جان دل بگوید
 شب در و زمان پاسبانی نم

نیاید بر پیشان هیچ به
 بی رهن و دیو و نام به
 بیگفت و آن کاروان از تو
 نشد فلح از بایک شام و پات
 تسخیر و دزدش از کمری
 یکی گفت تا شمشیر است راه
 یکی گفتی از شه بهما ز کوی
 یکی گفت این این شایعیت
 یکی گفت اگر دیوی آید بر راه
 چو از من سر و دزدان رشتند
 به ایشان پس الگه گفت همکار
 مراد فرستاده در کاروان
 کس از گم شود به نماند شمش
 فرستاده شایع اندر شما
 و گریه گفتند کاین لشین من
 شش که جهان تا جهان ملک او
 پیاده فرستید یکی را روان
 فرستاده شه چو باشد خنجرین
 تنی چند از کاروان و درش
 نه زادی که با خوشتن داشتند
 بهر باز گشتند آمد و طریق

نه از غول و رهن از دام و
 برای که انان ترا نم به
 هم گفت بهر یک ری بادی
 لوی بزرگی بهر فرشت
 که ابله شمر دزدش از لوی
 یکی گفت چو نیست این شاه
 در ایوان چو باشد شادی ناچ
 بر شاه از محو آن گوی گیت
 از و باز خواه این تن بیکاه
 بر ایشان پیروز و نه زنده
 که بهر فرستاده شمشیر
 که آساید از من دل این آن
 غریب از تو و آشنا با شمش
 بهر شما تا شما را بهمان سدا
 دم و بخت مرد و دروین من
 چنین بنده از چه در سلک او
 که زو با سواران چاکل مان
 ز همانی شما بهمان صد خنجر
 شدند چو شمشیر دزد و قیق
 و دران نیز محروم نگذشتند
 که بهتر ز تو شدیم و دره رفیق

در آن کین ابا و نشان جای داد
نراندند بچشم کامی نرمان
و شاقان نه روز بخت گری
وز آن روز همه روز بخت گان
بقیه ضلالت فسر و مانده
ز خود سیر و از جان طول اند
سزای چنان قوم بخت سیر
بتقلید اگر یک دو کامی رود
کس از خود در در ره چنان
بگلشت نتوان شدن برفق
چو کوکب نشین خنجر و زنی خوشتر
بیاموزاد دل پس آنگه بکوی
من اول بخود در پستان
کجا گر بخود راه بسپرد می
بیاساقی آن داروی همیشی
بدان تا شود از بی بهشتان
بیان باغ و بهار و چشمه پاکه روان
بازرگان بخت بسیار خوش شدن از دیدار شاهنشاهی
بیامطر باره عشاق زن
رہی زن که جانها غلامت شود
رہی زن که عشق مرا نکند

می و ساقی و مغل آرامی داد
که ناگفته ناور دشان بیلان
کینه از کل چهره در دل بی
در آن وادی از اجل گشتگان
همه آیت یاس بر خوانند
همه طعمه دیو و غول آندند
که اندر روانا هب و بکار
به از خود سری تا بامی روی
که او بر تن خویش جوید ملاک
چه جای رہی سخت و بحر عقیق
حدیث از لب پیر دین نیوش
ز خود راه نرفته هرگز توبی
ز غم که بر دم آنجا کشان
سرازی کوی مستان بیا روی
که اصل سروست و عین خویشی
ازین تا خوشان رو کمر نشان
وز این برده تشنه رفاق زن
رہی زن که دلها بدست شود
دل تیره را جای بر تو کند

که بی عشق بر شادمانی غم است
نیویم بکستی دلی شادمان
بگویم وین عالم از او کبست
کس از بنده عشق شد بادشاه
بشیرین لبی خویش باندگی
و گر روز کاین شایم ز سفید
شکر خند شیرین چرخ شادکار
چو سروی که دور فتد از نارون
پیشتی نگار می رانند
یکی دشت چون مرغزار بهشت
ز بس لاله و گل و رو برو مید
بهوش بغایت خوش سارکار
ز سرشته اش آب صافی روان
بدو گفتم این هست زانصاف
همه آب آن شیشه بر گل روان
و یک این خطا نیست نیکار
بهار و بهشت است کنتی بخت
چو شب گشت روی بیامد پیش
از یکس من خوش نمایان شده
شب ماه و رودی همچون
ز صافی بماند سیاه بود

تعم عاشق شادی عالم است
خراکس که عشقش زده تشنه جان
کسی که ز غم عشق از او نیست
که بی عشق گر شاه باشد گشت
به خسروی یک شکر خنده گیر
جهان را بر بر بر اندر کشید
عیان شد رخ خسر و از کوسها
بشد شیر دل از بر سپلتن
که شیرین و خسر و در او خوانند
ولی خالش از عشق نرمان است
تو گفتم که شیرین بنمرد رسید
خزانش بسی خوشتر از نوبهار
دل گفتم چون چشم عشاق خون
کجا سرو شیرین کجا گرم شور
چو شمعان من در غم نیکوان
کجا چشم عاشق کجا روی یار
بهار و بهشت بمان بند گشت
شب روزی آورد همراه خویش
گفت خضر و آبجودان شده
که خوش و و صیدا کرد و می
بطعم آبجودان و آن آب بود

در آن سبزه را را بگفتم دوست
 بهشتی خرامید کوشتر بدست
 یکی جرعه افشانده ساقی برود
 تو می بین که یک قطره افروز
 چو آن خضر لب آب چو آن شست
 که بر بزم ما از تو شد چون بهار
 کنون بزم شیرین و خضر رسید
 نجویان دفتر می از حکایات عشق
 بگو که چه نیز نگ شیرین تبی
 بگو چون شود شیر رام کسی
 ندیدم نه زالی که تا زود بشیر
 زنی ز ابرو چون شود تیز زن
 یکی را ندیدم رخسار کند
 ز غل دیده رنگ و زرد سمن
 ز رخسار خدنگ ز ابرو کمان
 چه نیز نگ زود کسی برفون
 چه در پرده زود مری خوش نوا
 همه دانه از عشق و نیک است
 و لیک از تو جویم روایات عشق
 بگفت این افرخت جام ز خضر
 که این آتشین آب ترکن بے

ز شیرین و خضر و سخن ساز کن
 چو از دوست جام شرابم رسید
 کشیدم بروی دی آن جام می
 الا نایاری بر این بر شکفت
 ز لطفی که با جان درویش کرد
 نبینی یکی را که شیرین لب
 چو خوابد محبت قصه از وی کند
 من از لطف آن سرور بی نظیر
 که از لطافت او رفته بودم ز دست
 مع القه سستی چو بالا گرفت
 چو آب خضر خوردم از سلفش
 بدو گفتم ای سرور انجمن
 چرا از هوس جوی اسرار عشق
 بپوش می نخود بسند انجمن
 ولی عشق چون در دلی جا بست
 ز خود شرم دارد اگر جان دهد
 بدل نقش آرد و دل ز دست
 نمار و نم بود نابود خویش
 جهان گر بزم بر خور دسر مهر
 باید ز هر بت تلخ کوسه
 نمی آید شادمانی خسر و

سخن و زور نزل آواز کن
 آزان آسمان آقام رسید
 که در دل همه دشت کام دی
 نکوئی که دین و او و سائر گرفت
 مرا هر دوست و خویش کرد
 به سلف می و مسل بر زوی
 از آن ذوق قیصر می کند
 بی خوانده ام خورده بر من گیر
 اگر به شکاری مکن عیب است
 خرد مست شد راه محو گرفت
 عوض دادم از چشمه گوهرش
 ز شیرین و خضر چه جوی سخن
 نیاید ز هر بلهوس کا عشق
 جو انجمن نیست بکس عشق
 ز به آرزو باید شش شست
 که زنی نه در خور و جهان دهد
 که نازد وستی دشمن آرزوست
 که باور و خود دیده بهود خویش
 نه از خود بود ز جهان با خبر
 به پروانه از آسمان سبوی
 و در جان و دلداری خسر

نوشد کسی کو طرب زایدش
همه عشق بزرگترین بسته اند
همه تیر بالا بر کنده پر
کشید و ز کار جهان دستشان
برانوسه دول بهلوی دست
دل از غیر ولد ار پر و اخته
بدل از نزدیک و از خوش دور
تشنه بی پرده بهلوی دست
بشیر نی از دوست می چسند
کبوی حبیب از که انی کنند
ز در و آفتابان نغمی نثرند
دستقی از آب شیرین گوار
چنان شگفت از گل گلستان
بکام دل دوست پر و اخته
هوس آتشه خسر که خود کام بود
همه در پی کام خود می ستافت
مر آنک باشد که ناش برم
که عشق از نقش دست نادرست
تو به صورت از عشق بازی کنی
که صورت بهر دم در گون بود
بصورت که تا پایدارست دست

مگر غم و دور و نغمه ایست
جز آنان که از خوشترین بسته اند
همه سر بلند ان انگند و سر
که کاری همه تر قفا دستشان
سز از نو آینه روی دست
که تا جایی جانان بجان ست
ز خو و غایب آما با و در حضور
که خود پرده بودند بر روی
که با هر چه از دوست اند خوشند
از آن بر که بیدوست شایسته
که نشان داری او قند شود
شکسته نه اینان ز شمشیر بار
که از غار راهت و لستان
بناکامی خوشترین ساخته
از دل جرم عشق بد نام بود
که غمی ز شیرین لبی ز تافت
جان به که از نام او بگذرم
همان عاشق نقش چون بکرات
نه پندارست سر فرازی کنی
که قابل عشق بچون بود
که عاشق باقی شود زیر دست

سوی عشق باقی کسی بر در راه
که فانی بجاوید چون بگرد
در آنکه این نقش سوزون ترا
اگر شکسته سیل ویدار تو
که شوق آتش تا باشد
و شاقی بر تن کل به بر مایین
تو گردید و بندی بر خسار او
کجا شاد و مینی و در بار شاد
از آن مادی بکرمست ساق
پیشانی که جان کام می ست
در بار شمشیر بر شکرش
چنین است آیین ابل هوس
بهر جا که کام و مر لوی بود
چون شمع در دوی بود
بشامی نیند و رانده کام
ولی که شوق آتش تا باشد
بجویند از کرم پند
اگر در پیش باز نشود و جان
مدتی ای دل ز کوشش کن
صفتی که در دلم بر نماند
شینه که در دلم بر نماند

که بر حسن جاوید بودش نگاه
بنای نفس ناخشنود چون ره رود
بر اقی ست کار و بگردون ترا
فرستد یکی را طلب کار تو
پرو دی بهر بار شمشیر در آ
که باشد دستاوه شمشیرین
بعد دل شوی محو دیدار او
کجا نبی آن محصل در بار شاه
همان سود مینی که از شمشیر
ز شمشیرین بازار شکر ستافت
کشیدی هوس تا در دیگرش
ز خود نگذرند از پی بچاکس
دل فانی و جان شادی بود
می و شام و بانگ روی بود
ازین پیش نغمه است از این کلام
کز ایشان بیام نشانی است
بگویند خند آنکه در کوشند
بر آن در میسند و این خوش
ز شمشیرین و خمر و فراموش کن
صفتی که در دلم بر نماند
بمیدانند و در دلم بر نماند

بجای دلربا بختی و غریب
 ز تنه تابا باغی آراسته
 گلشن شک ساسنبلش گلشن
 بقامت صنوبر بجه آفتاب
 بهشتی ز رخسار تابان شده
 دو عودش بر آتش چو دو دگونی
 دو لب چون دو جادوی بلبل غم
 خرامی بر قمار یکبار در سه
 سیه بر کس افرستی خواب
 گردن و لبش ز رشک تاب
 بدیش که خورشید ز خیره بود
 چو در روش دو سلیکین بین
 پیش چشم بود و بلور سام
 میانش چو مولی بر آما شگفت
 نگار بر کفش چون بساغشته
 فتاده با گسوفی پریش
 گم گشته دیوانه روی خویش
 باین خود هر صبح آن ببری
 سه تن لبه سی آن زرق و
 چو زخنه کردی دل از کار خویش
 بدیش جوانی و شد صید او

شد تا نظر باز که ز روی
 بدل گفت خود در شکیب کنم
 نظر خوستی بین از پیش تیر
 چو در خواب رفتی با من
 به نیز حبست و غافل ازین
 از آن شد که چون بی قرار می
 خرد با خون خوارستی بنکها
 نمودش ولی کرشمش بر کند
 لکد کو بکشمش چنان که رویت
 به صبح که خانه آن ماه سنگ
 همه در پیغنده و دایه اش
 جوان نیز افتادی اندیش
 چو بر بکه دل بسته بر چه دور
 ز لب گرم ز سوز دل آه کرد
 ز لب شد پیانی ز هر سو نگاه
 از آن سو بیکه از غارت کردی
 ز سوز دل چشمه خونبار او
 خویشانش این قصه بهر بختند
 پدید آمدنش یافتند آگهی
 پرانده گشته اند از کار خجست
 چو از آن شستند پس ای زن
 دشت رفت و خاطر فتادش زلی
 بش گفت آنکس صحرانغم
 چو بستی نظر دیدیش در ضمیر
 چو بیدار گشتی خیالش بسر
 که چون جریب و ته آسین
 شکیش بغم پرده داری کند
 بیک حله بگریخت فرنگها
 بهر عشق او را می دیگر زند
 کند خاک و بر بکناش نشست
 بهر دوش برون مدی سوزی
 فتاده بدنال چون سایه اش
 شدی پیش خرم بر روی پیش
 از و کام دل بستی آما ز دور
 ضمیر ز سوز دل آگاه کرد
 همان در دل بسهم نمود راه
 و ز این سواراوت بغرمانبری
 قیامان شدند که از کار او
 بهر تخم کین و دغل کاشتنند
 پیش آن شدند از مره زنگی
 بدل بر یکی و یک سودا خجست
 که چون باز دارند جان را زین

بگل راه بلبل ببند چون
 که در شش نایت خون بختن
 من این شکل آسان نمایم
 ولی باید این فتنه روزگار
 جوان چون نبیند نه خویش را
 زهر کس از دماغ جوید هستی
 نقش گویم آن گوهر ویراب
 بنگ آسمان آفتاب جهان
 بمیاد و ریش ز غم خسته اند
 چو این بشنود عاشق مستند
 چو نو مید کرد در طهارت خویش
 چنین کرد و با آن جوان گفت
 شنید این سخن عاشق در واک
 ز پامی آمد و رفت بهوش زهر
 که آن سرو بالا بت ماه رو
 بی گفت کاخا نشانت دم
 نمودش با گشت جامی عقیق
 جوان ز دل ناله در خاک
 دل آتشی بودش از سوز و غم
 سرکش جهانی بیلاب واد
 شد آن جلد گریه باران خویش

پریشان شد آن جبین زین
 چو این قصه گفتند با یک
 بجای شدن بهمت نهین
 از آن قصه افتاد بر چرخ
 نهان اندر بست از روزگار
 زهی داده جان زلم روی من
 ز پشت و جادوین برده خواب
 باختر ز فوس مثنی غسل
 ز نابا تو این حق گذاری نبود
 ز من هر چه داری شکایت است
 کنون هم بدین کینه استاده ام
 ز جام تو کام مرا بسد باد
 سرگاه که چشمه خاوران
 فلک نهاده اساوران درون
 چو پیکر از آب زینت است
 شب تا آخر چشم پندار است
 من جامه دلیری را هست کرد
 می بر د از خود و صندل بکار
 به راه ادفنت یاران همه
 رسیدند چون بر لب گنگ رود
 کشاد رخ آن بخت و لغیر

که بر روی شد این عالم را چو
 جهان شد بهشت چو پیشه سیاه
 که ما شکر بینا و جانی چنین
 بخود برد و بر دل نیاور هیچ
 که ای یا حشر شب و روز نیست
 ندیده جز اندوه در کوی من
 بجانت دهند وین لوده تاب
 بیایت فرود رفت غار ابل
 گری در زور را شکاری نبود
 ولی من نگردم محبت دوست
 بنا بود خود چون تو آمده ام
 مرا شهد و بدخواه را زهر باد
 شد از نور خور گنگ و دی
 ز پیکر است آن مسایب کبود
 چو گویم که با این چنین است
 که در دل غم زینت یار است
 ز جو غم خویش ازین نیست کرد
 روان شد گشتی جو غم بهار
 دل آسوده از تنگ از دایمه
 سر و تن بختند بهر رود
 ز غمیشان بهر سید مال نه

که آنرا ندانم که سود افتاد	کجا اندرین رن بریافتاد
اشارت بسرگروان حیل که	که آنجا رفت نموده
پیری بیکر ز غنیمت بیاب شد	ز تاب آتش گشت مودت شد
زوزاد آمد و زستان گس	بدیاد رفت با رودگر
بسی هر کسی کرد و حسد جانشنا	ولی شد بر آتشها آشنای
این آتش بجز در آفاق نیست	که معشوق در بس مشاق نیست
زبان دین ز مردان سبق جسته اند	ازین کار مردان رقی جسته اند
بلی عشق پاک این اثر پاکند	جزینها که لغت و ذکر پاکند
جوی هم جان نیست عشاق را	ز مردان زبان نه عشاق را
نخوان عاشق آنرا که باشد جز این	که فووت از دست نماند این
تو شیرین و حسود عاشق گیسر	نه نیت است کان نقش شد بر
یکی از شکر خاطر شاد و جیست	یکی کام شیرین ز فرما جیست
تو این خود پسندان نابردار	نه عاشق که از هیچ کمتر شمار
بدیه ساقی آن در بازوی عشق	که طبعش گرمی است چون شمع
مگر شعله در خود پسندی زغم	بسکینه و در دوش می زغم
بیان عکسی جهان نایابی آن	دلند اینان ز خرمی و غم
و خوشی و زاری هر یک توانا	و ناتوان و ناتوان
جهان گاه شادی و گاهی غم	همه غم همه شادمانی کم است
که آرد و نرندی و کنه حسدی	کنده گاه ز غمی و گاه مرستی
بیک سینه انده بیک دل سرو	بیک خانه تا بیک خانه سور
یکی شب خور و ز جام شراب	یکی تیر بهیستد زوز آفتاب

غم و شادی این دوزخ و این بس	نه انده نه شاد و نه است و نه گس
یکی گنج نهسا و سرخ زو	یکی سرخ کاه و بر کج زو
بدانکه نه آید که شد نه نوشت	همه هر چه پیش آمد از خوب و بد
نخن هر چه آرد پریشان بود	دین آفتاب خانه از این بود
که خواننده را دل نوزدین	نه آن دوستانست این آفتاب
چه ابرها را شکباری نه کرد	که این قنعه را خواند و زاری نکرد
و که دل از سنگ پولاد و است	که باین سخن خاطر می شاد و است
که ناپدید تصدیق حشر کند	که این قصه خواند که با کس کند
بدل کاکر ز خیمه شیشه	یکی درستان و دم از خیمه شیشه
بسا آتش طوسه و سرای سرو	ز شیشه از آن شکست و شکست
ز بایه خزان شر با بهشت	چه شیشه از آن خاک مینوشت
همه جای شادی و غمش و نوا	چه شیشه از آن خاک ز شش نوا
هوایش ز غلدرین یاو کار	چه شیشه از باغی بهیست بهار
تن مرده را روح دیگر دهد	فیبی که از آن روح پرور دهد
روان بینی از دست خود بگرد	که از لای چشم کفی لغت دهد
چه قنعه جهان بای غل از جگر	بزارن قصه را اندر دلی صو
که با سمان سسری و شستی	همی با سمان کردن افراستی
این از نگونی و شد سز و کت	ز پیش آسمان را ندیدی فرو
سی و نه فزون از هزار و بیست	چه پرسی چگونه که این حال نیست
سوم عشره از ماه شوال بود	که ماه رمضان نهم سال بود
همان چه خوشید نهفته بود	مگر بهیمن روز از نهفته بود

بشیر از آمدن سبب زلزله
 زمین بجز در باد آمد موج
 دیار بجز گشتی که بر روی آب
 نیست سبب است تمام خاک
 چنان شد از خاک خاک سیاه
 فلک بر سر خاکیان خاک نیست
 نبرج در بازو زایوان کلخ
 پدر برده از یاد محسوس
 چو کودک بباد در آید سختی
 ز آموختن کرده بپایست
 گران سنگها آمد از که بر سر
 همانا ز بس خاک نمیشد خاک
 برافروخته شعله از هر مغاک
 بطوفان آب از تهور آمد آب
 شده پاره هر کوه مانند طوفان
 بسا سنگ گریخت گشته در باد
 مانند از گریه بصر او شد
 همان کلخ بپوشیده است زمین
 امیر آمد آن بسط پل شول
 یکی طاق تراب اهل کرم
 چنان آمد آن طاق در کرم

منج دی آن موج در می نور
 فرو بستش آن قید بر آفتاب
 در دو چون نارین بگری
 هوای زمین بپوشید طاق
 و کلخ فرخ برادرش را
 چنان کوفت بر خاک دور سپهر
 گزشتیم اختر ضیا خدایستی
 بر آورده کلخ جایون شاه
 یکی طاق بگذاشته راجع سپهر
 چنان کلخ نادیده آسب رنگ
 زارک کربین شد ستونماگون
 ز مسجد بازار و میدان باغ
 ز هر طاقشان منع کو کو زند
 بسا طاق گماند رسی خود و
 کس آن طاقها چون بیند جز
 نمکون گشتن خاک که هسته ان
 یکی زبان بیان کعبه تنگ من
 چنان آسمان کوفتش بر زمین
 من اکنون نشسته ابر تل خاک
 جگر یار کافم بجز خواره کان
 نمانده من خسته و خامنه

کز او نور نیروان بدی در طوفان
 تو گفتی که شد در کسوف آفتاب
 مبارک نهادی نگو گوهری
 فرو آمد و طاقش بود طاق
 که زینت بد از فرخی عرش را
 که مهر از خیارشش پوشید چهر
 ز خاکش فلک تو بیاختی
 که باشد جهان را زهره پناه
 ز آینه پنجره ما و همه
 چنان گشت کاینه ز آسب رنگ
 که بد هر یکی آسمان استون
 اگر جوی از چرخ می جو سراج
 که کو بانی طاق تا او زند
 که در محکمی کمر کرد و ن بود
 کی این روز بر گردون خواب
 قیاسی ست بر حالت کتیران
 کز او نام من بود شد تنگ من
 که کوئی نبوده است آن سر زمین
 پس پیش من ناله در دناک
 ز خان و زمان گشته او ارکان
 کز این حالت انشا کنم ناله

شکسته قلم در سر انگشت من
پریشان ترم زانچه بودم پیش
بگریم بخودیا که بر دیگرست
کز ختم بر افتخارم از دیده آب
نمیدانم این درد را چاره کس
شهنشاه فتح علی شده که باد
خدیوی که آتش جان از او
در پیش آسمانی است چرخ زمین
ز دستش که از اعطاب اوست
تبخش که برق کفش سبج اوست
نشسته او تابه تیرا کفنی
کجا بر رانابه در پاستی
ز عکس دلش تابش آفتاب
جان سایه پرورده پا و پشت
از و بگریه می خود کم سباد
جان شهر پارا فلک جا کرا
زهی ز پس پاک پروردگار
بویژه بجم پریشان فارس
تو چون مایه شادی عالمی
تو هستی چه نیست آخر بهر
تو شایه ملک از تو و انکه سر

بیا

ز صفت مکنانک لنگر نیست
ز شیر و فشت کجا در زمین
نیک ساله شادمانه و سالین
اگر دیده پروردی احوال
اگر لطف عامت شود بار
وصال این همه زار خالی که کرد
و گرنه کیم من که گستاخ وار
نصیحت بشایان خود راست
غرض عرض خالی است بشایان
کسی را که نروان و بدسوری
خدا مردان است بخلق خویش
صلح جهان آنچه باشد خدا
چو هرج آن کند شاه نیردانی
من آن به کز این گفته بنده
همی نیست تا سایه از کس نه
از و خلق با سپهر و امید باد
ولا پذیرین و شست و دلوله
بگرود این حال چسبند تخم
بسی بودی از روزگار ان بسیار
نماند می چرخ بر یک قسار
زمان بدی خواهد انجام یافت

چرا بار خالیان بزند نیست
که خواند آتی تا بلز چنین
بخشید این بوم پران و لاج
سیر روز مایه احوال ما
ز وصال بیت آخر کار ما
از آن بد که بودش می کج بود
نصیحت بهم پرورد شهریار
بهانه مرا بغیر سو دای است
و گرنه مرا با فضولی چه کار
به از ما شتا سدره منتهی
پس از وی خداوند انصاف
همان انگند مردل بادشا
بر او پروردون زنا دانی است
سرایم دعای شهنشاه و پس
بود برسد خلق سایه خدا
چو وصل خود این سایه باوید
نیر بویسته خواهد بد این زار که
باستد بار ام خاک دردم
یکی روز بار و ز کاران بسیار
به دم در کون شود در و کار
زمین خواهد از جنبش از دم یا

دگر خال خورشید کن چون سپهر	تو باش اندر دیکو تا بنده مهر
جلوه خوار کی چرخ باز آید	نه اسه بان و نه سپاه اول
خورشید که دانا بود شاه و خوار	چو نادان نه دل برانده مدار
از آن آفتاب کز دل افروختی	جهانی درین انجمن شوختی
چو خستی کنون چاره او بسیار	دل خسته را نه شد از بس ساز
یکی داستان گو که بخش روان	ز پیر و زوی را و سه و جوان
یکی نه او نجیبه مشکین	گو شیر دل کرد لشکر شکن
ازین داستان جان تنان	از غیرت روان زریمان بود
ز ناما و ران و زما زندان	همه کار نامه تهمتن دران
بهر آب ازین استاق تاب	همه داستان نش فرآب ده
ز غم جان وین تن گلن تپا	ز آرزو خوی ران افرا سیاه
بهرین سخن خواب خلق را هرگز	که انسا نه نشسته نشا شاس
بیارای زان گو نه گفتار را	که از دل برد بول پیکار را
از و مرد تر سنده کرد و دلیر	دل شیر نشد بر و باد سپهر
بر انگشت خوانی فروزان بود	پدر یاری آب زان شود
کز این کارها بی زلفنا خویش	بجز راستگوی مکن کار خویش
بنظر این داستان آنچه بود	اگر چه بر آن بود توان فروز
تو خود چه از راستی بر فروز	اگر از شک سوز دند و کوب
در آغاز این نامه باشکوه پی	خن اندم از بختیاری کرد
که بر خویش تشنگی دند روز	ز ترکان کردن کش عینه توز
یکی نامو بختیاری نزار او	دلیر و نه سنده فسخ نهاد

بدان شیر تازی سوار می لیر	تازی پر ز نام او زده شیر
همه گاه او خوشه شش کارزار	بیال و بکوبیل سوار
نیغش ز خون نه خود را زاده مهر	ز می بود ناچار مرد و دلیر
مگر زرم را زرم نیند اشتی	زرم اندرون نیز می دشتی
با و یار بکمر زان قصد سوار	ز قویش که افزون بر ازی بزار
بدوشیه تنها بدشت نبرد	بلقش مردست بازوی مرد
شد از نامور و خدی بیست	مل تر شیر او ترن بختیار
از آن گشت نامشیل نیکی	بیج اسد رانده همه شیر
ستیزنده بختیاری نزار او	بختیاری بد الیاس او
که با یک رانده و یکدل بود	چو بشید این کینه در دل فروز
که بختیاریان زنده و دست بر	نمان دست با بختیاری سپر
زمین شد همه شمشیر و مرغار	در اندیشه تا گشت خرم بهار
در وصف بهار تازی شربت و مرغار مانند بهشت و	
خرم زرم با اعدای میمون طلعت سر اسیر شربت	
بدان شیر تازی سوار می لیر	بدان شیر تازی سوار می لیر
همه گاه او خوشه شش کارزار	همه گاه او خوشه شش کارزار
نیغش ز خون نه خود را زاده مهر	نیغش ز خون نه خود را زاده مهر
مگر زرم را زرم نیند اشتی	مگر زرم را زرم نیند اشتی
با و یار بکمر زان قصد سوار	با و یار بکمر زان قصد سوار
بدوشیه تنها بدشت نبرد	بدوشیه تنها بدشت نبرد
شد از نامور و خدی بیست	شد از نامور و خدی بیست
از آن گشت نامشیل نیکی	از آن گشت نامشیل نیکی
ستیزنده بختیاری نزار او	ستیزنده بختیاری نزار او
که با یک رانده و یکدل بود	که با یک رانده و یکدل بود
که بختیاریان زنده و دست بر	که بختیاریان زنده و دست بر
زمین شد همه شمشیر و مرغار	زمین شد همه شمشیر و مرغار
در وصف بهار تازی شربت و مرغار مانند بهشت و	
خرم زرم با اعدای میمون طلعت سر اسیر شربت	

که از قیاری و از جانگی	بیهوده و از این موانگی
بسم شبنون بیا تا خفتند	بغیر اوشتن چه بختند
من و چارتن با شبنون خفتند	کجاست شبنون و دیم با کز و فر
شب تیره و پایش خیل و دو	بیا شمشیر و کامیاب
کشتند و بر دیشل و نه	خبر را من این شمشیر کشته
پیان زرم و عالی متنی و جرت مودلیه بر فتوت و	
شبنون ردن بر خصم بد انجام رو با دنی ایت	
بر اصف زین گفت مودلیه	بغیر شبنون بر اشته شیه
بر آن شد که تنها بر اند سوار	بر او ز خصم پخته و سار
از آنجا که تا آن سافرا بود	مرا و از دیر و بر زار بود
چیزدان نمائی و دشمنی داشت	منی فیت و کشتن یکماده
و دیگر میاد که غوغا شود	یکی فتنه و دیگر بر پا شود
کسی که بر بار خسر و دست	نهد تهمت مودلیه و دست
در بر پدر خدمت سالیان	دزدی شود بار و بر شش بیان
بر آن شد که از خصم شست	ز غوغی و بغا کند باز دست
اگر بوشش آرد پذیرد روی	همان خونی و برود گیه و روی
و گرنه چو حجت بر او شد تمام	بکیفر کشد تیغ کین از نیام
بشمار باریک روان که بر دژ	کز این اسیر یا به بودی فرو
از و سر داین کا و ثروت ایت	وزان پنج این شاخ شتر است
بداند لیش و کی یاد دست برد	که نهان ز ما بوده این دست
ز غوغی و بغا کنم باز دست	فرستم به بیان مودلیه دست

نمی خواست بروی کند و زین	به نر می برد و لعمه از چنگ شیر
نی که بودی فرو تن تر ز قاف	که گنجایش قاف و در شکاف
ولیران کزان و سستان اندند	نبا شش که ریک بر خواندند
زمین بر پا و از بزرگی نهان	چو موریش بگرفته اندردمان
ز بعدش لعلی است غلطیده مهر	که با بفته در نیمه راهش سپهر
کس از شست بر قلعه اش اسپر	نیز بیم از و اسما فی خبر
نهفت اندران که ز رز و خوا	شمار معدن آن کوه آرد
چو این کوه لایس بر جودی	که بر من کجا دست یابد کسی
بر ذرا که از چرخ اخته برود	ازین کوه ساران کجا برود
کو ترک آگاه ازین لاف شد	که شهباز سیرغ آن قاف شد
و دوباره فرسته فرستاد فتنه	که با ما پیشین عهد چنان فتنه
لکن حیل و تم آرد بر جان شتر	مه راه سیلاب خان تیش
بشیران چه رو باه بازی کنی	ز نامی چو شاهبازی کنی
تو خود صغوه شاهبازی کن	گدا زاده شاهبازی کن
اگر از که یک پستی کنی	که با ز می من و دشتی کنی
من از سم اسپان تازی نژاد	کنم خاک خاکش نشانم ساد
تو را بخت بد دست بر ما کشت	که بر ما فرو و آنکه از ما رلود
چو روی که بر شیر پنج برود	چو آتش سوی طعمه شیر برود
تخن با تر از وی و دشمنی	به پیوده بر خود میفرایم
ازین و رسی لغتها باز گفت	فرستاده آمد بشهباز گفت
پا بشینه گفتار و باز کوه	که آبند جز رفته ناید به جو

من آنروز که بودم زنده و زنده بودم
کنون چون گشیدم بدین گشت
ز خود بگذرد و باب خود گریه
بدین کو بهاران کجا بر شود
اگر روزی بگذشت بهانه داری
مرا با تو تیرای نبوده سوار
بینی دم آتش تیغ مرا به
فرستاده کان کوه و لشکر بدید
بیاید بر آورد و در از زلفت
که گوشت بگذشته از او به
زهر سوکره فزون از قیاس
ره از مباد و مور بار یک تر
به جا کمان برده کز وی آن
حصاری بر آورده آنجا رنگ
زین فزون سنگ بند از حساب
بدان کوه از سواران هزار
همه زمین پوش پولاول
اگر ممکنستی بدان خلف
ز ترکان کسی که بر آن که رود
ازین داستان چه نامدار
بخندید و بامرد گویند گفت

که اندیشه طبعه مرد و زور
چه اندیشم از دشمن شو غلبت
شود زنده با آن همه کیمیا
و گر چون عقاب آسمان شود
ز برده از غتباری بری
بدانان این که بود کارزار
چنان کوه گردون تیغ مرا
تو گشتی ز سر و دوش از برید
بسالار ترکان سر اسیر گفت
بر او بر شدن را فرو بسته راه
کز او فرغ اندیشه دارد و بر اس
در او یک و هم اندر آید به
بیالاشد از خود بیای کمان
در او صد تن از شیر مردان جنگ
در آن کوه چون آشیان عقاب
سبب باره فزون از کارزار
ز شمشیر پولاد آهن گسل
ممال است رفتن بر آن کوه
گمانم که مرغ گردون بود
بر افروخت همچون کل اند بهار
که با این صد و باید آسوده

ز برده از غتباری بری

توشیه زیان را ز انبوه کوه
نیز از نویدی است جنگ
اگر پیشه یک شود نیزه دار
بیستی کز انکوه روز نبرد
یکی بر با کسرم پین خوان
گفت این یک سر سپه نشانند
وز آنجا دمان همچو چشده یک
بر او رفتی دهشت سالار گو
جوانی ببالای اسفندیار
نیاروده بهمانی و پنج پیر
بدانان سواری نه برداشته
بتن پرتوان و پنج پرتاب
حریت وی از کوه خارا شدی
ز مهرش بر او دل افروخته
از بود روشن دل پهلوان
ابا نام خنده مصطفی
جوان چون بدانان که رسد
نیارست و جنگ دشمن رنگ
نراخت از کینه سرد جوان
چو شیر می که از گور میخیزد
بل نامور چون بر او بدید

مترسان که بر شیرین است
که دشتی غزالانش آید جنگ
ز یکا آتش یک شمشیر
چگونه بر آرم بخور شد کرد
کنم سالها تنه شان استخوان
جانی که قبل افغان باند
سه راندا و من گویم یک
بر آن زلف لشکر شد و پیش
جهان را بر دی از و یادگار
بدانان مادر بد خیر گریه
هم از کوه کی خوش زمین سا
بدانسان که در برج شیر آفتاب
از انکوه بغیش گذاراشدی
همه نامی ز مرش پیاموخته
چو از پهلوان دیده ایمان
که از نام او یافت کتی صفا
بچو شد روشن دوش و مید
که نام نیارده بود و شنگ
بدستوری نامور پهلوان
همی که خوش دمان رانیکه
که مانند بیرومان برومید

ز برده از غتباری بری

فرستاده خندنی ز ترکان سوار
یکی را می باید درین کار تنگ
پیرانده باشد باید دل بیوان
آمان بدین که همان نیست
هنوز این سخن بر لب نامدار
بدشمن را و نخت چون بیل
زینش همان سواران بسیار
به کس که از او تنگید این می
زمین آسمانی پراخته شده
بیک حمله بردن نامکار
بسی نیست و شکست کاندو
چو شهباز دیدان نبرد و تیز
نرمیت کنان دل پرانده
دلاور هم آهنگ بالا نمود
سپید چو دید اینان دست
که با نقش زلف بر او فروخت
ابا ماند از آن بر انگشت سپ
دو نیمه بفرمود گشتن کرده
خود آمد بر او سر و جوان
همی گفت نشا و روان نیا
خوش آن باب که پوزخسته شد

که اندیشه باید درین کارزار
که تا دامن دولت آید بیک
که جلدی کند تیره رویان
باشد آسمان چو آن در نیست
که آن شیه ز جبهه شد ز کار
بی تیغ لاسا یک بدست
که از برق به کوسبایان سپ
ز خنجر که شستی زین می
جبهه اخترانش دو یک شده
به آری بند و نشان بزار
چو دشمن چنین دید نمود گشت
همی با حسرت از برای گریز
ایا لشکر خود بر انکوه شد
چو آن شعله کاید بدینال
شگفت بدل نام نردان بر
دل بدگلان و در و نخت
بپای که آمد چو آذر گشت
چپ راست رفتن بالایی
بدیدار او که در روشن وان
نبرد که آید و جان نیا
خنک زمین نهال برنده شد

که در میان این دو نیمه

میان

خوش آن نامور گش برادر تری
مرادید بر پیشین بروی باد
دل نامور چو بر شکست
که چون چلو آن ستی بهین
همی گفت نشا و جوان نخت
سپاس خداوند بالا دست
نخوردی کرم بر نفس برادر
و دبال چاسایه برین فکند
الزباله پرو شده
دبال چاد و برادر مراد
که از باب برین درمی شد
بر روی ز پاسبان بسته مباد
چنان خواهم ای سر و نیل نام
تو اید ربه امان این کوه باش
من اکنون پیاده بر ایم کوه
نخواهم که شهباز آید ببلات
بر این که من امروزامان یک
تفکیش بر گشت به پهلوان
شدی نام و فرنگ آواز او
از آنجا که آتش بر افروختی
چو برقی بد از آسمان افروخته
برادر توئی پشت دیار توئی
و دو کتی بیک تا بروی تو باد
همی خد است گفتی نشا و پیر
بر دلش بستود و کرد آفرین
با گردن بسرای نخت تو
که برین بخشش خود دست
بزرگی مراد او در روشن گهر
مار بر دیش داد و کرد و چنبد
بمن برها سایه گستر شده
به نیک و دیار و دیار مراد
دو باب کرامت من گشت با
جهان خبر بر ایشان بسته مباد
که این کار را از من آید تمام
روان خرم و دل پرانده بکار
بدانیش را سازم از جان شو
که من با نتمن شدم و دست
همی سا خواهم ابا این تفنگ
چو بر کوهسار از دلمای مان
خود از ج من پیشتر ساز او
سه پا نقد قدم و در تر نوختی
بسا قلعه زیر و بر ساخته

باز و چنان پاشنه کوفتی
شغفم که ترکیش بر از مون
تهی کرد و دست ناخته
تهی کرد و پر کردش آن نادر
ز دامان کون آن تل شکوه
گلوله بر او نخت زان کوب
در آن گریه و آه چنان امی
تشت ایس سبک دین
تفنی کران کرد شکرت
می نخت بدق زان
همی سنگ و شمن بد نشان
چو سنگ شکن را تهی سانی
چو پر دخته کردی عد و سنگ
ببالا چو آن موج دریا زوی
سبا و آتش و غرق در مای
چنین بیت سنگ و شمن گرفت
بنگاه خوبی ترکان کرده
جواب بلا برسد از آمدند
برید شمن ز جان پاک مهر
بلائی برسان ربالا ویر
دوری بود نشان محکم اندر دوه

کر و مغز تنگ بر آتش فتنه
ابا بازوی همچو ران میون
همان بازوی پهلوان بسته
در آن روز پیش از سه نجاه با
چو پیر دمان کرد و سنگ کوه
چو زاله بگل برگ را بر بهار
که از سنگ خود حصاری کشید
همان زرد شعله بارش جنگ
منش کرده ام نام سنگ شکن
به بندی دشمنی را بکشت
نشان کرد و شد بروی آتش نشان
عد و سنگ می را بهی داختی
در و جان ترکان شدی بید
هم از بیم شمن بیالازی
همین بود بالاز و نهامی او
ساره بدو مانده اندر شکفت
که سالارشان گفت فتن کوه
لیلی سیل گشتند و باز آمدند
چو دید آه چنان کینه بار و مهر
هر آنکو بر دجان شود و سنگ
کشیدند رخت اندر و کسره

بنمای ترکان رومال خوش
بیخا نبردخت آن سرفراز
بیاده پس پشت آن نادر
خبر شد دشمن که آن نامور
زان کودکی خویش بگذاشتند
در آمد بدو پهلوار مساز
بناموش دشمن چو رخت کس
بدانیش چون شیر وید و کله
سپید چو دشمن بدو گویا
جوان پر پیروی شد و بار
همی گفت کاشی نادر از زمین
چو دشمن شکستی بر ایشان حاز
چو زیان تو را کرده بر جسم
کمن کاین همه ناپاسی بود
آه کوی گرفتگی که او رفت
کسی بر بلند آسمان از زمین
بدین که شدن تا کنون بکس
یوتره که از خصم کین تو نخته
بر آتش بر میان سیاوش رفت
سپاس از خداوند بخشنده دار
بپر رفت و جوان رای پر

زینمای ترکان بدو بدوش
عنان را سوی در پی حید
بیامد ترکان دو باره نزار
بگشودن در بلبه که
لوامی نبریت بر او داشتند
سپید هم از پی سیاوش فرار
از ایشان بیاموذا پس
از آن کوه سپید بهامون
در بنال نشان سوی بامون
بدخواه برداشست دست
متناز از پی دشمنان پیش ازین
که کس با شکسته نشد در میان
بشکرانه و خون مرد خیر
نه مردی و نه روان شناسی بود
در آگاه تر باشد اندر جهان
نکرد دست ز میان که کردی
نکرد دست بی ز دستن سپهر
یکی کوه بدو آتش افروخته
سیاوش بر کوه آتش رفت
بدشمن خشنای منبت گذار
بلی رای پیران بود و پندیر

من از یخ رفته رنجور وار
 درستی نمانده در اعضا من
 دل نامور پر ز تیسار بود
 مرا صبر بایش شرمند کرد
 نمی خواستم دید چون درش
 سخن و برش را ندانم دردی
 حدیث ثنوت بیا و آیدم
 نه در چو نام قنوت شنید
 بگفت ای چه افتاد است
 چو شمع از تیت کز به شمع بود
 که دارم همه ندب گفتار تو
 ز بهر کس قنوت شنیدم من
 گفتم که آن خود بد و ت بود
 بگوید آنچه دانی تو بخور و پیش
 با ختم که ای عقل میگردانست
 گرم شکرتونی گرم گسرت
 خرد باب داد را تو بهت پیر
 نهی هر چه نایستی از تو راست
 قنوت کن شد تو خشت قنوتی
 تو بهتر ز من دانی این گفتگوی
 یعنی قنوت جز در اندیشه نیست

چه گشتی چه بایی که دریا شده
گشته فلک کس نکشفت
تو از خویش گم تو که پیداشوی
چو از سر در افکندی این که زدی
بخویشت نباید دیگر دشمنی
همین نه خود از پیش برداشتی
تبو گیمای سرشته شده است
تو لاول خواندی و دیو از تو
کنون از لاول شد قول تو
بگفت تیغ از بر دشمن نکوست
بگفت جامی بخت کنون جام
یکی جام پر باد و خویش گوار
طریق چو از روی این است پس
چو بخویش گشت آنچه کرد از خداست
از آن ماست آمدن شاه را
پیر دست از خویشتن خانه را
چو شنید گایدشسته مو من به
مشد رفت خویش از ولایت بیرون
وگر هر چه حکم آمد از پادشاه
فوت بشه ملک بسیرت
تو کشور پیر و از کان شهر بار

شده کم در اسما مسی شده
فنی گشت خواهی فنا شو فنا
بعین نهانی جوید اشوی
همه رحم کردی خویش و خلق
که افکندی از خویش باونی
که از خلق تشویش برداشتی
سکت زان بدل بافرشته شد
چو دیوان همه کرد و دیو از تو
که قوت و بخت است لاول تو
بیشکن که دشمن کنون گشت
نه تیغ و نه جامی آن جام
نبوش و نه نشان که شد خصم یار
که با خویش برمی نیار و نفس
نه از چشم کین فی زانو بود
که بدگوش بر حکم الله را
که این خانه وقت است جانان
ولایت پر و اخت از چوشتن
ولایت بصاحب ولایت سپرد
که بر شو از خویش فرمانرواست
صدیغ خود و خیر خود و دوست
در آن ملک بخشه نور کار بار

که شفته مان بخشست و دور است
بیک اتفاق که خسر و کند
نیایش چه باشد بوی را شده
چو گویم که در وصف نایبیتی
که زرد و دود و سر و دود و راه دوست
کسی که هزاران درم بکیرم
بخوشش اگر خبر جوئے دیدی
که انور در سربایه است نکودین
کس از زره حق و در می پی
اگر فیه آن کس که گوید کشت
و گری بینه خدا نیست او
که اول باید خدا جویت
فوت خدا جستن آمد نخست
چو جستی خدا بنمود احسان کنی
سر و زردی غالی از ندی تو
نه بخشی که این محو خلاقی بود
نه بدوست بخشی که نکوست آن
وگر دشمن آید بقصد سرت
وگر ناسپاس آرد و نامترا

نه در نید این ملک آب و گل
هزاران چنین کشور از تو کند
که بخشش بود کهترین خانه
فنی کیست شاهنشاه ملاتی
بدلخواه خودی بدلخواه دوست
بخشد خویش زابل کرم
از جوی به گرسبوی ده
فوت زود یا بر آورد و گرد
گوایان شری بناید همی
گواه از چه جوید که او خود گوا
گواین کرم نه خدا را بجو
وزان پس براه خدا پویت
فنی کیست آنکو خدا رحمت
وگر جان بخشی نه تا و ان گنی
نه بر مگر بگرد نه بر شید زید
نه و الیه ی احسان که زراق بود
که بر دشمنان نیز چون دوستان
و فابنده و لطف جان پرور
نه بید ز تو جز به نیکی جیبا

درین معنی ارم بیانی شکر

تو نیکو به معنی نه بر صوت و حرف

بیان پروردگار کردن شایسته این دنیا بی بقا و نفوس
از تحویر و زویر و دیگر را پس ماندن طفل صغیر بد و قسرا
بنده وستان سر می دید و دست
وزیر قدیش بد بجهده برود
بجایمانه طفلی ز شاه قدیم
هم از کودکی را دور و دور
نهان داشتی مادر از مردش
هفته چو ماه و نیم بچو سال
فرز از خوشی مادر باو نشا و شد
درو به که دیدی فروماندی
دستان بشام از خوشی فروز
بطغان شب عید ز عید
زادینه شان دل پزیر کنیده
بر او الفت افکند یور وزیر
ز مهر و حسن ان سبق شد بود
شبی باید گفت فرخ میر
که فرخ نهادست و دالایا
وزیرش و بیاد و او درود
چو دیدش وزیر از رخ شادش
بر او مهر فرزند و بلند داشت
به یوز خودش خست همراه و یا

قصه را و آید کی روزین
بر او دستورشده پورا و
به راه او بود شاه قدیم
چو انجمن شان دید بر سرش
در ان انجمن بود دانش ور
بر من چو بر روی شهنشاه دید
بیامد به ستور این راز گفت
چو دستور بشنود این شهنشاه
بدل گفت باید تبه کردش
بانت کایز کسی را که خواست
بد نیم گفت این پسر را بر
بهان کیشش بجلت شهر
چو قصاب و شور شوم اخترت
مرا گفت کارم بکانت گزند
پسر که خوان این سخن گوش کرد
که در خون این بکند و مرد
بهین بر خنجامی و رحمت نامی
بجانش بچشو و مرد و جوان
بیا بود پس عابدش را بخون
پسر کان همه خون قشش
پسین دمی بر پسر زد گفت
در بارش از هندوان گشته کش
برسم نیایش بد ستور او
که پسرش او بود و یار و یار
بر سید و بنشانه و تربت فرود
ز دانش فرود آمد از هر در
مرا و را پی شایسته آماده دید
ندالسته دانسته را بار گفت
که شته را به خواهر بود و این
که نایز زبان برشته و برش
نیارند از و یک سر می گشت
نمایش از تن پسر و از سر
بد و گفت نوشت بدل شد بر
پسر و رو کاخ بر دست
ولی چون پندم من این سپند
نخواری بقیاد و دپای مرد
که مانی عذاب ابر را کرد
که تا بر تو بخشد رحمت خدی
بریدش یک انگشت بر زبان
فرانجا روان شایسته اند
نیای اندر آمد و در موش
چنان دیدش افتاد و بخود

چه ده برد و بخت و بر حال او
 مخو گفت غم که بلا ایمنی
 توئی بی پرچون غم بی پسر
 همانا که این مرز و ستور بود
 بهر سال یک بار بغاگران
 نگشتی شه آگه در آگه شدی
 که ملک ارچه بگلشن جویت
 چو دید آفتابان یو آرا و بخت
 نه مر ویت گشتا که همچون نای
 یکی سپ و تیغ از دربار خواست
 انداخت که تو خردی و هم چو
 پند رفت شهزاده آن ای
 جوانان مرز را گسی پندند
 بدینال خصم بد اختر شرافت
 در ایشان بسی همه اور و نر
 از ایشان گشت بخت پیست
 همه اهل آن مرز شادی گمان
 ز بغا که آورد پور و پسر
 چو دستور دید آینه خواسته
 بدل گفت کاین گنج باشد بیاغ
 پرسید و گفتند یغاست این
 دوز او باز پرسید احوال او
 که بعد از خدا در پناه منی
 مرا تو پسر به تدا من بد
 که از جان او مرد می و ر بود
 ببر و دنا از مرز مال گران
 تلانی زد و روی نه ممکن پی
 چو از شاه دورست بمهرست
 ز خیرت بخود بر به چو بخت
 نشینم دنازد بهار بهر تان
 که تاز و خصم از دربار خواست
 بخون خود اندر مر و شیر خیر
 بسی گشت تا بس و تنی بخت
 ابا او تنی چند بختا بستند
 از درخت و یغایه باز یافت
 زروا شتر و مال و بخت و چیز
 بغیر وری آمد بجای نشست
 پذیرد شدندش ز پیر و جوان
 یکی نیمه بردند نزد وزیر
 ستوران و اسپان آراسته
 یکی بوم و بران چندین خراج
 که از دشمن خود کشیدیم کم

در اندیشه شد مد نایالی
 شکافات آن غمت فرنج را
 بدستوری شاه دستور شوم
 همان مرز ویرانه آباد دید
 بسا لارده گفت بنهای را
 پیاسخ زمین را بوسید پیر
 چو شهزاده را دید بشا قشتر
 بدل گفت چرخ آنچه بخوشت
 و گر گونه را بیاید درست
 یکی نامه نوشت گفت ای جوان
 دران نامه نوشته کاسی پور
 ملاز او و بگرفت و در ره فنا
 شب آمد و شهر را بسته دید
 هاجا کی باغ بود از وزیر
 عنان خوش را بست بخت در
 یکی دختر می و است نورس زیر
 بقامت چو سوری خوانند بود
 قصار ابراهیم زادگان
 هر که برین آمد از باغ ماه
 جوانی نه ماهی بد خفته دید
 چو کشا و بر خواند بد آن عمر
 که آن مرز پیر دانه دار که حد
 گنج خود افزاید آن گنج را
 دو اسپه بشد تا بد آن ر بود
 کشا و ز را خشم و شاد دید
 که سر یایه این خردنی کجاست
 بگفت آنچه را که دیور و لیر
 پر اندیشه شد یک بختش
 نشان بر من همه بست شد
 که تا بزم از بچ شامی که بست
 پورگران مایه من رسان
 رسانده نامه را سرزن
 همی براند و در ره بگردار باد
 تن خود هم از بچ رخته دید
 ملک او را باره آمد بر سر
 فرد غمت و خشتی و وزیر بر سر
 بر او فرود بسته چکال شیر
 شکر لعل شیریش را بنده بود
 دران باغ بود و غشت کمان
 که بر لاله غشت کند صبگاه
 بهیبتش یکی نامه نهفته دید
 که خط پدر بد بخون پسر

چو روی پسر بدید بهوش شد
بدل گفت باید بخشش رماند
تبدیل خط وستی بشاد و شاد
بهندی قریب است این دو سخن
منم و او منشور آواز دلش
نهفتن بچشم جوان خواب
رجاست و آمد بشهر اندرون
چو پور و زبر آگه از نامه شد
با این خود سر و آزار
یکی را که خبر خداست بود
چو روزی دو بخت آمد زیر
سینه بختش جان چو بدید
پسر را به خواند و دشنام داد
چو بکشاد و آن نامه را باز خواند
گفت ایزدی کرده را چاره نیست
پسر را به خواند و سرش نمود
و گرفت آن کشته که گریختن
برهون بلد به زیارت گهی
سینه تنگ را گفت کاجار بود
بشب هر که آید و گران خیم
و در آن پس پسر را به خواند و گفت

می به گناهش فراموش شد
چو بخشش جامل در آغوشت
که این شیوه را از پدر یاد داشت
که این را بکش با که داماد کن
بدل کرد گشتن به دامادش
چو خورشید سوز و طاق کبود
طاعت او با طاعتی رهنمون
بشهرت صلا داد و نگاه داشت
به پوست مرشاح شمشاد
بکشتن گش که خدائی بود
بشهر اندرون بدلیل و غیر
که داماد دختر ندیده رسید
پسر نامه اش را بخش نهاد
فرو رفت و نعتی در اندیشه نهاد
بهوسف کنون چاره گرگ آبی
بشهر رفت و بر با گاهش فرو
بهوسف کشی کرد چنگال تیز
ولی گشته و بران و غار نکسی
شبا نگاه تا صبح دم نغمه بد
کشیدش بخون کان بود و منم
که اکنون که با ما شدی ببارفت

زیارت گهی هست نزدیکی
باید هم شب به انجاردی
یکی طاس حلو ابهره بری
پذیرفت بر نادر آمد بر دین
شبا نگه برون رفت از خانه خوش
بره پور و ستورش آمد پیش
بگفتا غیبی تو در این دیار
من شب بجای تو انجا دم
جوان شد جوان بخت هم باز شد
خبر شد به تنور کان پور او
سراپا به چرخه برون شد و آن
مگر تازم و ستایش آگه کند
چو آمد کشیدند زارشن بخون
پدر با پسر سر و دو خون پسید
در این هوشه هند و خواب باز
که پدر و دساز این سر اسبج
مجد شود راه افلاک گیر
طراز ده چون بخت من بخوار
بدرگاه شد شو که شایسته
ملک زاده بر بست آمد بشاه
بزرگانش هر چه زمین آمدند

که روشن کن جان ریک
زیارت کنی تا سحر نغمه
بسکین دمی وینا ز آوری
بگامش به اندیش او رهنمون
یکی طاس حلو انجان ریش
پرسید و گفتش همه حال بگو
بخان بازر و طاسن نامن
نیاز دارم تا سحر نغمه
هم خوابه تازه و مساز شد
بجای پسر شد بدستور او
شد اندر بی را و پور جوان
از دست تقدیر گریخته کند
بجای که خود کند شد به گون
جهان تا که شد این شکفتی ندید
بگوش دلش آمد از غیب از
بدام او دستور ده تاج و گنج
بچشم اندر این کاخ راناک گیر
که شبا بخت بیدار و گفتا شتاب
ازین پس زمه با بجای است
بدو شاد و بسپر و تخت و کلاه
با و از در آفرین آمدند

نه هرگز منرا دارشایی بود	بلی که خدائی خدائی بود
بهر خواهر و ستور را با پسر	بجستند و نام از ایشان خبر
بسوی زیارت که آمد شتاب	طمان دید و خون دیو زو
از ایشان بجز نیم جانی نبود	بیتن نشان تو گشتی بردانی نبود
چو پیدایشان مکرست و رولو	که خشم خود و آفت تو بود
اگر چه از و بهره پیدا دوست	بمدنا جو اگر دلش با دوست
گشت بدلی در بنا و در مرد	بر او برنج شود و نیار خورد
بدلی گفت دقت جو افروسی	نه بنگم پیدا و دل سردی
بدا و بمن بسزیه نیکی بنمود	بدا و چه جویم چو نیکی بنمود
همانجا گشت چنگان بخت	بست خود آن زخمها گشت
بسی خورد و تیار بود نشان	چو بود نشان و بدخوش نشان
جو افرو دشمن باز گشت	تا گشت بشیر و از شرم گشت
چو خبر آنجا ان و بد شد یار او	بعد جان و دل شد تیار او
شده از آنچه بودش در و باستان	باز توری خویش و با نقت
پدر خوانده را خواند و اکرام کرد	همان مرز و ستورش انجام کرد
کسی کو بریزد از کیم نمود	پیشکی ریان کار او تاج بود
فتوت کلید در و ولت است	که دولت با ندازه نیست
بهشت جو افرو هم خوی او است	بهشتی بود و هر که در گوی است
فی گوشت و در جهانه فردا	جهان جوی با شرم جو افرو
بدین بزرگ و مندر پس	بجز شرم و بزرگ و مندر پس
پدر ساق از کیمیا می نمود	که هر که بدینک و حجت نمود

بسی خورد و تیار بود نشان
چو بود نشان و بدخوش نشان
تا گشت بشیر و از شرم گشت
بعد جان و دل شد تیار او
باز توری خویش و با نقت
همان مرز و ستورش انجام کرد
پیشکی ریان کار او تاج بود
که دولت با ندازه نیست
بهشتی بود و هر که در گوی است
جهان جوی با شرم جو افرو
بجز شرم و بزرگ و مندر پس
که هر که بدینک و حجت نمود

بیت

مگر که از رخ بر و زردیم	کن رخ روی جو افرو
دو بیان خاموشی کردند از گفتن سخن	باجبخت عدم توحیدی
سامیان تو گشت و ترقیب حضرت	از بنده بود از بن رین
چه خاموشی می مرد و ستایش	بکشت بعد تازه جان فوای
تو خاموشی و نو بهاران گشت	برین خاموشی و در کاران گشت
جهان که هست بکشتا نفس	که بگذشت نه ناید و گریه
نه پیسته شاخ آور و بید شک	که این باغ خرم بود و کا پیشک
بسی بود و خواجهی گفتن خموش	چو باشد مجالی بر او خروش
چو در جام داری می خوشگوار	چو از بنده داری روان زخار
چو بوی قلم زیر فرمان گشت	سخن گوی اکنون که دوران گشت
شب دوش خضم در آن زد	بزا نو مراد پید نهاده سر
یک کلمه است نه دفتر پیش	لشتت چه ترندگان پیش
بگو گفت که چیست و دای تو	چه شد تا اگر گوشتد رای تو
فلوئی چرا قصه از هر دوری	نه از شهر یاری نه از دلی
ز برزم و صالت چرا دل گرفت	دل از برزم و صلت گرفت این
از آن آنجهنمای خشم فروز	بخوان تا شبنم خوش آریم روز
ز اندر زشایان چه داری بیا	که آشفته می نیم این روزگار
جانی بریشان و در هم شود	چو اندر ز کار آلمان کم شود
بد و گفت ای سالخورده جوان	که داری به پیروی دل
بسی گفتم اندر زشتی گشت	بستم نفس تا نکونید پس
چرا لب نه بندم ز گفت و شنود	که گفته زبانت و نا گفته مسو

بسی خورد و تیار بود نشان
چو بود نشان و بدخوش نشان
تا گشت بشیر و از شرم گشت
بعد جان و دل شد تیار او
باز توری خویش و با نقت
همان مرز و ستورش انجام کرد
پیشکی ریان کار او تاج بود
که دولت با ندازه نیست
بهشتی بود و هر که در گوی است
جهان جوی با شرم جو افرو
بجز شرم و بزرگ و مندر پس
که هر که بدینک و حجت نمود

ولی بر چه از پور کمر بستند
ولی با خدا آشنا داشتند
چو بهتر از او ان ز کبر و منی
از بیان خداوند بزرگوار شد
اگر سر کشیم و اگر نبندیم
ولی سر کشی کار ابر من است
سرافرازی اندر سر افکندی است
چو خیزند گیر و خلاف پدر
که مخلوق را چون چنین است کار
چو شد ملک در پنجه کمتران
مسودند سر بر سپهر بلند
یکی زان که ان که در بند بود
بسی کرد و بد جبار را بیست
ازیر که با هر دو چون دوست
به یک دل از مهر انسب خفته
چو با چاه شد راه انیان گذشت
به انجام بد نیک دانسته بود
خیزد نیز آینه بود صاف
چو آینه بازنگ جست اتصال
که از بد جان آید گو یا بود
نه از موده جوان و نه گذار
ز بهتر از منک بهتر بند
ز انصاف کیستی بیاد شدند
گرفتند آیین آهر نینی
ز رحمت بافتادگان یار شد
همه کرده آفریننده ایم
که مآفریننده را حق است
نشان سز افکندگی نبندیت
پدر را زیانست و خود را ضرر
گمانیده و گو خداوند کار
به چینه سیر پنجه بهتران
سر سرگشان نشان در آید
بیشود اگر مردی خردمند بود
که کین از میان خیزد و برین
ز هر یک بد اجماع فرسندار
به ربای مردی بیاموخته
بمراه آنان علم بر فرشت
چو دانی به پیوده باری چه سود
بشد تیره ز این ترش کبر و لاف
چه فرقت آینه را با سفال
کم از شک شک از بدیابو
چو پیر از موده نه بند و بکار

ولی جمله بر سر با گشت دست
خردمند را نیز ندید سپهر بود
به پیروی دانش بسی چاره کرد
شده آموزگارش چو رند و به
هم او را و هم حق او را شناخت
به پیش خودش خواند و اگر ارم کرد
چو روشن روان دید اگر ارم او
زمین پوسد زو گفت کامی شهریار
به چشم بت باد اختر سیند
بشکرا این همه آب و جاده
گهر است در وی همه شایه
شوش گفت قلع گوهر نیم
یکی بند بکشای از گنج بند
نه پند ارم آن گنج کاندوی
گر آن گنج واری بیابو بیار
بخندید و ناو بر پیش تاز
مر تیز این گنج تصدود بود
ولی در جهان ماندند پیش
بتر ز غمهای دارم چو چنگ
اگر جماعتی به بر ازین
آید شود و آینه گفتند به بدست
بی آنکه تقدیری آید درست
ولی سخره دست تقدیر بود
ولی چاره بیرون به از دست
ز شادی برویش چون شکفت
بصد لایه از بندش از دوست
ز احسان رسیده ولی ارم کرد
دو باره در افتاد و دوام او
سبادی شد از بد روزگار
یکدم کوز سر جهان باو قند
یکی بچ دارم سزاوار شاه
بیای شش کرد خواستار
چنان دان که سالار کفر گنیم
که آن گنج جوید بی بهشتند
بجز گنج دانش که بهر خستی
که آن گنج بهتر بهر شرم
که اندر می بد بهر نیاز
که این گنج را موده بود
دل ز بود هم بهمان شد
که در خود به نیرنگ
بگویم تو را آنچه بد بکار
به بیدارستان برافکنند

ستیت و نشت کاشی را
 گراز پاک نزدان فرمش کنی
 عمر که جو برداری از خواب
 چه بر دور که نیرودی رخ کنی
 درون از سر لالشی پاکد
 که از خاکی و خاک خواهی شد
 و که مرد بیکاره را خوار دار
 به بیکار مردم خدا و من است
 ندیدم به از مردم پیشه ور
 شناسد که نزدان نهان او
 ولی داشت پیوسته خود را
 به انگس که مینی بکاری سزاست
 شه و عالم و لشکر پیشه ور
 بگویم شایان به باید نخست
 در قح از همه بد شایان تر
 که پیشه را که سلطان کند
 اگر از رعیت زیانی رسد
 ز شایان که آمد کی ناپسند
 و اگر پیشه خسران بخش است
 به پیشه بی چشمه خوشایند
 بخوش جو برداری از خواب

دل خود همیشه به نیروان سپا
 چنان دل خویش خاموش کنی
 نیایش بر برود و دادگر
 بخود و فرزند و نسب کنی
 بر دادگر چه به بر خاک دار
 چه پاک آمدی پاک خواهی شد
 که بیکار مردم نیاید به کار
 که پیشه نیست از هر من است
 خداوند را بنده به ضرر
 کم و بیش قدامت بفرمان
 که خوش نیست تن بر دروغ
 اگر خود رعیت مگر باد شاست
 همه هر کی رست کاری دیگر
 بود عهد و پیمان گفت و ست
 که آن عالمی رست بیم خطر
 رعیت بناچار نیز آن کند
 ز بانش گنج جانی رسد
 جهانی به رخ و بخت بسند
 که این پیشه و لها به شایان
 همه لشکران کردش از کینا
 و که نه بخوشد شود چون سزاست

چه باید بگل چشمه انباشتن
 و که شاه را خشم کاست مهر
 چشمه جله خشم است غوغا شود
 جهاندار باید بطبع جهان
 چه بکسرستان است یا به نیت
 ولی باید شش خشم خندان کند
 جهان دار را بسیم و مید
 ازین برود چون کی در محل
 بناید به نرمی شنود و سخت
 و که نه چو بشناختندش سلیم
 و که نیز بکسر بود خشمناک
 بدر بار آورده بخود کس
 و که لازم آید جهان دار را
 تبه گشت چون در تن آمیزی
 یکی چون نهای بود دعوی او
 و که زین دو از سر نقش تنیز
 اگر چه بود خویش پیوند وزن
 و که شاه را پیشه خلق بگوست
 چه شاه جهان هر بانی کند
 دل شاه با خلق اگر بد بود
 زبردست باز بر دستان خویش

که آبش فرازید ز برداشتن
 که این برود بر فراست و سپهر
 و که هر بس فتنه بر پا شود
 که گاهی به است و گاهی خندان
 و که جلد کر با بود نیز نیست
 که خود را نه آخر پشیمان کند
 کسی خند و که برابر و گره
 بناشد ملک اندر افتد غفل
 که کامل شناسند او را و است
 که آتش شود ز وند از بدیم
 از و خلق و ایم تر سنده با
 باور از کشور بگوید کسی
 که راند ز کشور تبه کار را
 بهار و ست در مان و خوشتر نی
 ز راند ز و بیم است و آرومی
 چه خون تبه است خویش برین
 چه عضو تبه است او را برین
 که خلق نکوساز و دش خلق دو
 جهانی بر او جانشانی کند
 بگویش که او دشمن خود بود
 چه شد خصم شد خصم با جان خویش

که هر چه رخشان است کینه بدست
دل ما زین می است در جور دست
نه ممکن بود تخم کین کاشتن
وگر کار شه در بر آوردن است
سه قاعه بکار است مر شاه را
یکی زان سه سازند از آواگل
وگر قلعه از این در گزند
سه قاعه شان بندگان شد
کزین به شان نیک محکم بود
چنین باندی قلعه لشکر است
چو این مرد و شه را حیا بود
وگر نه بگو دست از انهم بشوی
وگر آنچه شه را نیاید بکار
که از فراموشی از کار ملک
بی صید آموچش رو کند
نیکار نشان در کند و نشان
حرف قمار اندام بود
شه آن به که بازی چنان بود
چهل و پیاده با سپه زیر
شترانی که شه را نباشد و مال
نشاطی که دهن و سخن بود

لشکر تا او شود از زیر دست
و در آنچه گشتم از خوب دست
بزا و خرسن مه برداشتن
کران این از غارت و سخن
پی چاره بجهل به خواه را
بباس زن مرد تر سده ل
که بقبرش انجم لشکر کنند
که سامان بیکار ایشان دست
بر او دست برو کسی کم بود
که بنیان آن مرد کند او دست
سوم قلعه اش نیز برجا بود
که از آب و از گل است آبروی
زنا و قمار است و شر بشار
از و بشکند روز بازار ملک
بگو کشور اول بی آمو کند
دل دوستان به سر دشمنان
نه در غور و سالار کشور بود
که از همسران تاج و کشور برد
بهر دوازده و از باد و شامان سیر
بود خون دشمن که باوش مال
کجا در می صاف روکش بود

که سالار کشور چو پیشانیست
از آن در دور و سر شاه پس
که شاه بود و شاه را سازگار
یکی هر چه کم کترش در دور
زنج از یک چو بگشت زنج آورد
دل شه ز راه خسر و کم بیاد
که پیوند خلق است فرزندان
شه اندر یکین باید و از جند
که در خیزه خندی بسکاست
به دوان عمل دادن و دستگاه
زبون پروری آفت خیر است
چه باد دولت پادشاهی کند
وگر کار شهیت لشکر کشی
که گشته بی زارش از پادشاه
چو هر یک گیر در ده تاز
و دیگر که از زم و تن بروری
چه خیر است که روزی و شبی
ز و زان خیم دولت کشان
ز مال عدو کج باید خنساو
ز مال عیست چو خمر کنند خند
خونی و دوزار شه آسان گرفت

از احوال کشور خبر و از نیست
می صاف شه خون به خواه پس
یکی زن یکی دولت پایدار
یکی هر چه پیش پیش شد
چو کشور فرون گشت آنچه آورد
نیایشن پیوند مردم بیاد
بفرزند خوش قیمت پیوند شاه
نه بسیار کوی نه بسیار خند
همه مرد را مایه خواری است
کند بیک و بزرگه تنه
زیر پاگان پشت دولت توبیت
چو در خانه خود تنباهی کند
نذاون بکس مهلت سر کشی
بتازد و مراود دشمن زیر دست
از و هر کسی گیر و انداز
هم او ماند از کار و هم لشکری
ز خود هیچ بر گیری از خیم کشی
تا می بود خود و نشان
که ملک و از آن باید خنساو
نبا قام خبر بدست و دست
بکر که در دست و دست

چو بینه که ز بر دو کفر نبرد
چو خرد و باز ارگان بگشت
وگر شه که افزون گرفت از خراج
بکوفت ازین ملک بیرون نبرد
چو دهقان بنفشه نخی که داشت
بهد یکستان کوچ خواهی داد
وگر شاه را رازی زن در دست
زده تن چو یک ای گشت اتوا
چو رای پریشان زندی کسی
ازان هر چه شه را بنظر گشت
ولی تا نگردد همت باید بخت
مبادا بجای زان همه آفتاب
بسیار از نادریان و دیار
وگر شاه باید که در بر دیار
ولیکن نیایدش امین گشت
خدیوان که بود کارالمان
و سامانی است سوزن تارستان
من از بن پیش گشته افروز
چنین اندام از او گشته شاد
یکی اهل دشت و گریه شکاری
بهر کی پیشه را سزا

ز لشکر کار بار و دیگر نه بود
کر اور انگشتی جهان بگشت
تو غارتگرش از دارای تاج
که ده یک ده قاشق افزون
تج گشت ای نکر و آنچه گشت
که خود گشت پیاده ده یکسان
که از تیغ زن رای زن بهتر
به از تیغ شمشیر زن صد هزار
هر یک باید فروشد بسی
ببایدت بگرفت و بکار بست
که پس از یار یار با گرفت
نهانی دشمن رساند سخن
کز ان دشمن کرد خلقی هزار
امینی فرستد گذارش بکار
کز اینگونه در ملک و نیز
ز جرم نهفتند از نهان
چو خوش بگری جرم دیگری
که نیمه نزدیک آید دور
که شمشیر کرد خلق جهان
تو هم سر کرا پیشه شکاری
که آن دیگری را نباشد روا

چو بینه که ز بر دو کفر نبرد
چو خرد و باز ارگان بگشت
وگر شه که افزون گرفت از خراج
بکوفت ازین ملک بیرون نبرد
چو دهقان بنفشه نخی که داشت
بهد یکستان کوچ خواهی داد
وگر شاه را رازی زن در دست
زده تن چو یک ای گشت اتوا
چو رای پریشان زندی کسی
ازان هر چه شه را بنظر گشت
ولی تا نگردد همت باید بخت
مبادا بجای زان همه آفتاب
بسیار از نادریان و دیار
وگر شاه باید که در بر دیار
ولیکن نیایدش امین گشت
خدیوان که بود کارالمان
و سامانی است سوزن تارستان
من از بن پیش گشته افروز
چنین اندام از او گشته شاد
یکی اهل دشت و گریه شکاری
بهر کی پیشه را سزا

ازین بهر بهر یک بگشت
خفته از کند ساز سامان
چو ساز ساز گشت کند لشکری
وگر راه اینان رود پیشه
شنیدم که در عهد نوشیروان
ز رویه بسیار در بند او
بسر داشتند دای کا سپهر
فیضت باز کار کافی کند
در بستوری پاک و ستور شاه
ولی دست از لایه و شورت
چو نوید شد از زری که داشت
لی خوست بستن شمشیر گشت
ولی خوش ابا از ان کار گشت
چو باز ارگان روز دست بیا
ز شه و در پذیرفت آناه زر
پذیرفت سیم و پذیرفت شاه
تو خواهی که پور تو گردد دیر
چو دستور می شه کند پور تو
تو جو چو پیشا شتی سیم دیر
تو باز کار کافی و از شتری
بریت کجا سر فرمان نهند

بنام کفرین ره و دیگر
کند ملک از آن دوزخ
تبه ساز دامن و افشوری
نخلفی زیانست و بر خور
یکی به در بود باز ارگان
ولی از یک افزون خورند
که سودای سودا بنوش بسیر
که با مسکن زندگانی کند
بسک ویران بهیست راه
که کامی نه بر وفق و شورت
نخست و نظرسوی و شورت
که بر خلق آسان شود باوخت
که زر که به کار بسیار
بدر بار سلطان ایران شاست
که شاهش بخد مت پذیرد سپهر
بگشا شود کار کشور تبا
ویر ازین گشت مرد و دیر
پنویده می جز بدستور تو
ز فر و از بخشی چه داری خبر
شوی شادان که سودی بی
چو اندک ستاند افزون

بادشاهان که سنجیده اند
 وصال ازین نظم همچون
 و فریبده تاج و تخت و تین
 و دودگر نمایه زیک شد
 بفرق فلک یب چون فین
 یکی آفتابی در ایوان بزم
 یکی جوهر خورش جان گرامی
 یکی زیوری تحت جمشید را
 فرد گفت رسوای خود خواه
 که گفت گهر سوی عمان رفت
 تو خود را چه پیو ده زنده مساز
 و آزار ده که اختر رهنمای
 تو ز آیین ایمان شبر از جوی
 بلی گفتم این مرد و فرزند شاه
 باین نیکان پذیرا شدند
 اکنون هر قدر پایه شان شتیه
 نه بازار گانی که کالا خرید
 شمع من از بخت ناسودمند
 بیاسای آن سود سود ایمان

بد تا سود و زیان و آخر هم
 ز قشوریش سود ایمان و آخر هم

خطاب بقلم رستی محمد بنیه برین معنی که تا از قیقت حال
 پیشین ننگد رقم و بسوی مطلوب خود توجه دارد و به دم
 بیا خا خا از سر غبه سرشی
 کجی را بنده راستی پیشه کن
 خنهای پیشینه هرگز مگوی
 که این زرم زرم دلیه ان بود
 ننگیم از بهفت خوان از گوی
 سپید ز که گردن بگردون کشید
 تهنن بیازار گانی کشود
 بر حصه بهفت خوان را زیاد
 اگر رستی بهفت خوانی گرفت
 بلی آسان بود بر زمین
 خطا گفتم این که کشان آه او
 گنجیر برام گردون نور و
 که سالار ترکان حصاری گرفت
 حصاری سروده بروج ماه
 چراغی که آسان گردون و
 نشین گبی بد بر آن کوه سر
 برافزود باری تاره نبود
 جز آن ترک یل کورافزود
 بران کوه سر جای آخر گشت

مکن با چمن خاکلی آتشی
 زین یل ترک اندیشه کن
 سخن نیت فتح سپید ز مگوی
 ندان و دیوانه پیشه ان بود
 زیروی کرد جوان باز مگوی
 حصاری ست گفتی خدا آفرید
 وی از نیروی پهلوانی کشود
 که بگذشت بهج است نابوده با
 بزرگ زمین آسمانی گرفت
 کرت نیست با و بریا و بین
 بند آسمان تا که نگاه او است
 ز ترکان کسی ره بگردون گرفت
 که بهرام از و مانده اند شکفت
 ز چو دوش خسته پیک نگاه
 ندانم بران کوه همچون بود
 سفر سنگ ره دور آن پیشتر
 نیارش بهج و بسیار بود
 بر او از بندی تبا بهدم
 که خشنه و پیکان تیر و می است

بر او بر شدن کار کس بود
اگر رفت کس غیر کس بود
از آن رفت اگر کس نبود
که بر طایر کشتش بست بر
بر او رفتی کرد جای نشست
خستین باز رکان را وقت
چو شد بایه و کشت کردش کرد
ز انبوه دزدان بر آن تیغ کوف
چو کاش از آن بایه بالا گرفت
با و از میان آمد از هر دیار
چو خوش گفت گوینده تنگ
مهر خیز شانه گرفتن بیل
ز نشیند ناله داد خواه
پور شهنشاه شد جامی تنگ
زنی شد خود پارس آورد
چو نمود از پیکس باز جفت
ر بر سو فوا هم شد سبب باد
بکشور زهر سو سپه تاختی
بلی هر که او را حصار می چشت
بسی بیم و امیدش از شاه
تهی مغز را سر بر زاده بود
چو پایان کاش زانده شد
سوی نیول شد اشارت شاه
بفرمودگان لاف خد شگری
بر او چهارید و چون یک تنید

ازین که دوشی و بنایاری
بسیه سپید بکسین آوریه
بگویند و آن قلعه ویران کنیید
چو فرمان سالار خواند انمغان
ولی چون خرمند و خجیده بود
نی جفت بیوده کین توختن
بشمن فرستاد و اندر ز کرد
شد لشکر آرامی باسی سوار
چو آمد بد ز کرد لشکر شکن
پذیر شدش پیش سالار
پشتش گری را بیای پستاد
خستین سپه پیش از انمغان
که از دو گردون پادان زند
هم از پهلوترک پسید باز
که دل را نیازت بر چهرشان
جهان دارد اند که نازنده ام
تو ای نامور پهلو کام کار
اگر چه را دیده بر راه بود
ولی ندستی داشت گریه لوان
مرا خواند باستی نامه دور
سرفراز مل گفت کرم بخوش

ز یکا نکان ملک پروازی است
بلند آسمان بر زمین آوری
کدام پنگان و شیران کنیید
بسیر ز چو دامان کین بریان
بکیش بدانش پسندیده بود
چو شش بد کار او سفتن
که شرط است اندر انگه زبرد
بدان کار و در و در آن بکا
بسی تلخ و شیرینش اندر سخن
سرا ز مغز خالی دل از کینه بر
فران پس بلا ز بران کشته
که چون هست آن را و سوزان
گزندش مباد از سپهر بلند
ز کتیر برادرش آن سرفراز
در و نم بیا کند از دستان
باین و دمان کسین نباده
قدم رنج کرده و دین کوه
نیازم بدین چهره نخواه بود
نیاست خود رنج کردن و دن
که تا کردی باسی خورشید
تو را خواندمی ای بگو مبدید

خود آید زنی آمد بی شکلی
ولی حکم شد رفته برایم خان
درین خدمت اگر دمی پارس
بر او در گفته آن نام دار
که چند بیت کا به بشاه این خبر
همی سپری راه خدمت گری
ولی بی بازار بیچارگان
ز تو بسم نام دمی تازه شد
اگر تهمت است این تهمت در آ
که که تهمت است این تهمت کشید
ولی که بیای خود آتی بشاه
و که زشت زین و دارم برین
بمنده بد و سبقت پارتاب کرد
که سال است تا من بر این کوه
شهنشاه ایران بدین و گذشت
خبر شد ز من حکم فرمای فارس
کنون ایمن می کند بازخواست
ز بشاه و شهنشاه مرا پاک نیست
باین مردم و باره و پاری
بر این چرخ را خود بود و دست
تو این در که بنی کشید و ماه

فرستادی زین سواران یکی
مین ز این خان سرفراز جهان
ز من بنده خود نبود این قدر
نه از خود بفرموده شهریار
که از راه خدمت کشیدی تو سر
سر سر کشی داری و خود سری
ببردی بسی مال بازارگان
ز جور تو گیتی پر آواز شد
ازین کوه سر برد و آوری
و اگر هست است از تو کینه کشد
ز شاه ایمنانت بخوابد گناه
بر انم ازین کوه سیلاب خون
وزان پس گفت ای سرفراز
همی سز مردم برم گاه زر
نیر سید وزین را از اگر نگشت
تو گفتی و رانست و دانی رس
کی اینها با من ایلی روست
که باشاه کشودیم پاک نیست
سپارم چه اول با و از کی
که من دل پر اندیشه دارم کس
کسی را بر او بر شدن نیست

دکتر زده کرده دل سیستان
و گر بر آ باشد آنگ من
گوزایل آنروز این در کشد
بنموده دست در عهد پیشین
کنون گریه دشت بستم بود
بده تن کا ندر چالاک ست
چه تیمور بند و میان زرم را
برایشان چنان آتش افشان
ولی گر کند پهلوان هتبری
بجو شیم و بر خود فرایش نسیم
ز بر دست گرد و چرخ بر دست
سرفرازیل کاین بخدا شنید
از ان جی با سخن گفتش
همی دست بردی بشیر تیز
بخود گفت ز نهار خایمی کن
زمانه دراز است و در دست
و گر و باندر زلف و دوش
سوم ره تلخی زبان بر شاد
چه باشاه ایران کنی داوری
ازین پشت گل چه پستی کنی
نه اسپید زار بر سپهر بلند

دبشاه تیمور گیتی ستان
کجا گم و این قلعه از جنگ من
که سامان گیتی و گر گزیده بود
که بودی در گونه آیین جنگ
جهان سر بسیرام نیرم شود
کنم هر گز است چون خاک است
کشده دشت و خوار زرم را
که انبوه ایشان پریشان
از و هتبری ذر ما کشتی
چرا و دیگران راستایش کنیم
شود آسمان از چرخ خاک
بچید و روشن دشت برید
وزان بی ادب نام خسته شد
کز ان بکیش را کند بریز
فرستاده تا ماسه مکن
بآنز شود و بسم با زبنت
نیاید کون نجات را سودند
که اسی ناجر افرد ناپاک زاد
کز انتر سباد و تورایا وری
که باشاه ایران دشتی کنی
بیز روی انتر شوی شهر بند

بیایان تو را دستگیر آورم
 تو خود را ازین قلعه سرورین
 هزاران چون شاه دار و خوا
 کنی خاک بر یک ازین توده
 من اید زبانه ز رو سپید آدم
 نبودی اگر تیغ من در نیام
 درستی بر مرد خسر و پست
 تو با این خان چون مدار کنی
 نه آن چیلو ترک رفت ازین
 همه بندگان در خسر و دند
 ما پاس ایلی غنای بس بود
 اکنون رزم را یکسر آماده بک
 بیک منته ماند اندران کوه
 به شتم بیامد ببالا گفت
 بخت ایلیان بر در شهر یار
 که کرای شاه است جنگ و دم
 هر چه از بهانه ازین بان بد
 و ازین سو بانیش بی نام و
 بشه نامه از دین دگر
 شکست بشه برده از اینان
 اکنون که نظر پیش پانند کرد

اگر این در بیفتاد در جنگ و
 اصلاح آشنان بنیم ای شهن
 بدست من این بوم و بر سپهر
 بر آوردم این راز را ازین وقت
 بود شوم ز رخسار و رانی
 تقدیرش شده کار و با فسون
 دو فرمان رسیده از در شهر یار
 پس ترک لشکریان قلعه بخت
 از ترکان بهر اوشش بهار
 رخسار برادرش همراه بود
 یکی فسخ اسپهبد را د بود
 یکی پدری را د پد مایه
 فلک را در است با خورش
 بدو بخدا از نوک شیرین
 کن زایش از آب بغش حذر
 نه بسته کان آتش آید ار
 وگر لشکر آری پر و جنگ
 جوانی بیالچوسه در روان
 سپهری بفر آفتاب بچهر
 شوم نیمه دار بچرخ بود
 از اندم کش از عهد کشاوه

چنان دان که مست میسازد
 که شه داردش باز این
 بدو نیکش از شوم من نکرد
 بگفتم بشاه آنچه بایست گفت
 و زان شوم ز شوم شوم
 که فوق است از رستی تا دین
 بان کس بگوید بان کشیار
 نیک بداندیش اقله حیات
 همه کرد و جوینده کارزار
 که هر یک با نشن و خواه بود
 که در رزم کوهی به بنیاد بود
 بفرهی آسمان پاش
 که خیمه ستاره است بر کوه
 چو از پیش تیر شهاب آید
 که در سنگ و دین فرو برده
 نماید آب در آتش گذار
 که اسود و از وی شمشیر پیک
 تند بپرسد و به نیر و جوان
 بیالای خورش آفتاب سپهر
 زیر آتش همچو پیشان فرو
 ببردی و کرد دست بکسیت

اگر دشت یک سو دینیه دار
 سوم شیده فش نهو خنجر گذار
 جوانی بشیوار در او دستک
 که در چشم او زرم چون زرم بود
 یکایک از سبابه سامان تنگ
 نه خود و سپه شان نه بر ستوان
 نه مغر بیه نه تن جوشنا
 تو گفتی که با تیغ بازی کنند
 بهمه راه هر یک ز گردان هزار
 پس شیت شان بود سالار کرد
 دوباره هزار شش بهمه راه مرد
 بنده اختری دور از دوشیم بر
 چرخ اندرو تیغ درشت او
 یکی کز بولاد و جنگ دشت
 یکی باره برق تنگ بیران
 برشتی سپه راهمی رانند
 که آندشت خاص اینی جنگ
 بسالار گفتا سپه دار کرد
 بلند آسمان است این کویت
 بهوشه که کوه ست بر یکدگر
 اگر کسی چو نقش ببالا رود
 در آید چو شیری که در پیشه زار
 سپهر بزرگ یل نامدار
 بخردی تبدیر سیران ترک
 تو گفتی بهمه کام او زرم بود
 سناذ اشندی و تیغ و تنگ
 نه پروای پاس تن چلو ان
 نه پوش چون آینه روشنا
 بجان بافتن کار سازی کنند
 تیرنده با اثر و شعل بار
 یل شیر دل ایمان سترگ
 نهفته رخ ماه گردون گرد
 همه تن توان و همه دل خرد
 چو چرخ می سه و مهر بر پشت او
 که در پیش کوی گران تنگ است
 که بودش سر جنگ با آسمان
 کجا بشت زرش سخنچو اندند
 از ان تا بگه نیم و سنگ بود
 که این زرم را خواست توان شمر
 بر او دست با پای انبویست
 کسی را بر او بر نباشد گذر
 جا بر نسا ز ثریا رود

گران تنگها در کمر گاه اوست
 کند هر کی خصم اگر زان راه
 بهر جا تواند با جنگ رفت
 کس از بسیر و تا که گاه او
 بر او مرد اگر باز اگر گرس است
 بهر چار راه است باریک تنگ
 سپه شیر و زین کلاه است آن
 همین جامی لشکر فرو آوریم
 بهر روز بر کوه تا ز آوریم
 بپایان پیغمبر تا چون شود
 با سنج چندین گفت سالار باز
 چو ما بر زمین خصم باشد کوه
 بر آن زرم اگر یکدزد سالیان
 جهاندار تیمور با شتی هزار
 سپه چند کاهی بر این در باند
 مگر بر کمر گاه جنگ آوریم
 اگر شک از زمین آید بسیر
 کشتان انجور در کمر بود
 و دیگر کز اینجای تا کوسر
 ولی در کمر بافتنکند تنگ
 ز ما آنچه یکا به کرد و بملک
 هلاک جهانی همه اوست
 بساید اگر پیش اگر اژدها
 بر آورده آن با کج و سنگ رفت
 بناشد فراتر شدن راه او
 یکی از هزار را بر آید کس است
 بود چار در دوازده از جنگ
 دو دیگر شتر خراب با کشتن
 ازین سرزمین بشتر کندیم
 بشب و بنگاه باز آوریم
 کرد او را خنجر در گردن شود
 که این زرم مرد و بالوس را
 نکرد در پیکار همه بر نشود
 بود خصم را سود و ما را زیان
 بر این گه نیارست کردن که
 از ان جگه این پیشتر بر رانند
 بر زمین زمانه تنگ آوریم
 سپه راند باستان تا کمر
 مگر از ایشان دست کوه نشود
 نیار و گلو نه برایش خضر
 بر ایشان شود کار یکا تنگ
 جویاب روز گرد و تنه نیت بس

چو صد تن بیک و زشتن دم
دوروز از زشتن و تن شد با
سپید پسندید این رای گفت
همه چه گفتی و دستت را می
کنون هر چه کوئی تو فرمان برم
و گر روزی کاین گنبد تیز گردد
بر این کوه سر شد بلند آفتاب
سپید پدید بر این میان
رخانش بوسید سالار ترک
بیانش که فرخ بقال آمدی
دو باد بیلوی شکر قوی
و اگر لشکر آرای لشکر خناه
و ای هم بوسید و شتاب گفت
سواروی تو اختر روز باد
و اگر کمتر این گردد بهتر نژاد
بوسیدش رخ پر از تاب کرد
پاس تو چون در میان دم
که دادی سه فرخ برادر مرا
که با هم چون در صیاح امید
بیاد این چنین گفت کامر و تنگ
بر اندیش از ما بر ششم بار

از آن پیک که صد روز صد تن هم
سوم روز ترسانم و ز ترخواه
که دولت نه بخشد کس را نیست
همی تا زمانه باید بیایست
بجز راه فرمان بری نسیم
شبه را بدل کرد و بال جو رو
ستاره نماند شد برین نقاش
زود و امن پردی میان
چنین گفت کای بیوان
به تخت و بد دولت بهال آمدی
که هم بیلوان را و هم بیلوی
میان چست بر سینه آمد راه
که جانب بروشن خود باوخت
و ز این اخترم روزی و ز باد
بیاد بنزد برادر ستاد
بنالید کای پاک نیروان فرو
مگر جای هر موز بان آدم
به رنگ وید یار و یاد مرا
سه خورشید تابان بجاوید
سراسر نه از بهر نامت تنگ
سخن گفته از بهر روی بشمار

ز اندیشه مردن و دست
اگر چه به بنو و بن نیست تنیک
چو ز انداز شد شست کوی
به نیروی بد کوئی شست مرد
بکوشیم تا گرد آن گرد پاک
دل از مرشد باید آرستن
چو یاری دهد اختر شاهان
بیایست کوشید ز انسان نشا
کرا دل بهر شش آمد گرد
بگفتند و بر کپ بستن زن
سوی کوه با واد و گه آمدند
بر فرخت چون این چنگشان
چون سلسله بر دوز انشیب
بسالار و او گهی دیده بان
بکینه که گشت از آن که دلیر
گران سنگها کرد از آن که با
و لیکن به نیروی سخت بند
به ترکان چنین گفت سالار
کز این سنگها کایه از کوه
نگاه به ایشان نیار و گذار
چنین مانند یک ایشان بود

بشد باز کوه نمود آنچه است
دل خمر آینه هست یک
ز صد گفته باشد یکی اثر
باینه شاه پیشش آمد
در گفت بایست این
اپس آگاه به نوا آیت تن
نقد چهره بر خشم به خواهان
تو کوئی شاده هست در زرگاه
چاره بود خسر و شمشیر
چو با یکیش در آمدن
چگونه آمد از اسب نیر آمد
چو اش بیالاشد آهنگشان
شود و بر بلز چسب از آب
که آهنگ که رسیدی گران
خان کانه شوم ازین چرخ
تو گفتی که بار در گردون
بیک تن ترکان نیامد کردند
چو اندازد گرفت از کارشان
دلیران مادر است بهم خط
با سنگشان آمد از کوهها
با با همه سستی آرد زور

بیا بار
 تو خود
 بنار را
 کفی خا
 من ا
 نبود
 در شتم
 تو بان
 نه آن
 همه بن
 واپا
 کنون
 یک
 به شتم
 نشت
 که گرا
 به چرا
 وزیر
 شنه نا
 شکا
 کنون

ز کوشش نبایت ارادت
 در این بود که کوه شد یله
 شبان شد بسالاران گفت
 یل نامور لشکر آرای گرد
 که این نام بهتر بود تنگ ما
 بهنگام سختی چو یغما کنند
 چو با ما چنین باشد اینک
 چه شایم زین سان دشمن بون
 من کنون یکی ترک باز آورم
 گفت این در جبار گفت سپ
 تر گردان به راه او ده سوار
 رسید و همه برده واپس گرفت
 در زمان انبوشان پیش بود
 همی تاخت چون شیر سومی ربه
 برون تاخت خرم از کین گانجک
 عنان داد و پهلوانان کوه
 گلوله نشانند چون تگرگ
 تیر گشت از و چار سپ و دوز
 بدل گفت اگر روی و پس کنیم
 میان در زمان شود کار سخت
 که دشمن نمانست ما شکار

در این زمان
 که دشمنان
 به یغما رفتند
 و ما را
 از دست
 بردند

جان به که از پیش جنگ آوریم
 چو خشم از پس و پیش ماورین
 گفت و بر آورد تیغ انیام
 همی ماند تا در میان سپاه
 گذرد و آن تیغ غار شکافت
 همی تیغ راند و همی گشت
 تیغ از پس پیش لشکر شکافت
 همی تاخت که خشم کیس و قباد
 چو جبهت از میان پهلوزم سا
 ننگی گذر کرد گفتی جسم
 بهیتر انگشت مر را شکافت
 چو این شد از پشت لشکر ناه
 ننگی که خواندیش لشکر شکن
 بر ایشان بهارید همچون تگرگ
 چه شد از لشکر آرا خیر
 بشیر نیک نشست و آمد براه
 چنین چون خبر دار گشت ای
 که بی او نبود دل آرام شان
 سپید میان بی حیت کرد
 شاده یکی دید که در شربزار
 بهنگام نذر آور و بران نگر

دلی که نشسته خنک آوریم
 ز جنگ ننگ است ما را زین
 عنان داد و بر بار و تیز گام
 بسی کرد از انبوه دشمن تبار
 ز بر تاسی که ز مقعر نیان
 چنین تا پیش عدو داشت
 ز انبوه دشمن بهامون نشست
 عنان را به پیچید و باز ایستاد
 سپاه شکسته به پیوست باز
 که شکافت دریا و آمد بهم
 و نیمه شد و باز با هم نشست
 به پیش سپه راند پشت سپاه
 بکش بردان کرد لشکر شکن
 همی تخت باو خزان شکست
 برانده ریشه دل گشت ایسمه
 نیر داخت کای بهمه سپاه
 برآمد برین تیغ کین میان
 هم او نام شان بود و هم کار
 همی تاخت و آمد پشت نیر
 همه آتش افشان بر که بهار
 نذر بر سپه خویش امید رنگ

بر ایشان شده دشمنانش نشان
چو خود را به لشکر آرا ساند
رسیده اند به شبستان ایلان
چو فتح برادر به انگونه دید
و در خسار او را بسوید گفت
سه پهلوی که پهلوی را خیزدند
بسی زرم زدند و خون بستند
که آن که ترن کرد لشکر پناه
بیک حمله شان دشمنان آیدند
بیک موج کان رفت و رفتند
چو لشکر شکست ایلان گفتند
مباد و اچو بالا روند این گروه
بگفت این و بر شد بلوه بلند
سپهدار را لشکر آرا پیش
هوان که ترن کرد و هوش داد
سپاه از پیش و از پیش و
ویران و ترن شد زن رنجهت
و دو کام از شدیدی بیکال آید
چو موجی که بر که زور یا شود
ز بالا به سنگ سلطان بهر
نگر وی کس از کوه آید شکست

باشودن از هیچ بودی و رنگ
باشد ابری از کوه بن تا که
بجاک ابر باران ز گردون بود
همه سیل از که بهامون رسید
چو سیل بیلا دمان باشکوه
از ایشان همه در پراوا زدند
چو در وازه بیرون شد و شکست
شد این چار آزاده از چار سو
نشستند بیک بد وازه
سپید سوی گلستان شدند
شیر غراب را لشکر آرا شد
سپید گرفت شیر سفید
بزرین که ماند زین کلاه
بهره هر یک ز ترکان هزار
چو آسوده شد نخی از دار گو
شبی خوش آسودگی رویدند
بر اینان شد سه روشن و
سپید بگفتا و در وازه درنگ
و در وازی که آسوده با سپاه
که اینجا فراتر شدن را نیست
نه در واند آن پای جوانان

همان بد که آسوده گرد و رنگ
همه برفش از زیر و باران بود
شیر غراب است چون کار وازد
بهر رفته سیل ز بهامون که رسید
ز خوششان روان گشته سیل
ز دشمن سی چار در وازه شد
بر آنکوه سر گشت آهنگشان
و از ایشان همه در پراوا زدند
که گیرند از دشمن آوازه
که کل بود و آراش گلستان
که آشتی بود و صید شیران
که با شیر غراب کس نماند
که هست آن که در وازه کلاه
همه آسوده بکوه و شکار
سپاه از و در وازه زبالا زدند
سحر که چو خورشیدی افروزدند
بدان تاجه را می آورد و پهلوی
بهست از پیشین خسته رفتن بیک
بیلا باسان توان جست راه
بباید فرو رفت تا جابهست
نه بران عقاب نه گردنده بود

چون نه خورشید و نه شام	چون نه شام و نه شام
ازین یک بوی از تیر شهاب	وزان چرخ پنهان بچرخ
بهر لب گفتار و زبان	که بارید بروی ز بالا و زیر
سپید و گشتی بخت و شاد	یکی معدن سرب آهن شد
بنگاه فوجی ز ترکان کرده	که بستندی از هر طرف ره بگوه
یکی راه دیند باریک و تنگ	در آن سخت کوه از میان دو
بزی را انداخته خوری شرف داشت	که انگوه سرب از برف داشت
که چون آب کم گشتی از گوه	ببالا بروندی از آب خور
که نیز کردی از گوه یک	وزان انجور و آب خور
ایمان در آن با دین	یکی کوه آن شبانمان براه
گمین کرده ترکان برین	بروند گشتن و انداختن
شبانمان بگشتن کیمه همه	بروند از چنگ ایشان
بسال ترکان خورشید که آب	وزان بوی شسته من گویا
این انجورشان نیاز و نوا	که در میان زباخن بگاو و قوا
نفرمود نشان بستان او را	چنان چمن ره چاره بخواد
چو دشمن چنان دید آمد	سید را ندیکه با فوسوی کوه
که تا به برافسون شاک	مان آن خورشید در آمد تنگ
تسی شد دشمن چو این سوئی	سپهر روان گشت خود با کرد
ز سوئی و کشتک آرامی کرد	رفت و بهمه تنی چند برد
چو آن که دشمن خبر داشت	که شیر و منده بکسار شد
زینسی این شعله بال رسید	همی بر سرش و دود و داسید

گفت آب تدبیرم اکنون شود	که شد و دو آتش بچرخ گید
نی آید از نفث خوان باورم	چنان راند دست تقصیرم
همی چشم چون اخترم باز بود	همه طلع با چرخ نیاز بود
ولیکن باین دشمن هرست	شاه بناید هم این نشد
همه ز اسامی نمودم خند	زیننی قصار آسمانی بر
نیاست گردون در دست	ولی بود بالا تر از دست
کنعان بایدم هر جان داشتن	زینهار پاس روان داشتن
من این چار ازاده را گفتم	بر روی لبی کرده ام از من
ولی از تنگ جنگ کمین است	ولی کاهمه بگینه است
همی گفت و از است تیغ سخن	یکی را بگردن یکی را بچرخ
بشدت با سالار ترکان رسید	بهر شمشیر غول و بخت رسید
چرازم و پیش انگند سر	چوبه او کرد و بر او کرد
گفت ای بوی و چو بوی	همت دست کمین و دست
ازین بسیاخی کین و تیغ	زینم سرای بخت
این بار ما پیش سرشتی	ندیدم ز تو راسی
کنون بیا که بگشاده آمد	مرا که که زینار و راه آمد
هر که برده ای بر دست	همه ایدر بگو بکسار
اگر نه نه در ده بخت	که شاه در روان چه کرد
اگر شاه بیخنده خوری گشت	و گشت در سر ساری گشت
چشماسی بر جان نالان من	بدین بگینه خرو سالان من
مکروم هر پنج آواز من پیش	کمن با من اندر کینه پیش

میداد بدو بشیند آمد بشیر	فروخت از دیدگان آب
بدرخواه با ایشان گفت باز	سرفراز از دیند یفت باز
نویسن سوی شرفستان گفت	فرستاده آمد گفت آنچه رفت
مهرانه پیش ایشان گفت نام	که داد بدو با خسته و نیاز
بپایان خدمت کند آرزو	که شمشیرش را بچند بدو
شیرین سخن شاه گیتی نهاد	به بخشود بر دوزنها خواه
بسیار با ایشان را بگه	کز این پیشتر هر چه خواهی بگو
بگویش شمشیر و خسته و بیست	از نیلای رتبه اش بگوش
بیست تو را دم کشاد و گره	ز بند خویش و کیسیر و بده
در میان فیروزی و شکست	عدو کن و عذر خواهی و تمن
و باج شد و دوا لید و ازین	نظر برم عشرت میا کردن
چو بدین در نامزدی ز بیم	بیامد می هم بنیادی ز بیم
نشیند شاد و گساریم جام	در آیم سپهر عشرت به نام
سز رفت لسانی دست آوریم	بهمای باقی شکست آوریم
بیارم دل با دلا زام خویش	تشنیم نقل و می جانم خویش
نشاید به دن بغم خویش	بشادی سپردن به اندیش
تو در جام بکن می بعل ناک	مسود از نخواهد بگو جام ناک
یکی بچمن دارم از عشق و خوش	اگر بر کار دیند شمشیر خوش
زیر وی آقبال و یارید بخت	وز اوصاف دارای به بخت
شده و او که عمر فرمای قایم	به دست بعل شود از ای قایم
خدیوی که دست سخا پرست	سحابیت بر سر کشورش

پس می که مهر خویش ای او	سپاس نامه ای او
چنان قدر و آن سوزی در جهان	ندارد ز کار آنگاه کس نشناخت
سوختن و دوشش بر در است	ولی هر کی از ره دیگر است
یکی خواست کافر نهد سر نهاد	یکی سر نهاد آنگاه افسه نهاد
کسی کشش کند خدمت از راسته	کرایه با فرونی از کاستی
اگر مو باشد سلیمان شود	و گره زره مهر نشان شود
چنان که ایشان آن خداوند بخت	گرایند ز می آن خداوند بخت
بصفت و صفاتش بکشید	بجز این و آن کس نه اندیش کرد
سرخ را با وج تشاره رساند	مرا و را با دوی خویش خواند
بغم می شایم من این راز را	بطاق فلک خشم او از را
چنان بد که آن سرور نامور	سرافراز بخود پدید بر پدید
بجز اهل فرنگت نباشد بود	مردش در آفرینش نبود
به نده می نامزد سانش	بهر ماگی پایه افلاکش
بجه کشور از وی پراورده	فر و کار کشور بر اندازده
بکاری که مدبر بر کار داشت	خود از فضل نیر و ان بپا داشت
بجائی که حاجت نیروش بود	دو فرسخ بر او دو بار و ش بود
یکی چون بر یای لشکر زند	بدریا تو کوئی که صحره زند
یکی چون بگردون کهن آورد	بجی خوش بخت زین آورد
همیشه خوش من عقل نیر و بجه	که ز با بود دست باز بود
چنانکه شمشیر بپایان بعلیت کشید	بشاهش با دوی خویش کشید
یکی که زین بپایانش بود	زین دود و بلیک پل کشید

می ز زمین خست آزاده بخت
 ز چهر آفتابی جهات تاب بود
 بیایم بسره سوی سرفراز بود
 ندیدش مگر در نقاب آفتاب
 و کیوش و ام ره مهر ماه
 بقدر طوبی آن ماه حور است
 و فاپر و ده موشش و دلفرب
 بفرود و شهر یار سترگ
 و آن گشت کاین جاننده جان
 و آن پس چنان رفت زمان
 یکی نشسته بر پای کرد ایمان
 چراغان چنان گشت گیتی فروز
 تو گفتی قنار دل کاند ربه است
 و یا مجلس از لاله های بلور
 شاعلی زده شعله بر آسمان
 شمعند پس کرد هر کون گفت
 همه چرخ گفتی گرفته شهاب
 زخم باره کان نشترن بار شد
 شده تو پنهان ز نور آتش نشان
 کجای رشتستان معبدان روی
 و کی با یک بزرگ و بچرخ برین
 که در بار آن خسروانی بخت
 بلبل اندرون تو خوشایند
 مگر سرور امیوه از ناز بود
 و گردیدی از سرمستی نقاب
 و دو پا و ام او بی سیاسی سایه
 شبستان شاه از برش بخت
 بهشتی بقدر ایمان نصیب
 بهشتند عقدش بسالار ترک
 که این یک و ده آن یک و ده
 که خورشید آید سوی مهر ماه
 که رفت از زمین طغی بر آسمان
 که کس باز شناخت شبان روز
 بهر یک ستاره سپهری بخت
 بود لاله زاری بر دامن بلور
 فلک را غم خفته و کمانشان
 فلک است بخت بخت بدان گشت
 شده دشمن دیو دل آن کباب
 خیم آسمان نشترن زار شد
 زده شعله در خرمن آسمان
 ز شاد روی آن مرد و دایمی روی
 که گشتن خواهی همین بر زمین

یکی همد زین سوی کاخ شاه
 و دو فرخ برادرش چون شیر
 هم از کتیری و هم از پاش محمد
 چو دیدند دیگر بزرگان چنین
 چنین تا با نوان رسیدند باز
 رسید ایمان و گرفتار محمد
 سوی منزل مشیری یافت مهر
 جهان با همان کینه از سر نهاد
 یکی سالها منزل ماه بخت
 با این رنجور و آید بخت
 فسرده تنی را بقی جان سپید
 چو این دولت آمد کاشانه اثر
 در گنجهای دم باز کرد
 یکی پهن خوان کردم سترید
 زمییش و بره القدر رسته شد
 نرس استخوان نخت بالایی
 سلیمان که جستی زین و آن
 بکست روی از پهن خوانی چنین
 مگر نیم نرسبت سرای بخت
 بهر صفت مرد همان در او
 مرا گو در آن جشن خدمت نمود
 بیرونند و در عهد کردند ماه
 سجدت گذاری بسته کرد
 بشادی بختند و ز بر محمد
 بختند و ز بر محمد گزین
 همه ره سقا و همه ره نیاز
 بدانسان که از نوم کینه شد
 باز دکان حرم بان شد سپهر
 بهر خصمی آئین دیگر نهاد
 سوی آفتاب فلک راجت
 به نگاه مجوری آید حبیب
 بکام خضر آب حیوان رسید
 چراغ فلک رفت بر خانه اش
 بشکرانه بخشیدن آغاز کرد
 که تا مرغ طوبی از و دانه چید
 که تا بوی جدی و حمل شیشه شد
 بهاد و پیر نمودی شکم
 که روزی و ده روزی عالمی
 بکایه شان طبع او ی نقیض
 دل از روی بهمان بخت
 همی یافت چیزی که کرد از روی
 در داد و تقصیر نه دست نمود

فلک دیدم و دیده زرنگار	بگفتم تو را تا چه افتاده کار
گفتم از چه نادر خرم و دردم	و در روزی و درین عیش و خرمی
بد گفتم ای صبح تا دیرگاه	بسی و سفر بوده سال و ماه
پیش تو نشان خیم روشن است	تو دایه جهان طفل و من تورا
جهان را سر پای می گردیده	بگو تا که عیشی چنین دیده
گفتم آنچه گفتی فرو نیده ام	جهان را همه در نور دیده ام
بگفتی نه شای چنین دیده ام	نه مری نه مای چنین دیده ام
مرا تا که بیرون گردش خواست	ندیدم چنین عیش و ناز و گشت
بر این شاه با و آفرین نه ای	که فرنگ و بخش بود و سپاس
چگونه چه در کرده با و شاست	اندر به خسر و ستاره گشت
همه پارس را بنده خویش کرد	یکی ملک بیگانه را خویش کرد
جهان را ز خود کرد و اسید و	هی قدر دان خسرو حق گزار
جهان را پر از بیم اسید کرد	بخود ملک خویش جاوید کرد
همه خسر و یار این شاه باد	دلش خرم و جانش آگاه باد
همین پاک پیوند بر ایلان	مبارک ز فرخنده ای جان
چهره سی ز تابش ای راز جوی	رو از اینان سدا فر از جوی
نگونی که این داده دوست	که اینها همه را ده خدمت است
بیزدان کند بنده خدنگری	و بدر و آید مغرب ری
نبردت فرای و نبرد گری	که خدمت بد وقت بود و نه مای
چرا پاک بزدان چه سلطان او	نبردت توان کرد از خویش شاد
بگناه و بیکیه بر سهندگی	و بدر و رافرس خندگی

عجالت از کشتن گان

بی نیکان را کند ناسپس	چو نبود ملک قدر ز دست شاک
نلی چون ملک قدر ز دست شاک	زبان نیست ز بند بان بخت
و فایز از قدر دانی بس	بر این حرف بگفت نهاد کس
اگر خسری قدر دانی کند	جهان بر درش جانشانی کند
بر این ماجرا داستان شنو	چو نیامیت راه بی راه مرو
خطاب بگفت با قدم شکین شیم و بیان استان بکین	بضرب اشل حکایت مذکوره خوشی تو ام
بیا خانه گفتار را و بسند	که داری زبان نمانشی چندی
چنین چند خدایت نشینی می	خمن کوئی گردن دانی نمی
خوشی اگر چه ره بخود است	ولی جای گفتن خوشی است
بریده مری را بهانه کن	مکوناید از سر بریده سخن
توان سر بریده زمان آوری	که از نفر گفتار جهان پیوری
نه سر نیز نندت ز لاف دورم	که شمع و ز این شمع کز فرورم
چو از کودکی با تو خو کرده ام	تو را بر سر دست پرورده ام
کنون خوی خردی من ایگی	سخن کوی و از من سخن نپذیرد
بگفت بهر یک را دارم تو را	نه سر کشی کار دارم تو را
کرامی خانه دل گیری بر تو	تو را ایندی خامه این بر تو
تیزه مکن با خداوند کار	که در پنج قدرت دست کار
تو توانی از رای من یافت	چو سازد قلعه و گشت دار
گرازم شکایت کنی حق تو را	ولی بیکای من نیازی بود
من ای غلام اندر سپاسم	نه کافر و نه حق شناسم

که پیوسته سر بزم داشتی
گرت سر بریدم ز باغم شدی
ولیکن منت از چندی دهم
بکنجینه خویش را بهت دهم
و از دولت آفریزی نترس
چو قدر شراب از نشناختند
من اینها تو را بر سر آورده ام
بیت داوری با تو استاده ام
یک امشب گرم سازگاری کنی
یکی نغمه بنگاه بهر امیت
بکارم روایات بوشهر را
بهند آن سفح جبین خویش را
باند زوانا نه پر دستن
بشش نایه بودن به بندر آید
بهره انودن بهر شناس
بهر عزمه کردن بان شتری
چو نشاقتن از کالای خویش
و اگر گویند رانی بسیار استن
بکستی باغم سیکه یادگار
اگر بی خامه این پامردی کنی
ازین پس ترا قدر نخواهم شناخت

مرا یک زمان باز نگذاشتی
باب بقا ز بهایم شدی
سرت برم و سر بلند می دهم
فرون از فلک تنگابیت دهم
بتن زار و لاغر بدل در دهم
نه بر پای ات دستک خواستند
که بهیوده افسوسشان فرودم
به کفری داری آماده ام
میان راه بندی و یاری کنی
ز دل رنگ اندوده نبردیت
شمارم ره کینه و مهر را
نخستین شمارم و پیش را
ز دشمن بی دوست نشناختن
و آن شور و غوغا در آن آید
و زان ناشناسان ندیدن شمار
کز انگشت نشناخت انگشته می
ز دل پاک شستن تمنای خویش
بگوهر فروزون ز زر کاستن
کز او هر کسی باز گیر و شمار
بهر اهرم ره نور دی کنی
گرت خوار کردم بخوادم خفت

دلایاوری کن بدین خامه
و باغواهی از بند که از لوی
ازین شکر باری نوش کن
کز ازنده باز گردان سپهر
که چون شد سحر ت بهر او دیوت
مرا ز می آن شده که از دستان
ازیر که از آفرینان بسی
همه موبد وزیرک و پوشیار
نهر و نهر نهر پرورمه
مرا بود پیوسته اندر نظره
و دیگر کز اینان نهر بر روی
مع الفقه لب پر دهنم شتاب
همی من شتابان و مهر آفتاب
چه بندری کی باغ آراسته
زهر شهر چندان که کالامی
ز بهر دزد روم فرین بر
ولی جای هیچ شان از فرین
بزرگش که دریا خداوند بود
روان از دل دست آن نادر
اگر چه بودش ز خواسته
برآور شک بر دند از هر کرده

مگر کوهر آگین کنی نامدرا
ز بوشه و جنگامه شین بکوی
شکر باری میندی و اموس کز
چنین گوید از گردش ماه مهر
بر او بر فروده چهار دیوت
بهرم کنم رو به هندوستان
بایران زمین دیدم از بهر
نرمند و انا و امور کار
به نیروی دانش تیاورمه
که چندی بانیان بر ارم
ستاع مرا گشته پر شتر می
از ایران و ایران بهر خراب
چنین تا به بندر کشیدم رفت
در ویا فته آنچه دل خواست
فرودم در او بهر سو وادی
بر بهر دزد کالاشده را تنگ
بگوش ملاک سیدی خروش
بهر یارمن جاش خرسند بود
و دودریای جوشان بدریا کش
هم از روی خواسته شمرند
چه اعراب شست چه الوار کوه

برای او فرویدی مهر و وفا
بنزدیک آنروز سزا داده
که نامشده آید تیمور بود
بیشتر برآفت زنده ای
گرایان بکین از راه رفت
ز بهر سو میا به پیش آگهی
که از خدمت نه گزیرش نبود
شبی بود شبته بر خوان خوش
ز چشم بر اختران به خبر
که از باره خبر غایب آمد بلند
بنا کا میسکی در اندر راه
سپاهی بکین برود و آخر گرو
چه فرمائی آتش بوب نکینم
ازین کار سالارشان باز داشت
همی گفت کاین را می نبود
بیارا کز این کار نادرل بسند
اگر چه ملک زاده طفل است
همانکه از این شاه را آگهی است
بر اندیش نامشده برده راه
مراد چشمش نه تاب نیست
بر یا شوم کار تا چون شود

چنین است پورنه در پست
فرآفتد به اندرون لشکری
شبی بود آستین بستن
شب چارو بود و نموده
فلک چون چراغ ز درود
ز شهر می که کم از جهانی نبود
ز هر سز بین بود کلاهی و
چه مایه ز کلاهی بازارگان
کسی را که هیچ از خوشی کم نبود
ز صد تن بکی را که بد یک سیر
در آن مرز سالار شه پور شاه
وز این سو شاه آمد این آگهی
امیری کزین کرد فرستاده
که کار آگه در او و سنجیده
مگر تا براه آورد پور شاه
شد آن نامور تا به بند رسید
گر دمی غسل دید با پور شاه
به ان را می کار و بخود زوی
نشماره از گفته رهنمون
چرخ یافت آگهی از کار پور
خبرش آمد و در رکابش روان

در ایوان درآمد بر پشت
کشوده همه دست غارت گری
وز او اهر من بسته راه گریز
چراغ به در و تا صبح که
ز در و گهر و امنی فرود آمد
شبی چون سحر شد نشانی بود
به سر زمین رفت بنهای او
که بروند بیایگان رایگان
نیازش بنایی شد آن هم نبود
بر دیگران بود صاحب سر
بستور خودی بستور شاه
که چون سر کشی کرد سر دمی
بشپوار مردی و مردانه
به و نیک گیتی بس دیه بود
به بند و ز ناله داد خواه
همه کار باراد بر گونه دید
به نیرنگ در خاطرش بسته
ز نیرنگ ایشان گر گون شد
که نهان بر او دیو خواند
بر اندیشه دل شد تیار پور
اگر مایه دستور بالا یحسان

نوکر لشکر آراسه بپوشد کار
 بجای رفت و فیروزیش زین
 ملک زاده را آتش شد ز شاه
 همی گفت این کار نادر است
 یکی چاره باید سکایسد باز
 بسی هر یکی گفت پاسخ یافت
 کز این شهر باید بکسار رود
 تو پویشی بر تو ناز و گزند
 ولیکن باین بیان آورد
 تو زاید بر بر و تابار شاه
 نه بند و بر ویت در مهر را
 هر پنج از تو خواهد پدر و پدر
 ازین گفته آزادی خویش خود
 ز چنگش چرخ است بیرون جبهه
 بسی خواندان دیو آدم فریب
 بنیرنگ بیرون شدندش چنگ
 بشد پورشته تا بر شهر یار
 ولی گفت از ایدر بشیر از رو
 خود آمد می تا بدریا کنسار
 ز دیوان سلیمان نشان بابر
 بشد گفت دستور حقیقت نهاد

جهاندار باید بپوشد شد
 زمین بوسه داد و شد پیش
 گروهی زن و مرد و خواجده
 برایشان بنشیند و افروزد مهر
 زور با خداوندش سخن
 گرمی برادرش و فرخ پسر
 از آن روزگوش بودیم خطر
 در آن زورق بفرغ از دگر گفت
 تنی کان نیاسودی اندر حیر
 و زانجا که بدر ویزدان شناس
 که ای بر فرزند ماه و مهر
 اگر آب پیش آری از تشم
 کم در کف نصم که دی ربا
 خوشم زانچه بر من روا داشتی
 کنون نیز اگر خوا را گرفته ام
 توانا تو دگر در دست تو
 پلاس آمدی بر بنیان سن است
 همی گفتی و گفت فرخ سر و سن
 که چون با من افکنده کار خوش
 بهین چاره کار تو چون کنم
 زمانی چه دهم به تیمارست

بدل خستگان بر سرم مهر شد
 بهوش شد شاه با فرو جاده
 بر بنه تن و خوار و خرامنده
 فراموش شان کرد کین سپهر
 که چون شد بکشتی درون باغ
 نه آب و نه نان و نه خجسته
 بسی شست کشتی ولی در سفر
 که دریا زورق چسان با گرفت
 بیاسود خوش در پلاس جبهه
 همی شست در دل زیزان پیا
 نونی راز و افنده مار و مور
 چو آورده دست بادی تو شم
 زمانی دگر در کف اثر و ها
 که با خود مرا باز نگذاشتی
 همه بر امید تو دل بسته ام
 کهیم من بی نین دست تو
 باطل ز تو نوش جان سن است
 نهانی بکوش می از راه پیش
 دل آسودن زینار خوش
 دگر گونه را چون دگرگون کنم
 چه جانم که پیوسته در کارست

یکی زبان وصال است کویس نیاز
مخویم که کایت خدا ساخت
بلی ایزدی فسرده اینها کند
و منقته چنین بود دریا نورد
بدی با همه شتی خویش یافت
بدل جوی آفرینا دشت
نرگشتی و آرد و دهنوختش
فرانسه گرانمایه و تنویراد
همی گفت شایا باش و فرشته
مگر در دل شته تر اراه بود
شده این راز بیرون نداد و زنده
تو کاری که این با خطا کرده
هم آسان شود لیکن از خند
نهانی و رانی بر نهان من
من این ملک خواهم بر سر و
گرمی سپردم و بیجا یکی
سپارم با ملک و اورا بتو
پستند عهد و بکرو آنچه گفت
ولی گشته خویش را درود
نیز رفت از و مر و گشته روز
گذشته سخن با همه باز گفت

در آسمان بر قضا بسته باز

که دستوری شاه رومی سیر

کز آید ر باید بوشه شد
با که مهرست و در سپهر
و گزینت بر کام ما و در مهر
و گره بهوشه غارت بریم
شمار افشاده آمدن نیست رای
و گزیند و نیام فرستم پیام
بگفت و بدش پیش و تنویر شاه
چو دستور آن راز شکریه
همه ره به پیچیدش اندر سخن
بگفت باید مرا رفت پیش
تو کیسه سباده که آبی به شهر
فرستاده من بود که فلان
جزا و هر که آید بروید رنگ
بگفت و بیاید بشهر اندرون
بدی با خداوند هم در نهفت
بظاهر اشتفت و در با خدا
تو زاندم که دستور فرستادی
کنون نیز به هم من ساختی
من آید زانم نو در کارش
چرا بایدیم با چنین نال نیست
بگفت و در بریاست

دل آگاه ازین کینه و مهرش
دو روزی رشادی فروزم مهر
با یکجس بر نیاید بزر
که نیامی ناورده باز او ریم
بماند تا من خود ایم بجای
که آخته به تیغ یا در نیام
و مان لشکری کشن با او بره
بدل کار گفتا بنو ناکشید
بر او تازه میگرد عهد کهن
بشاه آگهی داد از راز خویش
جهانت و او روی نوشن بر
بدان کان رست و نیکو نشان
چنان دان که تیرن آمدنگ
بشه گفت رازی و آمد برون
یکی راز گفت اینان شفت
که امی شاه را بر بدی بینا
همیشه بجان و من من بدی
دل از مهر من باز پرداختی
من خشم و با خشم من یار باش
بدی باشم با پی من شفت
جهانی بدندان گزین شفت

شاید در سخن

کز این پس با عیش و خوش کند
 بتقرین جهانی زبان باز کرد
 وزیران شنید و نمی گفت هیچ
 همی گفت اگر رفت وی کو برد
 بشا پیش کنون غمده خواهد آورد
 نماند بر مرد بخسده و پسند
 بر شمن فرستاد که جای شیر
 بیایا بیای ز شش و سنگاه
 شنید این سخن مرد برگشته تر
 چو آمد به بند شش اندر قفا و
 زان پس هر چه کفر هست
 چو چه آن کنی پشت آید جهان
 بکار آنچه توان از و بر خوری
 سخن گوته آن دیو چون شد پند
 بفرمان شد باز دریا خدای
 بشاه آگهی آمد از لشکرش
 بهسم بر شد و ایمان انجوان
 جبین سودر خاک سالارینو
 من این زرم را خود به بندم کمر
 بهمره برم لشکر آراسی را
 بدایان یکی ترک از آوردم
 همه آب دریا پر آبش کند
 در دگر کرم و لب پر از آواز کرد
 طفر خواهی از رخ رو در هیچ
 من دهم دریا خدایند تو
 سرش از بلندی ماه آوردم
 یکی خوش دل و عالمی در مرد
 که دریا خدایست راه گیر
 دگر گویند منصب دگر گونه ماه
 روان گشت و از مرگ خود خبر
 بجای می که خود کند با سر نهاد
 کس از کفر کرده خود دست
 بد است بر خود میا و زیان
 نه منتظر نشانی و خسته ماری
 آباد تن از دستیاران اند
 زود یابد بار خسته جایی
 در آن در سر اندیشه افش
 سخن باومی از کار او باز آمد
 بگفت از بود رای گیسایند
 بفرجه انداز پس و زرگر
 پیروانم از سر کشان مای را
 بر شاه شان خسته باز آوردم

بفر تو زین خجسته آنگون
 بپذیرفت شاه و بشد نامدار
 سرش از آراسی در خواب بود
 بگفتا برادر دگر از خواب سر
 بفرمود بر رخسار مبتدین
 ز آواسی اسپان و بانگ کون
 یلان و دید آماده کارزار
 بیاراست پیکر بسامان جنگ
 بیامد بنزد سپهبد رسید
 چو گفت زینگونه رنجور تن
 کس ای پلین که چه مرد ثویت
 من امروز جای تو جنگ آوردم
 زمین بوسه زد لشکر آراسی کرد
 من اینجا وزین تو پشت خوش
 که من باشم و این تن نامور
 بدو ایمان گفت زرم برین
 زبسته که آمد به پشت کرنگ
 تو بر من چشمان من بهتری
 تی که چه بجان نیارست نیست
 که خواهی از خویش شنود کرد
 بسوخته گفتش بل شبیر گبر
 دریا فرستم کی سیل خون
 همه شب شد آماده کارزار
 کرامی شش در تب تاب و
 کند رنج آن سیکر نامور
 نداد آگهی جنگ جور ازین
 برآمد خواب آن سر سپون
 بپرسید و شد آگاه از کارزار
 روان شد بی ایمان بیدنگ
 بر آشت چون ایمانش بدید
 بر زرم آمدی ای گوشت سخن
 چنین روز روز بر دقوست
 جهان بر بداندش تنگ آوردم
 که نام مراننگ باید بشد
 خدا یا تو این جرم بیزین
 کند رو بهنگامه بر خط
 که لرزد و هنوز این تن نازین
 کجا هست رنجور سلمان جنگ
 کجا چشم که جان من بهتری
 مرا هست از جان گیسایند
 بفرست از خشتن باز کرد
 که از من نیاز من اندر پذیر

مرا جان جز این می نیاید بکار
 بکین جوی شیخ بهتیب بود
 برین گفته بوسید خسار او
 بر فتنه از نیم شب تا بر روز
 بسی ره سپردند کرد نشان
 چو شیرازی علمه در جست بوی
 چو گیتی برانند ز آفتوسمند
 چو دیند خصم از پس پشت بود
 چنان بد که آن لشکر بی شمار
 همه برآمدی که سالارشان
 سحر که بیغای ایشان ز شهر
 به راه برده بهمان جنگ
 چو دیده که انقوم شوریده نخت
 بجای غنیمت در آن سوزین
 هم آنان که رو کرده سوئی با
 سپیده خیزد یک ایشان سپه
 پست از روی یک آتش نشان
 تو گفتی ز دریا دلاور نهنگ
 کله نشان چون بهار آن گهر
 سپیده می خواست رفتن بک
 مرگفت نارفته جانم ز تن

که سازم بر او برادرش
 که مارا بجای برادر بود
 که برین بستی ره گفتگو
 سحر چون برافروخت گیتی فرو
 نخستند زانوه دشمن نشان
 به نگاه ایشان نهادند روی
 ز پس ناگهان گشت غوغا بلند
 در جمای که کرده درشت بود
 همه شب ستاده بیامی حصا
 از ایشان سحر باز جریه نشان
 سوار و پیاده بر فتنه و پر
 همه خنجر و تیغ و توپ و تفنگ
 سوی یکدیگر خود گشتانند خفت
 غنیمت شمرده تن بی زیان
 بره بر فتنه ایمان را دو چا
 یکی باره از سر بپولاد وید
 پس پشت خود کرده بگردان
 برون بسته و کرده آهنگان
 و یاد خزان شلخ ریزنده بر
 ز دشمن آرا عنائش بک
 و گرنه ز غم و شسته ز جوشستن

من اینجا شده ایمان زرم جو
 و دیگر که این دستیاران
 نخستین تو را کوشش کرد
 من ایدریکی زرم شیران کنه
 چو آن سرپ و بار و نشان کم
 چو شد مایه شان کم برم مانتن
 بگفت و بچولان در آورده پ
 کجا بود رویتن تن سفید یار
 که یک چو به از سر بر دوش منی
 جوان گرچه بودش تن نازنین
 بایشان همی شد کله نشان
 بر او بر پیاده و تیر از کمین
 چو با ایندی شسته بهر راه بود
 چو از تیر باران دشمن پست
 بچستی بر ایشان یکی حمله کرد
 چنان رانده الماس سیلان
 ز پس گشته غوغا صبح ظفر
 در خاک بس پروان بکرت
 بر انگس که از پیش تنفش بکست
 از ایشان تنی چند بی دست و پا
 بر او کرد بس آفرین ایمان

جانی جلوی من خود بگو
 کله نشانند همچون مگر
 حالت بستن بر اینان ظفر
 نبردی بسان دیده ان گنم
 بایشان همه کار در هم شد
 درین ست بهوده جان باز
 در آفرید هم چو آذر شب
 که چیران پانده آن کارزار
 بان پهلوانی در وین تنی
 بچندین کله نبرد اخیست
 چنان چون بلا بار و از اسان
 ببال کرنگ و تقر پسین
 از دوست بخواه کوتاه بود
 تیغ سرافشان بر او دست
 تو گفتی ز دریا بر او در کرد
 که شد آب دریا همه محل گون
 شده و امن تیغ او بر گهر
 تو گویی صد فحاشی بی گوهرت
 روانی بجم گندش بست
 رها کرد ناص از برای خدا
 که خرسند باد می رخت چون

زهی از تو بر آسمان خست من
دل از رخ گیتی نترسیدت من
بیاید بر شاه فیروز من
زن و مرد و شه اندر آمدن جا
که امی زخم تو چاره در دما
مریز او آن بازوی کینه تو
ختم اندر مباد و ابیالاسه تو
چو شاهش بیدان پروبال
همش بوسه ز رخ و در بر گرفت
بگفت ای زخمت قوی نشین
سپاس بهانه دار فیروز کر
ازین زرم بگویت اگر کشی
مباد و توان این جزو نیست
بشکری که دیدار او دید شاد
همه مرز و دهن خداوند داد
همه بد سگالان برنجیر کرد
لقب دوش از زویش نایاب
بشکری که کش خمین پای داد
که از راستی داوود کس و پدر
ز زخمت و زرو مال و سپهر
جانی نمود از جهاندار شد

در این کتب

کزین حال گوینده باید شنود
که با اهل آن شهر و مساز بود
در اندام که چون از سر کو
ز اهل وطن شد یکی انجمن
که از آفرینده که محسود ماه
همه کار تو در جور از دست
بوقت پر ابایت بافتن
شاه و زو ستور و نشور
زوالی و الا همین پو شاه
هر که گوین جان و مساز شد
ازین نعمت ششم است تیز
کراشیان بر آن که من بدوم
بوشه خداوند تیغ و قلم
کزاندم که آمد بایران
همه هر که پای به نیکو شاخت
و گران غرور من فرخ نهاد
کز ایران مرا خواستاری نمود
از آنم بنده و ستان کشید
به بند رجو قسم پس بگذرد
ندیدم کسی را که بایست دید
نیکویش کوهر ورنه بود

از این کتب

بعیت نمود و بکیمت خود
بان بخ و اندوه انبار بود
بهشتی پیشه از اول شبت
همه دل پر از سرشتی نیست
همه ز غم و آرای دیم و گاه
که روزت خوش روزگار است
دل از آشنایان میفتن
همه از اینان همه ز سرشتش
ز دیگر بزرگان با آرزو جا
زمنه و ستان ششم بار داشت
که میل و له بود با انگیز
ز غمی و ز دانش پسندیدم
گور ز این مبین ما کلمه
از ایران نیندخت جز آفرین
باز اندامه مایه شنان پایست
بهشتی و دانه و دانه و دانه
شنیدم که راد و جوهر بود
که بومی و فاق و قوت شنید
بدین شدن و بر بایست
نه بایست زین پیشه شنید
و لیکن نه مندر و نه بود

میرس از من احوال آن کس را
سه هشتان دیدم بچیک نفس
نخود گفتم ای دل ازینها مرغ
اگر رفت خواهی بهند وستان
وفا کرده در عهد مایکمیاست
ز شیر از چون شده بو شهر شد
چه نسخ ذیر و چه را دایجان
هم از شاه کران نوشته رسید
ز دالی و الا نشش پور بود
تنهای یاران هند وستان
ولی مانند نم شد بر شهر ویر
قضا یکی گشتی از آن دور
فرستاد زی من که گشتی رسد
از و جملتی خواستم چند روز
ازیرا که زادم در آن خندگاه
نوشته فرستاد مار و گر
سه ماهه زبان تو بر آنگرین
سراسر نوشته بخواندم همی
نخود گفتم ایدل ازین ره بگرد
فرستادش پیش کای بوالوفا
نیمیدت این خوش تغییر

از آن پس که بسر و دم از دست
مرا میمانی همین بود و بس
نخ است بند تو مرد سپنج
بجوای می جوی از وستان
جفا جو کسی کش بیگانه نیست
وگر ره من بر سر مهر شد
بمنم کشا و نذر یک زبان
ز هر گون بشارت ز هر گون
هم از بهمان یکی آمد ز راه
بر پیوندم از وستان
که بودم گرفتار آن دار و گداز
هند وستان می شد از بالو
روان شوکت راسی هند وستان
که کارم نبود بیسان تنو
ز غوغا می بندر همه شد تباه
که بر باز یانی و بر خود ضرر
نیار و بدست تو بر یک پیش
لب نام زردان بر اندم همی
کبیتی مجرم و میباش فرد
ز مردی نباشد به مردم جفا
گرم داده یکد رم ده گیر

مزان چمن بیجا بروی شور
ممن ایجا نبودم چه بیایگان
نه من مفت خوارم نه گشت مفت
کجا ملک بخشان نیست کشان
کجا نامداران با فست و جا
کجا آن سپهرند پرو بهمان
فرستند و مردی ز عالم رفت
مع اقصیه چون دیدم آن مرد
ز هند وستان دل پیرو ختم
ولا ملک هند وستان دیده
مجبور طوطی رشک زستان
ز بو شهر آشک شیراز کن
بد و ساقی آن دست بزر و جسم
شیرابی بیامی خسر دهنده از و
مدیره ندار می بد و خستری
بد و ناگنم رو ملک عجم
که گفان اگر چه صد پرو است

بر آنکو خور زمان بازوی خور
که نان کسی را خورم رایگان
تو گر لب به نبندی ازین گفت
که در ملک از ایشان چنان
ندانم نخش معیان غنچه
که نام که خواستند از جهان
همین نام شان بود آنم رفت
چو فغانان آدم ز آدمی
بوی را نه خوش تن ساختم
نخیده چند سنجیده گیر
بایران سخن کوی و شکوفان
قناعت کن و بر شهان ناکن
که بر هند از آن ناز و اگر جسم
همه دست نخ نه رنده از و
که آن آفتاب و این شتری
بنایم بکاخ فریدون و هم
بر پوست از مصر فرخ تربت

شکوه کردن از دست زانندار ولی
و نامسا عدی و ابتری کار ازین
تن سر کشان دوره ای بر
بر این بیوفانام فست زنده

دین بچین کر بودی سس
همی خامه کسبم ز بهر سخن
قله که مده کشی میکند
چرا خامه از نامه بزار شد
نمی بینم این خامه هم پشت تو
چرا شیر طبع چنین کشتی است
مگر طبع افسرده سرش فدا
پیر طبع با رسی گفتار نیست
کجا طبع بانده چون تو بهار
چرا با خرد و غصه بگانه شد
در با خرد آشنائی و بهید
اگر دل نگارست باز از او بود
اگر در دل من به تنه غمی است
چمن را چرا رو به پیر مرده گی است
چرا لاله بیانه از کف نهاد
چرا باغ خرم چنین گشت زرد
چرا زانغ یار چکاوک شدست
چرا رفت از چهره گل صفا
چرا رفت آن خرمی با باغ
چرا سر و بانده از پشت
چرا بیل از باغ دل بر گرفت

مگر باغ مرگ جوانان شنید
مگر سبزه از نوختان شست و زد
مگر دماغ سسوار در دامن
کش آرایش و ریش از باد است
په میگوی ابدل زن لاف شست
سخنهای آشفته داری می
خبرهای بنیبت در نهان
در غمی شنیدی مکن راز فاش
مگر سوگ سوار داری هفت
کجا کان شنیده تو را باد است
اگر گفت خواهی که سوزند تو
اگر گفت خواهی که برقی جهان
اگر گفت خواهی ز تیر تفنگ
اگر گفت خواهی که برقی بیت
مگر کن تو اینها نخواهم شنید
چرا دیده بر راه در فتنه
ندارد مشکون این سخن لال باغ
اجل هر چه سنگین کند گزرا
نبرده همان بهر خوش از جهان
بشمت و بالا چو سهره چغل
تو کوئی تبه شد بدشت نبرد
که از وی چو پیران جوانی شد
که در خطه و بر خطا آورد کرد
غزای سپیدار و در و چمن
از هر چه بگلغت بر باد رفت
چگونه خزان رو کند در شست
همان به که دم در نیاری می
نشان کن که آتش زنی در جهان
دل ما در نیار خود کم خورش
که می بنیبت با هم دور نیست
کت اندر سخن سوزشی دیگر است
ز پایی اندر آرد شیر دلیر
ز پایی اندر افکند سهره و جان
سهره ای ز بهی و ز بهی بانگ
بزد کوه البسه ز را بر شفت
ازین گفته خواهم گریبان
که باز آید و دیده روشن کنند
تبه خیره کوئی کوفال باغ
از بان ناورد کوه البز را
چرا از روی او در نهان
زرقار او سر و پستان چغل
زمانه چنین کینه هرگز نکند

دلیری برآورده چرخش بابر
تبن چون یکی باره آئین
ز تیغ و سانش باور دگاه
سپه بکنند هر کار کند
به پیورده ناچیز گرد و تپاه
یلی دروغا همچو شیر زبان
دلیری شاه که در شست کین
کوی جنگ کاند راوردگاه
نرفته به تیغ سر افشاشست
نرا زده شمشیر سیل خون
مگر نه سینه سنج برادرش نشست
مگر خنجر ایمن در نیام
مگر تیغ سپیدی در غلاف
مگر کان گوگینه جو بد خواب
مگر با تو تهن گند رو
چه شته زو بازوی کند او را
مگر شکر شکن نبودش جنگ
چه افیون زمانه بجا مش نمود
مگر یان زمین اچه رو ماند
دریغ آن بر و بر جنگی سوار
دریغ آن کران مایه بر نهر

دریغ آن بر و بازوی پهلوی
دریغ آن جوان رفته نادیده کام
کجا آن سر خمی اگلند نش
کجا آن دل مهر پرور داو
کجا آن گرامی دل با وفاش
مرا اشک سنج است و خسار ز
بلی آسمان است و انبیا کند
چگونه نشاید که باور کنیم
مگر نه سرفراز سهراب کرد
مگر نه سیانش خنده هوش
مگر نیل افند یار جوان
مگر نه سیامک بجنگال دیو
زمین دهنده شوم ناخوش هوا
بلی روسه و خمار کش
زمانه کی سیل و بران کرد
که اندر ره سیل بنیان نهاد
چه خواهی در افتاد سرکش بشمار
بر آن کاین جهان بر سر کیمیا
چه ایوان لگاری ذر لور کتی
نوبیه بوده نقش ایوان کوش
جهان نوحه می است زیبا و شک

جهان کمن را ز قوس نوسه
فرد برده تنک و بر آورده نام
ز زین آن هاور دیر کند نش
بنارک ولی سخت نادر داو
کجا ناز پرور تن بی بهاش
ندانه یاران دیگر چه کرد
چنان کینه جو می چنین با کند
که باور بسی زین فزون کنیم
به تیغ پر یان شیرین سپهر
توران بر آورده یار کج کرد
به تیغی کرین داور و شن و
به گشت و به خاست یاران
که یکسان کن باو شاه دلد است
که فرق از کد نیست تا باو شاه
رسیل بلا بر کران بهتر است
که خست و تن و سر بلوغان
چه آتش شوی خاک آتش بشمار
ز رانده دوه کاخ گلنت است
بر ایوانها چند سکر کنی
که خست کاخ تو چشم است و کور
فرمیده دلبا بوی و درنگ

اگر با تو خد چند روزی خوش است تو ای ایمنان مقرر نامور نکونی که شد کشته آن جنگجوی بیاد آور از کر بلای سین اگر بشته تی قصه پیش را	فریشت نشوی که شو پیش است همان به که رنج نباشی و گر نش زنده کردم بنام گوی همان در و رنج و بلای سین فراموش کنی کشته پیش را
لوامی شهادت در میدان لا افراتین و اقبال می بلای کر بلای و مصیبت و نام امام همام حسین علیه السلام کاک	کزان اشم در نهاد آمد همه انده جان همه رنج دل بگوشتن این داستان پاکوی که این داستان است آفت زخم روزگار است بگداخته که گوینده ویریت تا سوخته که هست آتش این گفته آبدار بهار است و هنگام آرمش که پیاف از بلای بروی شست که هم دلفرد است هم گشت می ورد و در پیش طلب میکند زهر انده آزاد باید شست بیاد دل راه افتاد شود خوش غزالان نوا اگر است
یکی بسا که بیا و آید است رون که و هم پرور و جاد کر اول را من بود جان رود نه با این در وی این تایت من از بنی این قصه برداشتم تو منکر که این آتش افروخته است سمند شود گوش با من سپار اگر چه جهان دگر ز آتش است اگر چه بود ماه آرد و می شست اگر چه من چون بستی خوش است جهان اقتضای طرب میکند اگر چه کنون شاد باید شست و سین بجای سرور و سرود دل و دیده مینا و ساغر است	ز غمت جگر کرد باید کباب بلبل چون بود از روی چین ره کرد را بدل بسپریم چه گلهای سیراب را بوسیم چه باید شدن سرو شمشاد جو چه آسائی از سایه بیدین ببین جان طلس فلخار خواهی چرخش و بجای باغ شفاق چه جوی به بزم چین نگو لاله را شمع افروخته عجب ترک که بی شمع شهاب تاب عروسان باغ ارچ پس خوش شاد بنفشه است یا ربوب جویبار اگر چه بسی دلفرد است باغ چه باد از جوانان حیدر کنم تو نیز از سپاری من گوش منتر ز دفتر کی باغ و گلش کنم گلش لاله و سوری و آرمش بجای گل و برگ ریحان و دُر صنوبر قدان سرو و شمشاد فغانانو اسه چکا دک دراد

ز خون درون خور و باید شرب هوای گل و از خوان و سخن جوانان حیدر رسا و اوریم با فسرده بلای نبی رو کنیم خیابان زهر آب پریم گو از ان سوخته خیمه یاد کن پرنه تنان را بیاد انداز اسیران بی فرشتگان سران از ان فوخطان کوی گلگون فتن بگو جوق پر دانه سوخته ولی روزها سوخته ز آفتاب عروسان بیخت و زیور کجاست و دیده کی گوشش کی گوشه مرا سبزه خنجر بود لاله داغ ز ترکان ابروین نشتر کنم کشایم ره خیمت از راه گوش بجان ناشائی آتش زخم که شد خون دل آیدان و شاد تن چاک چاکت پیکان راو ولی خسته بر خاک از باد او سنان نبره دهنه ناوک دراد	ز غمت جگر کرد باید کباب بلبل چون بود از روی چین ره کرد را بدل بسپریم چه گلهای سیراب را بوسیم چه باید شدن سرو شمشاد جو چه آسائی از سایه بیدین ببین جان طلس فلخار خواهی چرخش و بجای باغ شفاق چه جوی به بزم چین نگو لاله را شمع افروخته عجب ترک که بی شمع شهاب تاب عروسان باغ ارچ پس خوش شاد بنفشه است یا ربوب جویبار اگر چه بسی دلفرد است باغ چه باد از جوانان حیدر کنم تو نیز از سپاری من گوش منتر ز دفتر کی باغ و گلش کنم گلش لاله و سوری و آرمش بجای گل و برگ ریحان و دُر صنوبر قدان سرو و شمشاد فغانانو اسه چکا دک دراد
---	---

شده گلشن سحر چاک کجا ک
اگر است این تقریبستان
فسرده درین باغ خرم در
خبرهای تازی بلفظ دری
سرانیده و بستان تازی نزار
که چون شد خلافت بکام نبرد
بیشرب فرستاد آن تا قبول
بچوید سپهر پور شیر خدا
چو میشوید جبهه جبر مرا
هم از کوفه پیت بان شهید
که شایان زمین و زبان ازده
بیشرب چه مانی که یار نیست
عراق از حسین این زمان پیر
همه کمر بایم و تور مناس
چو آن نامه ها خواند سالارین
ولی گفت باید فرستاد پیش
که تا از مو نشان زهره کند
بچو عقل این سخن سرشت
پس آن سلم پاک دین را بخوار
بدو گفت باید شدن تا عراق
پیشی که انقوم جریب نند

هزاران در او ناله در دناک
کجا یاد گلگشت ضوان کنی
که ره سوی ضوان نماید ترا
بس آسان نباشد سخن پروری
چنین بزرگ آتش اندر نهاد
بدل داشت پروای شاه شهید
که بیعت ستاند ز سبط رسول
که چنان مرا نیست با ناسزا
کجا سر نسیم کور و دمسورا
ایمانها پر امید و نوید
ز فر تو گیتی بر آوازه است
در آن بوم و بر نگار نیست
حجاز را زنی با مخالف روست
قدم رنجه کن خلق راه نما
بدل کرد و تنگ آن سزین
یکی پاک دین را ز خویشان خویش
چو داند مرا نیز اگر کند
تضاخنده زو کاخی منجوش
سخنما به و گفت بی که و کاست
همه از مومن و فاق و فاق
پرستار گشتند یا نیستند

چو تیر انکه او یکرانست راست
چو تیغ از دود و دینی و گزند
مرا آنکه از راز ایشان کنی
که با بزمین سایه و اوریم
تو باید که دین را حمایت کنی
من ایدر راه توام دیدن باز
همی کوسم و رای سامان کنم
بروید سلم زمین پیش شاه
شگون های بد که در راه دید
ز تیر به پیو و تا کوف راه
بکوفه درون رفت پنهان گشت
گردی نه بر راه آرم دید
چو آمد شهر مردم انبوه شد
همین بود و پیمان زهر کس گرفت
خبر شد زبان در زبان تا دشت
چو آمد بکوشش نیرید پلید
که یا بیعت با بکر از حسین
در او سر تا بدینا مش هست
وز انسو بگفتا به پور زیاد
و بدیم و اید بر نا و سپهر
حسین را بکودت پیمان ازو

بدانی که میل کوش سوی است
نه بر راه گشت و آیین بود
بکوشی و ز خود ولی نشانی
همه یادگار پیام آوریم
ره داد و دانش رعایت کنی
همه کوش و بکوش به پیغام از
که تا هر چه کولی بکن آن نسیم
شهنش کردید رود و آمدید
ز مودی بهیم گفته امید
بپای خود آمد بلف جام گاه
کجا نه پنهان شود ز طشت
درون تخت بیرون خود نبردید
دل پاک مسلمانی اندوه شد
را نبوه مردم شده و شکفت
که موقوفه را با حسین است عشق
یکی نامه نوشت نزد ولید
که این کار بروی کنی فزون عین
غیر که انتقامش فرست
که تا موقوفه بود بکر و ارباد
که اسیر پیچید کند و سنگیر
ستاند و کرد سر و جان ازو

بزم وصال

و کرد و رهت آن شه دین پنا
 بنیز نگ بر وی کند کارنگ
 همی راند ناپاک پور زیاد
 بکوفه در و نشد نهانی شب
 در اندم که خوشید بهفته بود
 یکی طیلان بر سر خود کشید
 بهامه بدار الامارت رزاه
 بهیجا در و آمد از هر کشت
 ز عزت فرو بهیج نگاشتند
 کشتش باز شناخت کار نیست
 بنزل شد و کرد و در باقرار
 به شب بخت و در اندیشه بود
 سو که برادر و راز از نهفت
 چنان که در جسد و در نهفت
 ز فسونش خلقی زره در شدند
 ندیدند و نیاد و اند دین
 گرفتند او را و بر و نه زار
 برید سر زان تن نامور
 تن پاک مسلم بر و دار کرد
 نهفت آن مده کشتش زین
 جهانانچر بان بدی کشت
 برانگیزد و از کوفه بپرسپاه
 گرا از آشتی ره نیاید بچنگ
 دلی پر زارش سری پر باد
 چنان چون بود در سم و راه عرب
 فلک رفته در طیلان کبود
 که کس چهر بهمه او راندید
 نموده بر دم که این است شاه
 همی رفت و خلقی روان کوشش
 که به بطعیش چند استند
 دلی اندام هر کسی را ساخت
 در کرد و اندیشه را کرد باز
 تو گفتی یکی دیو در پیشه بود
 بروم زهر گونه اندر ز گفت
 دل ساده مروان تھی شد به
 ز سلگشتند و کار شدند
 نیاید زان پاک مردم خیرین
 تنی چون کند چاره صد هزار
 که و کفر بد کشد دادگر
 بسلم کجا کافراین کار کرد
 از و جزا در نفی نماند ای دین
 به تیر بیداد و در کشتش نیست

بود زهر هر مهر تو کفر سے
 بهمانا چه بے مهر و خو خواره
 نگویم که با کردشت کام نیست
 یکی مهر بسند ز تو کاه جنگ
 که امین جفای تو را بشمرم
 جهان به کز این گفتا بگذریم
 به شیرب چو از پیر و ان برید
 بناچار از ان بوم دل گرفت
 بهامه حرم کرد و او را ملبست
 بل گفت مانم در ان بوم و بر
 مرا چون نه بیند در پیش خویش
 زن کوک دوفت و خواهرش
 بهیر شنیدی که شد پیش ازین
 حسین از دین سو کعبه تبت
 بنا از نیادیده جوری که دید
 ره کعبه قرب در پیش داشت
 همی رفت و در راه فرخ سرور
 که قربانیت گرجه و دود بهت
 یکی طوف ابن خانه مردان کن
 که این سرزمین گرجه گوئی سن
 که این خانه خشت از آب گل سن
 کلای بی بختی که دی سر
 چه فرزندش نام بسیار
 دلی مهر و کینت بهنگام نیست
 یکی بای شهید از تو نوشته شد
 که از آتش دل خوشد
 مگر گفته بود بهایان برید
 جهان تنگ شد بهامه شهید
 تیرک و یا تیرب گرفت
 چو صید حرم کشت زان و حمت
 که از مسلم و کوفه آمد خبر
 بنجاند بهیوده در کشت خویش
 برادرش و پور برادرش را
 سوی تیرب از کعبه بخت کردن
 چو دشمن با و در حیلست خست
 بهیره جفای بهیره کشید
 همه فکر قربانی خویش داشت
 نهانی فرود گفت بهرم بکوش
 نه اینجاست فریاد کشت کرد است
 چو قربان کنی رو در آتخا کن
 دلی سوی آتخا روی من است
 در آتخا خشت جان دل است

در این خانه قربان ز جیوان کند	در آن خانه قربان ز انسان کند
درین خانه شور آب حرم خوش است	در آن خانه چشمان پر خم خوش است
در آن خانه از جامه عریان شوند	در آن خانه از جامه جان شوند
مرا با تو ای یار بازار است	چهارت بشیر تو با کار است
سخن کوتاه آمد بشام آسکے	که شیرب ز آل بنی شد تھی
حسین از مدینه به بلخ شافت	کز این چار کار بهتر نیافت
پرازدیشه شد خصم ناپاک بلای	یکی کیمیا ساخت بار نهامی
تنی چند را سیم دزد و آدو گفت	که تا مکمل باید خورد و سخت
بهانه بود ج و از خدمت آن	ولی قتل صید حرم کاشان
ز دشمن خبر بیشتر شد بشاه	حرم از حرم برود آمد بر راه
همراهی او ز نزدیک و خوش	بدی از تو دلم ز ترش و پیش
گروهی ز اعراب اوی دوست	نه از راه پیش بر او گرد گشت
همه هر یکی بنده آرزو د	بسیم و بزر چشم شان باز بود
بلی آزمودن نماند جلوه گر	ز نذر و به ماده بر شیر نر
کر او خوشی بار بسیار بود	بکوفه ز به باید پیش آرزو د
پیاده یکی پیش آمد بر راه	ز مسلم بر سپید و از کوفه شاه
برون نامدم گفت از کوفه من	مکر دیدم مار خون خویش کفن
گفت از بدی هر چه آمد بدو	شد از دیده سرد او سیله بر
بگفتا پس منی ست ملک جهان	چیز از پاک و او را نماند دران
اگر یکسر از تو اگر جمله کاست	مرا دل همه آنچه او خواست
سر ما چه کوی ست و چون کان زد	پند نخستن از ما و فرمان ازو

در این خانه قربان ز جیوان کند

همی زنت بر لب زردان پس	بلی این بود مرد زردان کشت
و گر در کاین تازی نیزه باز	بر این تو سن ابلق می شد فرا
هر آنکس تماشا می خواست کرد	ببینده اش نیزه را است کرد
ز لشکر که آن شهر ارجبند	شما و از است که اگر بلند
همی هر یکی داد شهر را نوید	که از کوفه خرمستان شد پدید
شد از گفت ایشان شکفتی نمود	که خرمستانی درین ره نبود
چو یکپاش ازین گفتگو در گشت	ز انبوه لشکر سب گشت گشت
بدانست لشکر که خرمستان	سواران بود بر کشیده سنان
که حسیه یاجی است سرتنگ شان	پی کار راست آهنگ شان
بلی نامدار است و خجسته گدار	سواران بگوش و باره هزار
پیاده شد از سپ و آمد بر باد	بیامی خداوند سر بر باد
شش دید و پرش نمود و گفت	یکی پانه اش در خور باید گشت
بفرمود بهر چه کار آمدی	ز نهار یا کار زار آمدی
بلی آدم گفت پر خاشخو	که نگذاشت پاتمی پیشتر
برای نیرید از تو پیمان برم	چه سرتابی از تو سر و جان برم
شش گفت من نامم خوشتر	همه نامماتان بود پیش من
نوشتند تا آدم از حجاز	کنون نیز آن روزه بسته است
گذارد تا سوسو بلخ را رو	جما نجا که بودم هم بخار رو
بدو گفت حرکاری شد مو تن	کنون نیست این کار بر من
سپید و گفته کز جامی خویش	نمانم تو یا تانمی بای پیش
مکر ز تو پیمان ستانم همه	جز این رای را نمی دانم تھی

در این خانه قربان ز جیوان کند

شهنش گفت مادر برگ تو باد
شناسی که نو باوه حیدرم
خلافت نه زان نریه ازین است
تو نیز ای جوان نخت آوازه
اگر چه و پاک پیغمبر
یکانه خداوند را و این
کسی کو با من من بگرد
من بر ستر زنده نبوده
من آسوده بودم مرا خوانند
جهان گرشو خشم من باش
نگهدار من کرد کار من است
کز این است بر بردار تیغ
اگر جان تنم و گر جان دهم
نیاورده ام بخ برون زنا
چو کافر کشد تیغ کبیر کشم
بیابان بشتی شوم و لفرور
زین را بپوشش بوسیدم
گفت اگر کسی جز تو سره روا
من و او یکی ز آفتابان گشته بود
منت نام مادر چگونه برم
نویسم چنان راه آزارم را

ازین گونه گفتار کم کن تو یاد
سرور دل پاک پیغمبرم
نگین از سلیمان نه زان بهین است
که راه خطا آمدی باز گردد
چرا دشمن دوده حیدری
مرا آزمون بد و نیک کرد
چو بگشت از اینجا بنیورود
در تیغ ست شاطیرونی شیت
کنون کاهم حیلدار استند
کجا چیم از یک جهان خشم
حصار من این ذوالفقار است
فرزده ست بر طمع تیغ من
بفرمان دارایی گهسان دهم
نه از عجز کردم اندر خلاف
کشم بفرما از کافر کشه
ولی دوزخم چون شوم کینه تو
دل چسبی از خون از شک پر
بر روی چنین نام مادر مرا
ز خون یکی خاک بگشته بود
مگر نه بود دخت پیغمبرم
بشویم چگونه ز رخ شرم را

برست خود اندر خود شش برم
نم بند و نه برمان بهر جباروی
بکینشد باخوی اهرمین اند
شود این کرد و غایب شود
بیزدان که بنیادستی نما
بیان نیا آن شش نیک نام
مزن مویش را بر دم تیغ تیز
بششم و بر خویشتن بهر خوا
زیر که چون خویشتن و زخم
بستی که بهی که بویست
نشته کرد نام از خدایشتن
نه هر آشتی ریت عمر و از
بسالقمه کو بست راه نفس
زیش و کم آن به که دم کم نیم
که افزون کنی دوزخانه درنگ
که با ناخدا ترس چنان کنم
بمل تا زمانه سراید مرا
کز آنجا که آمد شود باز جای
که نکریزد از جنگ رو با شیر
به بنده حیان یا تو باز ارم
مگر بر تو این کار کرد و دست

فرمول دوزخ فرشتش خم
اگر سرکشی و اگر بگردی
ولی با تو این سرزمین بکنند
در اینجا جانی شوی و تکیه
بگشت و بان شاه سوگند داد
بکند و باب و بهر دما
که باین تم بچکان کم ستر
مهر بر تو این کرد و دی بیا
شش گفت کز مرگ تر بایم
مرا در جهان می از مرگ است
اگر به نوشته ست بزدان من
نه هر جنگ را در برگ است بار
بسالقمه کش عمر با پدر پس
چو دم را شمار است چون نم نیم
چو باید سر آور و دوزخ رنگ
به از جای در کام خیر ان کنم
به کافر کجا سروراید مرا
گفت به پاس اندر تو دی
مگر شش غمان گفت مرد و لیر
دی باش کاید سپید ارم
کلام که او را دل و جان بشت

و دیگر که بر خانه گیر و گناه
بماند شود کار پیش امیر
چو بشنید گفتار او را زبیر
بشنید گفت این قوم تا اندک اند
تبرسم که چون لشکر افزون شود
بفرمای تا تیغ کین بر کشیم
چو این طایفه شد تا در خست
نشسته باین گفته جدا شدند
من اول نکوتم کمین آفتن
دل روشن من نشد کاخ دیو
مرا امتحان جهان کرده اند
مرا بایدهایان شناسند باز
مبادا جواز دین کرانه کنند
که بیگانه بود در پیش ما
ز بیگانه اش باز نشناختیم
چو فیه و از هر سو شوند بجز
میان و وصف بایدیم بستاند
که رازم بر ایشان نماند نهان
اگر من شوم کشته بر بی گناه
و گر من از ایشان شوم پاک نیست
بیادان همی رفت و میگفت باز

که چو نشنید بدیدید و دادید

پیشی رسیدند از آب و دور
ز باران بر سپید کاخ کجاست
چو از کر بلا نام بشنید شاه
مردان ماین پس بودند
چو غم شوم آسوده باشم زنج
بیاده شد و گفت گاید فرود
بگفتا سر پرده بر پاکشید
همه روی مامون سر پرده
پس بار که چو همای حرم
بدو جسم جای خوشیان همه
بگرد سر پرده خند بکنند
چو خند کنند با خارا انباشتند
چو زین پشت پیرو درین زنج
طلایه برون شد ز هر دو سپاه
همی تا سو پاسبان هم داشتند
همه شب ز بیهوشی روزگار
ز بیهوشی گهی گفت و غلط میشد
ز مردان که جام بلامی کشند
بیشرب یکی نامه نبوت نغز
کزین خاکدان دل سپرد ختم
ز بیهوشی بستم چو تیر از گمان

که چو نشنید بدیدید و دادید

که چو نشنید بدیدید و دادید

که چو نشنید بدیدید و دادید

جهان را ز سر هیچ بنداشتیم
بر ارم که گیتی نبود از سخت
چو آن نامه انجمن ز رفت شاه
نیاسود از عهدگی یکر زبان
چو چشم زمانه بر آمد ز خواب
دو لشکر مر از خواب پرستند
بر آمد چو یک نیزه گیتی قوی
زمین از سپه شد چو دیای می
شمار سپه چار باره هزار
پس پشت او شش هزار دگر
سپه دار شان شیش پوی شست
وزان پس بیام سپاهی بزرگ
همه رو به آسوسه دستین
بکین خواهی دین کشاده کان
سران سپه پوزنایک سعد
فزون گشت آن لشکر از حد
چو آمد صف آراست از بر تنگ
بر پیش صف است و آواز داد
که از بطن پاک نبی نکند ریم
تو نیز ای یگان نه بزرگ حجاز
اگر دست بخت در آری بر آزار

رو ملک جاوید برداشتیم
نه زمین هیچ شاهی چو من بیزش
و خود کرد و آمد با ارم گاه
چنین تا بر آمد سپه دهان
بر آیمت کاغذ با شک ناب
پشتش گری رابیاناستند
پدیدار شد لشکری کینه توز
سپه دارش کر حصین غیر
همه گرد و خنجر کش نیزه دار
رسید اندر آنشت پر شور شو
که در دل همه سم بیدار گشت
که از آن همه چون دم هیچ برگ
بشیر خدا کرده چنگال تیسر
خداوند دین را نموده نشان
که در زرم بودی خوشامی
چه خشکی پیاده چه تازی سوار
نه اندیشه دین نه پروای تنگ
که سالار ما گفته بود ز یاد
مگر زیر حکم بریدش بریم
مکن کار بر ما و بر خود دراز
و اگر نه نه یامی در کار زان

خطاب حضرت فاطمه زهرا علیها السلام

از نیک جوئی من آماده ام
ولی بهتر آن دامن ای خوشین
بجز نر نادان ترا چارست
شش گفت کای مکره تیره را
میا را از خود میسرش را
تو بر من از میان شناساری
ما را در هر پاره رحید رست
نه بهر دو زمین دوده خراوم
تو بر روان منی نا هرمن کو نیم
چنانکه از کیشش برگشته
بشیر پور سوار سه بیز گفت
همان را همه بایز بهت روی
همه دستهاشان بدست یزید
جانی بدین کار هم داستان
بر شفت و گفت آن خمر ستر
بجز زفته مردم از سود بود
نه آخر پذیرفته بودند لالت
بیزدان بستی چه بودی نیاز
چه بودی همسر در تالش
بهت گریانش و او بودی
اگر سبج دغور و کوساله بود

و گراشتی نیز استاده ام
که این سیل دور افکنی ز خشت
براه بلا تا توانی مایست
بخیره ستیزه مکن با خدای
مگر زان زانده من عرش را
چو این گفتار میان آوی
نیز و گرامی پیغیب است
که پورش بر پور محمد آدم
دست چون ده کاین سخن گویم
چه خردی که شمشیر گشت
که این گفتگو با خرنه نیست
تو تنها خواهی شدن کو بکوی
چرا بخ خود را کنی بر فرید
تو نیز آنگنان شو که باشد جان
که ای بهر دنیا زلفت داده دین
خجود رانی ای سبج بهر بود
بیل را نیایش کنان با نیت
بر پاک داور که بروی نماز
جهان را بخیش آگهی دادش
کجا بت شکستن بسند بودی
چو آن کدوش ببناله بود

خطاب حضرت فاطمه زهرا علیها السلام

خطاب حضرت فاطمه زهرا علیها السلام

نه ابل سباز خسته آفتاب
 چرا بیدار بختن آن کرده
 نه هیچ آدمی کرد بر خود پسند
 چو در ره بود و دیو و پری بی
 از تنها همه بگذرای مرو کار
 شمار مرا خواستند این همه
 چایچ مان شرم و آزار میت
 کی شرم را پیش چشم آورید
 تو ای پادشاه این همه بخور
 کس را وری با خداوند خویش
 من اینها که گویم ز خویش نیست
 اهل به تو لرزه که کافر شو
 و گرنه مرا مار و ان در تن است
 علی را بهمانا تو با ذوالفقار
 مرادیه خواهی درین زرگاه
 غیوران برون آیم از پیش صف
 چو فرات شود کارزار حسین
 درین شت با کوشش حیدری
 بختی نه بهای فسخ پدر
 بلالی بیدارم از ذوالفقار
 که اینها که گفتسم ندرای یاد

نیم وصال

نیم وصال

ز هر کس به پری بیاد دارد
 که من در رکاب گرامی پدر
 همه دشت پر شکر شام بود
 ز مردان با شنگی بر ده تاب
 ز لشکر برون تا ختم تک نه
 بسا شیط که از خون و ان ستم
 پدر و سهار و بر خراسان
 با فوس خندی بن بگیت
 که می نیست کاندیرین سرین
 تنی و سیکر هزار اثر و عیا
 شود و بس با می بی جای تیغ
 نوشی جز از چشمه تیغ آب
 صبارت نه شده واری کند
 چو لاله جوانان مشکینه نوی
 پیغمبر خدا و ان عظمی مقام
 بر آن خرد سالان بی نام و عا
 که قمار کردند از ادگان
 تو را از آن روزیاری دم
 که آن روز اول باید استوا
 چو نازی قمر چون دلا و است
 به گفت و گفتش همه بود است
 ای کودک سحر و شمار دوت
 چها کردم از کوشش و کرد فر
 که در زرم شان و خضام بود
 که از انیسو بدانش و انیسو بدانش
 پس پشت کردم سپاه و بنه
 که این شط از ایشان سپرد ختم
 چو دیده انچنان گرم باز من
 همی خورد و فوس بر من کریت
 چو شیر و گرگات اندر کین
 نشان خدنگ این تن پر بها
 بر تو تو کرمان شود و سیغ
 چو شکی کفن جز بر عقاب
 هوا بر سر است شکاری کند
 ز خون کرد و گشته از روی درو
 که ایندی بی پروا چون خورشام
 زمین همه کرد و چرخ آفتاب
 تویشی زنان با شنی اوکان
 بهانا دولت استواری دعد
 نه میرجا بود و نیردی تن بکار
 که اول نلرزد و دلا و کسی است
 سنجی جهان با و دانه کراست

نیم وصال

درین بی نیاهی بیا یار گو	مباحسه کجارت و انصاف کو
بی کو بیانو بهارت بین	بیاعش کو گوشوارت بین
ملی کو بیانو بهشت بگر	یکی چشم بکشا حسنت بگر
بگو بر زمین آبی روح الامین	یرا کنده اوراق مصفت بین
چه کرده هست بیسی که دوا کشند	چه گفته هست بی که زارش کشند
کنایش چه پوست که چاشنی بود	چه بد کردیونس که ماسی بود
سراپی که که زهره بر بام داشت	درو که چه زهرانی آرام داشت
چرا دل نگر در غم چاک چاک	که شد زهره بر چرخ زهر لاشی
همانا نه این مرقع پیغمبری است	بجان تو کاین کفر کافری است
کسی را که خود بر شکم سنگ بست	ز رنگش نه زیباست و نه گشت
بیکبار بابت پیغمبر عکافت	دو باره علی از تو کفر یافت
حسن را که دیدی بگر خوار باش	بگر کردی از زهر صد پاره باش
یکی پیش ازین دوده تنها و	که اکنون بکار و س افتاده
بمازان همه لاله خرواغ نیست	که چون باغ بی گل شود باغ نیست
خرویش خندان چه بر شد باده	بیاید بکوشش شب بی سپاه
بیاید همه خواهران را بخوانند	بگر پارگان را بدامن نشانند
چنین گفت بامهربان خواهر	ز مهر استین زدی چشم برخش
که امی در جهان با و گارت بول	زود و زمانه مبادی غول
مگر نه تو نوباده میسر می	مگر نه گل باغ پیغمبری
مگر نه بول هست مادر تورا	مگر نه حسن شد برادر تورا
همی بوده سختی کشش در گدا	باندوده دل بچه کوه استوا

درین بی نیاهی بیا یار گو
بی کو بیانو بهارت بین
ملی کو بیانو بهشت بگر
بگو بر زمین آبی روح الامین
چه کرده هست بیسی که دوا کشند
کنایش چه پوست که چاشنی بود
سراپی که که زهره بر بام داشت
چرا دل نگر در غم چاک چاک
همانا نه این مرقع پیغمبری است
کسی را که خود بر شکم سنگ بست
بیکبار بابت پیغمبر عکافت
حسن را که دیدی بگر خوار باش
یکی پیش ازین دوده تنها و
بمازان همه لاله خرواغ نیست
خرویش خندان چه بر شد باده
بیاید همه خواهران را بخوانند
چنین گفت بامهربان خواهر
که امی در جهان با و گارت بول
مگر نه تو نوباده میسر می
مگر نه بول هست مادر تورا
همی بوده سختی کشش در گدا

بگر کردی از زهر صد پاره باش

همه زهر نوشان سخت کشان	سر اسر جام بلا سر خشان
همه زهر نوشان مینامی سو	نداوند در دل مگر جامی درد
کی از رخ و سختی پریشان شدند	تو نیز آبخان باش کاشان شدند
چه پیوندن بکسلد جان من	همین هست و بس تا پیمان من
که بائی پدر مادران و رفقه	گهی مام باشی و گاهی پدر
مرگشته داند کو دکان را آسم	علی را بر پیچر خود و دستگیر
تو امی خواهر آماده شام باش	بگر خوار و خون دل شام باش
مزن سنگ بر سینه خراش رو	ولی مویه را به چه خواهی بگو
پیشانی دل از زنده روزگار	که از ناشکیبان شوی دشمن
زاندوه و خرد نه زردی	که گستی باند نه زهره
مرگشته چون پیش چشم آوردی	بگر خشم کاین زخمش آوردی
سرمه با خواهر آن گشتگوی	بدل جوئی دیگران کردی
بسی گفت اندرز و بسین داد	بهریک جدا گانه سوگند داد
که زود انهم چون بداید دست	بدانان صبر اندر آرید دست
رو نیست بر کندن موی	نه از نم خورشیدین روی را
ولی گریه بسیار بر من کنند	که بر آتش سینه آبی زنید
بگفت این و در شد بگو قمر	نیایش کنان پیش بکشد
بیاید رخسار بهتر و خاک	همه غمبه اتو و شد خاک پاک
بناید کای پاک پروردگار	تو دانی که نبود مرا جز تو یار
همه مایه هست و بودم ترست	عدم بودم اول و بودم ترست
بدیدی را اهل سعادت مرا	بداوی تو یه شهادت مرا

سر اسر جام بلا سر خشان
نداوند در دل مگر جامی درد
تو نیز آبخان باش کاشان شدند
همین هست و بس تا پیمان من
گهی مام باشی و گاهی پدر
علی را بر پیچر خود و دستگیر
بگر خوار و خون دل شام باش
ولی مویه را به چه خواهی بگو
که از ناشکیبان شوی دشمن
که گستی باند نه زهره
بگر خشم کاین زخمش آوردی
بدل جوئی دیگران کردی
بهریک جدا گانه سوگند داد
بدانان صبر اندر آرید دست
نه از نم خورشیدین روی را
که بر آتش سینه آبی زنید
نیایش کنان پیش بکشد
همه غمبه اتو و شد خاک پاک
تو دانی که نبود مرا جز تو یار
عدم بودم اول و بودم ترست
بداوی تو یه شهادت مرا

بگر کردی از زهر صد پاره باش

از اندم که مادر مرا زاده است
 ز پنج فرزند من سال چیده ام
 چنان می نماید ز سامان کار
 من این خرد سالان نویسد
 غریبان از منزل آوارگان
 یکی راز خاری بفرموده پاک
 چگونگی سپارم بدست بلام
 چو خود را نه بپسند بپهلوی من
 چنان هر یکی را رود دل تمام
 تنی را که تنها پرستنده بود
 بنا ز انگه چیده راهی سوار
 همه نورس و ناز پرور همه
 بزنجیر قوی و خاچون روند
 خدا یا نگهدار ایشان تو باش
 تو گاهی از جان غم پرورم
 مرا هر چه کلک تو بر سر نوشت
 بگفت و نجواب اندر آورده
 بجد و برادر بیا در پرورش
 یکی شاخ ریحان بر آو ز بول
 به پیرو که راه دور و راز
 گرت شوق مامیت و بانی

نیم دصال
 ۲۳۸

برادر بپسند خود خواسته است
 چه پائی درین خاک پر شور و شکر
 همانا برادر تو سر دست بپسند
 بپسندش از پنج و تیار نشان
 بپسندش شب اسی گوشت من
 گانم که هنگام دوری رسید
 برادر بپسند خود خواسته است
 چه پائی درین خاک پر شور و شکر
 همانا برادر تو سر دست بپسند
 بپسندش از پنج و تیار نشان
 بپسندش شب اسی گوشت من
 گانم که هنگام دوری رسید

نیم دصال
 ۲۳۹

نخایه دگر دید روی مرا
 میسنوری آرزوی مرا

تمام شد





